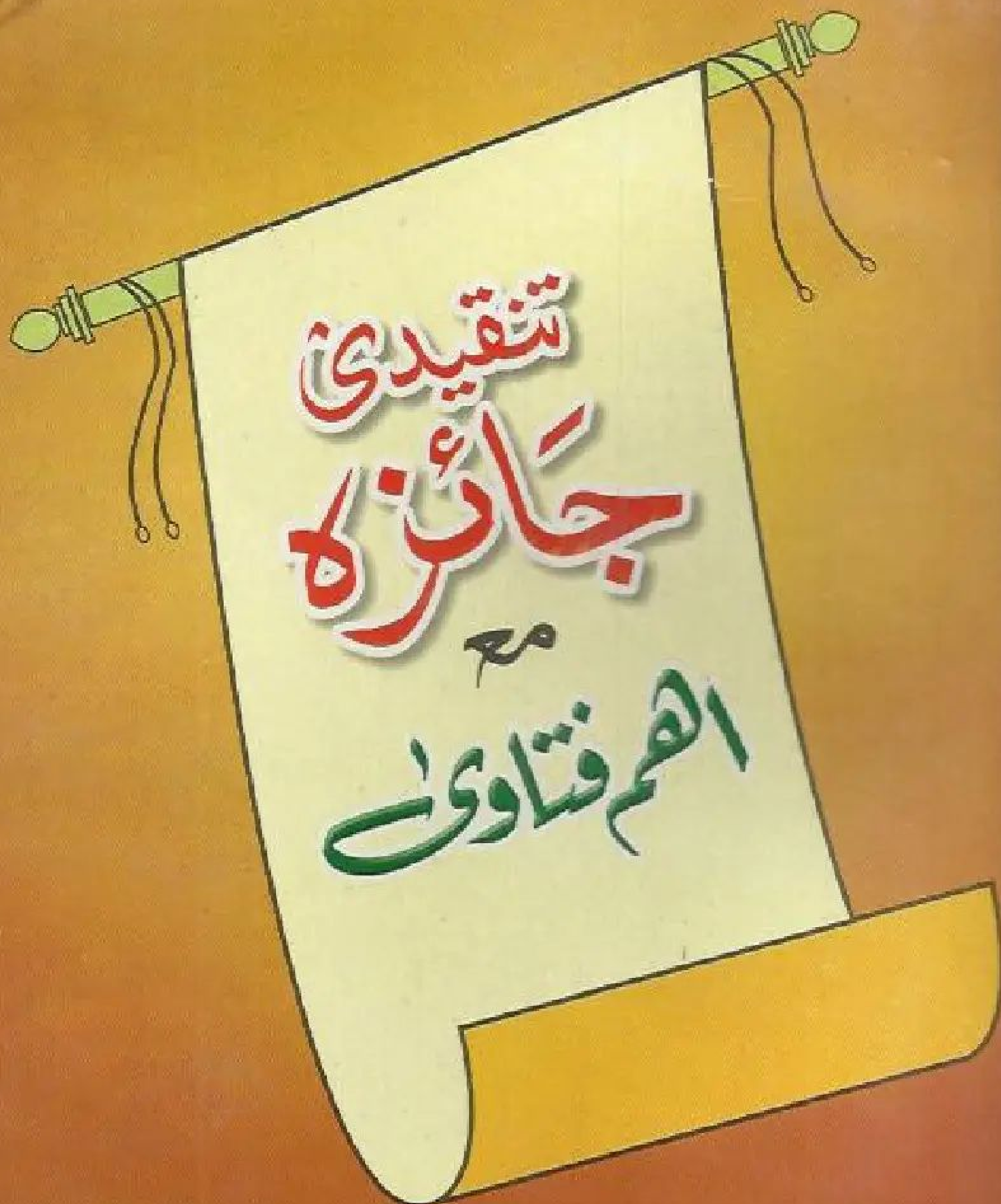
جسٹس محمد کرم شاہ صاحب کے

اہلسنت و جماعت سے اعتزالی نظریات کا تحقیقی و



ناشر: انجمن فکر رضا پاکستان

جسٹس کرم شاہ صاحب الازہری کے اعتزالی نظریات کا

تحقیقی وتنقیدی جائزہ

اور

اہم فتاویٰ

تالیف وترتیب

مولانا محمد ہارون رشید

0333-4690408,0346-6029257

ناشر: انجمن فکر رضا لاہور

انتساب

حضور پرنور، لامع النور، موفور السرور، قامع الشرور والفسق والفجور، غوث الانام، مجمع العلم و الحلم والاحترام، امام العلماء ومقدام الفضلاء، لازال بالافادة والعز والاکرام، عالم اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ، الحافظ، القاری، محمد احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ عنہ۔ اور حضور مناظر اعظم، مظہر اعلیٰ حضرت، فخر الواعظین، زبدۃ السالکین، عالم شریعت، علامۃ الدھر شیر بیشۂ اہل سنت، مولانا مفتی حشمت علی خان قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے کہ مذکورۃ الصدر دونوں بزرگوں نے بدمذہبیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور امت مسلمہ کے ایمانوں کو بچایا۔ انہی بزرگوں کی تصانیف کا فیضان ہے کہ فقیر آج صحیح العقیدہ سُنی مسلمان ہے۔ وللہ الحمد

سگِ غوث و رضا

محمد ہارون رشید لاہور

وجہِ تالیف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام اللہ تعالیٰ کا وہ پسندیدہ دین ہے جو حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین اور تبع تابعین کے ذریعے ہم تک پہنچا۔ ان حضرات مقدسہ نے جن عقائد و نظریات کی ترجمانی کی ان نظریات پر کاربند مسلمانوں کو اہلسنت و جماعت کہا جاتا ہے۔

اہلسنت و جماعت ہی وہ ناجی گروہ ہے جس کے بارے میں مصطفیٰ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنتی گروہ ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو:

ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنان و سبعین فرقة و ستفترق امتی علی ثلاث و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی قال ما انا علیه و اصحابی و فی روایة واحدة فی الجنة وهی الجماعة

یعنی امت محمدیہ ۷۳ فرقوں پر منقسم ہوگی ان میں سے ایک جنتی ہے باقی کل دوزخی اور علامات اس جنتی گروہ کی یہ ہیں کہ من حیث العقائد والاقوال تو وہ ایک جماعت ہے اور من حیث الاعمال والاقوال متبع سنت ہے۔

نتیجہ یہ کہ اہلسنت و جماعت جنتی گروہ ہے اس جنتی گروہ کو چھوڑ کر ہر دور میں بعض لوگوں نے اسلام میں تفرقہ بازی کی کوششیں کیں مثلاً خارجیوں نے اپنا گروہ الگ بنایا۔ شیعوں نے اس ناجی گروہ سے علیحدہ روش اپنائی۔ معتزلہ نے اسلام کے مسلمہ اصولوں سے روگردانی اختیار کی۔ اسی طرح ابن تیمیہ و ابن قیم کی تعلیمات سے متاثر ہو کر محمد بن عبدالوہاب نجدی نے وہابی تحریک کی صورت میں اسلام کا شیرازہ بکھیرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اسی وہابی تحریک سے متاثر ہو کر "تقویۃ الایمان" نامی کتاب لکھی گئی جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس

میں بے ادبی و بے باکی کا ارتکاب کیا گیا۔ ہندوستان (برصغیر پاک وہند) میں اس وھابی تحریک کی نمائندگی دو گروہوں نے کی ایک مقلد اور دوسرا غیر مقلد۔ بظاہر یہ دو گروہ ہیں مگر اندرون خانہ ایک ہیں ۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ مصنف تقویۃ الایمان، مولوی اسماعیل دھلوی ان دونوں کا امام اور تقویۃ الایمان کا رکھنا پڑھنا دونوں فرقوں کے نزدیک عین اسلام ہے۔ ان فرقوں میں سے مقلدین وھابیہ کا فرقہ دیوبندی کہلاتا ہے۔

فرقہ دیوبندیہ کے معتبر عالم مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی تصنیف تحذیر الناس کے صفحہ: ۳، ۴، ۵، ۱۸، ۲۴ میں صاف لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلاً منافی نہیں اس کے رسالہ ضلالت مقالہ کا خلاصہ عبارت یہ ہے:

قاسم نانوتوی کا عقیدہ

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا بلکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے ۔اسی طور پر رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالعرض ایں معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے اھ" (تحذیر الناس)

تبصرہ امام اہل سنت رضی اللہ عنہ

مسلمانو دیکھا اس ملعون ناپاک شیطانی قول نے ختم نبوت کی کیسی جڑ کاٹ دی خاتمیت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کہ وہ تاویل گڑھی کہ خاتمیت خود ہی ختم کر دی صاف لکھ دیا کہ اگر حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثنا کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت کے کچھ منافی نہیں اللہ اللہ جس کفر ملعون کے موجد کو خود قرآن عظیم کا و خاتم النبیین فرمانا نافع نہ ہوا کما قال تعالیٰ و ننزل من القران ما هو شفاء و رحمة للمومنين ولا يزيد الظلمين الا خسارا۔ اتارتے ہیں ہم اس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں کے لئے شفا و رحمت ہے اور ظالموں کو اس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیان کے۔ اُسے احادیث میں خاتم النبیین فرمانا کیا کام دے سکتا ہے فبای حدیث بعده يؤمنون۔ قرآن کے بعد اور کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے۔ (جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة ص ۸۰)

اس دیوبندی فرقے کے عقائد و نظریات اہلسنت وجماعت کے عقائد و نظریات سے باہم متصادم ہیں اور اس قدر خطرناک ہیں کہ علمائے حرمین شریفین سمیت پاک وہند کے تقریباً تمام علماء و مشائخ کرام نے متفقہ طور پر ان کے بارے میں فرمایا کہ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِهِمْ وَعَذَابِهِمْ فَقَدْ کَفَرَ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں۔ حسام الحرمین شریفین اور الصوارم الہندیہ شریف۔

مدرسہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے مہتمم جسٹس کرم شاہ صاحب نے اہلسنت وجماعت کے اس اجماعی و قطعی فیصلہ سے عدول کر کے اعتزالی روش اپنائی اور دیوبندی امام قاسم نانوتوی کی صریح کفریہ عبارات کو کفریہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر علماء اہلسنت میں بھی بے چینی پائی جاتی ہے اور دیوبندی بھی پیر صاحب کا نام بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ پیر صاحب کی زندگی میں بھی اہلسنت وجماعت کے نمائندہ اور عاشق رسول کریم، محقق اہل سنت سید بادشاہ تبسم بخاری مدظلہ العالی نے ایک مضمون بنام "پیر کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کا

انجام" لکھ کر ایک طرف پیر صاحب پر اتمام حجت کردی اور دوسری جانب دیوبندی مولویوں کا منہ توڑ دیا اور ان پر واضح کردیا کہ آج بھی اہلسنت وجماعت کا ان کفریہ عبارات کے بارے وہی نظریہ ہے جو جمہور اہل اسلام علماء ومشائخ نے صادر فرمایا تھا کہ :

من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر

پیر محمد کرم شاہ صاحب الازھری سے ہماری ذاتی رنجش نہیں کہ ہم ان کے خلاف لٹھ لئے پھرتے رہیں، چونکہ پیر صاحب کے معتمد خاص مولوی حافظ احمد بخش صاحب نے پیر صاحب کی سوانح حیات بنام "جمال کرم" جو کہ تین مبسوط جلدوں میں ہے میں، پیر صاحب کے اعتزالی نظریات کو نہ صرف بیان کیا بلکہ ان پر تبصرہ بھی صادر فرمایا۔ یہ سب کچھ اہلسنت وجماعت کے اجتماعی نظریات کے نا صرف خلاف تھا بلکہ صاف صاف اہل سنت وجماعت سے اعلان بغاوت تھا۔ چنانچہ ضروری تھا کہ علمائے اہلسنت کی عدالت میں اس مسئلہ کو پیش کر کے شرعی فیصلہ لیا جائے اور پیر صاحب اور ان کے متعلقین کی صلح کلی روش سے عوام الناس کو بچایا جائے۔ زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ کتاب کے مطالعے سے یہ بھی پتا چلے گا کہ پیر صاحب کن افکار وخیالات کے ترجمان تھے۔

محترم قارئین کرام! زیر نظر کتاب کی تالیف کی ضرورت اسلئے بھی محسوس کی گئی کہ بھیرہ کے مرکزی اشاعتی ادارے ضیاء القرآن پبلی کیشنز سے تین جلدوں پر مشتمل پیر کرم شاہ صاحب کی سوانح حیات (جمال کرم) شائع کی گئی۔ جس میں بجائے اس کے کہ اُن تمام متنازعہ امور سے جنکی وجہ سے پیر کرم شاہ صاحب اپنی زندگی میں بھی متنازعہ رہے اجتناب کیا جاتا۔ انھیں معاملات کو جان بوجھ کر اچھالا گیا اور پھر حافظ احمد بخش صاحب نے اُن امور پر تبصرہ فرمایا جس نے رہی سہی کسر نکال دی۔ پیر امین الحسنات شاہ موجودہ سجادہ نشین بھیرہ نے اس کتاب پر تقریظ لکھ کر اسکے مندرجات کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ اب ان حالات میں

کوئی شخص بھی ہمیں انتشار پسندی کا طعنہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اہلسنت وجماعت کے اجتماعی معتقدات کے خلاف بھیرہ کے مرکز سے آواز اٹھی اور اس آواز کا ردعمل ہماری موجودہ کتاب ہے۔ اگر بھیرہ کے اصحاب جبہ ودستار ان معاملات پر سے پردہ نہ اٹھاتے تو ہمیں بھی سخت رد عمل کی زحمت نہ کرنا پڑتی۔

اگر ہم پیر کرم شاہ صاحب کے نظریات جن میں اہلسنت اور گستاخ رسول (دیوبندیوں) کے اختلافات کو فروعی قرار دینا، ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرنا۔ اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف ماننا، بیک وقت تین طلاق کو ایک تسلیم کرنا، تحذیر الناس کی عبارتوں کو کفریہ تسلیم نہ کرنا وغیرہ کو درست مان لیں تو علمائے متقدمین ومتاخرین کا خطا کار ہونا لازم آئے گا کیونکہ نہ صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، بلکہ آپ سے قبل بھی علمائے اہلسنت نے نانوتوی کے کفر کا فتویٰ دیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بقول حافظ احمد بخش صاحب پیر صاحب تحذیر الناس کی کفریہ عبارتوں کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے کفریہ کہنے سے احتراز کرتے تھے۔ حالانکہ پیر صاحب کے معاصرین میں ایسی ایسی جید اور علمی شخصیات تھیں جنکی علمیت مسلمہ تھی انھیں اس قضیہ فرضیہ کی سمجھ کیوں نہ آسکی؟ بقول جانشین اشرف العلماء صاحبزادہ نصیر الدین سیالوی مدظلہ:

"اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الملت والدین سیالوی اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب اور دیگر سینکڑوں علماء ایسی لغویات بولنے والوں سے لاکھوں درجے زیادہ منطق کا علم رکھتے تھے۔ ان حضرات کو کسی مدرسے میں داخلہ لے کر ان اصطلاحوں کے سمجھنے کی ضرورت نہیں"۔ (عبارت اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، حصہ دوم، ص: ۳۲۶-۳۲۵)

صاحبزادہ صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں:

"بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو سُنی کہلواتے ہیں اور عاشق رسول ہونے کا دعویٰ

کرتے ہیں لیکن باوجودان گستاخانہ عبارات کی اطلاع کے اپنے ایمان کو خیر آباد کہتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ دیوبندی، بریلوی بنیادی عقائد میں متفق ہیں اور ان میں صرف فروعی اختلافات ہیں لہذا گستاخانہ عبارات والوں کی تکفیر کر کے اپنی عمر ضائع نہیں کرنی چاہئے، بلکہ اپنی قیمتی زندگی کو کسی اعلیٰ کام میں صرف کرنا چاہئے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی، پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری، شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب، حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی، استاد الکل حضرت مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی اور حضرت علامہ امام المناظرین شیخ الحدیث والتفسیر ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی صاحب مدظلہ اور دیگر اکابر علماء مثلاً حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول صاحب سعیدی، حضرت مولانا منظور احمد فیضی، فقیہ العصر مفتی محمد امین صاحب اس طرح ہزاروں اکابر علماء گویا اپنی عمر کو ضائع کرنے والے ہیں۔ اگر ان حضرات کی عمریں ضائع ہو چکی ہیں تو پھر ہم بھی اپنے اکابر کے ساتھ ہیں"

(عبارت اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، حصہ دوم، ص: ۴۰۲)

صاحبزادہ نصیر الدین سیالوی مدظلہ نے بعینہ ان نظریات کا تذکرہ اور پھر ان کا رد فرمایا ہے جسکے ردعمل میں ہماری زیر نظر کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مزید برآں کہ صاحبزادہ صاحب کے علاوہ آپکے والد گرامی علامہ محمد اشرف سیالوی، شیخ الحدیث والتفسیر نے جھنگ کے مشہور مناظرہ میں دیوبندی عقائد کو کفریہ ثابت فرمایا۔ جسکی تفصیل "مناظرہ جھنگ" نامی کتاب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ "کوثر الخیرات" میں حضرت علامہ سیالوی نے دیوبندی عقائد باطلہ کا رد بلیغ فرمایا۔ اسی طرح علامہ غلام رسول سعیدی نے "تفسیر تبیان القرآن" میں دیوبندیوں کی ان عبارات کو کفریہ کہا۔

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین جانشین محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ علامہ مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کچھوچھوی مدظلہ العالی تحذیر الناس کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پہلے ثابت کیا جا چکا ہے کہ (صاحب تحذیر الناس) نے ارشاد قرآنی (خاتم النبیین) کا جو معنی بتایا ہے وہ خود ان کے اعتراف کی روشنی میں اُنکی اپنی ایجاد ہے۔ جو ظاہر ارشاد ربانی اور جمہور سلف کے خلاف ہے ...... اب شکل اول تیار کر لیجے ...... مولوی قاسم نانوتوی نے نص شرعی (یعنی خاتم النبیین) کے معنی میں تحریف کی اور اس (لفظ خاتم النبیین) کا ظاہر اور جمہور سلف کے خلاف معنی تراشا۔ اور جو ایسا کرے وہ ملحد و زندیق ہے ...... نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی ملحد و زندیق ہے"۔

(نظریہ ختم نبوت اور تحذیر الناس، ص: ۴۴)

اسی طرح حضور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے التبشیر برد التحذیر میں خاص تحذیر الناس اور اپنی دوسری کتب مثلاً (الحق المبین، الاحد، تسبیح الرحمن، مقالات کاظمی وغیرہ) میں دیوبندی عقائد باطلہ کا رد فرمایا ہے۔ علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنویر لدفع ظلام التحذیر" میں تحذیر الناس کا خوب رد فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے قبل اثر ابن عباس کا رد علمائے اہلسنت نے کیا۔ اسکی تفصیل جناب ڈاکٹر محمد حسن صاحب نے اپنے (پی۔ ایچ۔ ڈی) کے مقالے میں یوں تحریر فرمائی:

"اس سلسلے میں مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اور عقیدہ یہ تھا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے "ولکن رسول اللہ وخاتم النبین" اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بعد حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ مولانا نقی علی خان مذکورہ بالا حدیث پر عقیدہ رکھنے والے کو عقیدہ اہل سنت کے خلاف جانتے تھے۔ چنانچہ علماء کی ایک بہت بڑی جماعت مولانا نقی علی خان کی حمایت میں میدان میں اتر آئی۔ مولانا نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے ایک استفتاء علمائے رامپور کو بھیجا گیا۔ جس کا جواب مفتی نور النبی رامپوری نے ان الفاظ میں دیا:

"یہ عقیدہ زید کا فاسد ہے کہ بخلاف نص قرآن کے قائل ہونا سات خاتم النبین کا اور قرآن سے ایک ثابت ہے اور وہ ایک منحصر ہے ذات بابرکات محمد رسول ﷺ میں اور نص یہ ہے کہ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین نیز قول زید کا مخالف اجماع کے ہے اس لئے از صحابہ تا ایں دم کوئی مفسر و محدث وجود تعداد خاتم النبین کا مقر نہیں۔ شاید کہ حدیث شاذ، کہ قسطلانی وغیرہ میں مرقوم ہے اور اس سے قائل نے اجتہاد کر کے باعانت وسوسۂ شیطان کے قائل اس تعداد کا ہوا ہو۔ یہ اجتہاد اس کا بچند وجوہ باطل ہے۔ پس اس صورت میں زید خارج از مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ جمیع فرق اہل سلام سے خارج۔ اس واسطے کہ کوئی فرقہ قائل اس کا نہیں کہ سات خاتم النبین ہیں۔"

مندرجہ بالا فتوے پر درج ذیل علمائے کرام اور مفتیان عظام کی تصدیقات ہیں:

1: مولانا سدید الدین خان خلف مولانا رشید الدین خان

2: مولانا مفتی ولی النبی رامپوری

3: مولانا سید حسین شاہ محدث رامپوری

4: مولانا محمد حیدر علی رامپوری

5 مولانا شیخ محمد علی درویش منطوف رامپوری

6 مولانا عبد الحق خیرآبادی بن علامہ فضل حق خیرآبادی

7 مولانا عبد العلی رامپوری

8 مولانا محمد یعقوب علی خان رامپوری

9 مولانا اظہر الدین رامپوری

ان کے علاوہ رامپور کی ایک عظیم مذہبی شخصیت اور مولانا نقی علی خان اور مولانا محمد احسن نانوتوی کے متفقہ عالم دین مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی کو بھی مولانا نقی علی خان کی طرف سے استفتاء بھیجا گیا۔ آپ نے قرآن و حدیث و محدثین و فقہا عظام سے ثابت کیا کہ:

"اس پر عقیدہ رکھنا اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ خاتم النبین حضور ﷺ ہیں اور حدیث شاذ ہے۔"

اس فتوے پر بھی علمائے کرام و مفتیان عظام کی تصدیقات ثبت ہیں۔

دوسری جانب مولانا احسن نانوتوی نے بھی اپنے عقیدہ و موقف کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ایک سوالیہ اشتہار چھپوا کر دیگر اضلاع کے علماء مفتیان عظام کو بھیجا مگر صرف دو جواب آئے۔ پہلا جواب مولانا احسن نانوتوی کے رشتے دار مولانا قاسم نانوتوی نے دیا اور کتاب "تحذیر الناس" تحریر کی۔ مولانا قاسم نانوتوی نے تو یہاں تک لکھا کہ:

"رسول کا خاتم ہونا عوام کا خیال ہے۔ بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں"

دوسرا جواب مولانا عبد الحی فرنگی محلی کا آیا انہوں نے اس کے جواب میں تین رسالے لکھے۔

مولانا نقی علی خان کے عقیدہ کی حمایت اور ان کے عقیدہ و موقف کی تائید اور "مناظرہ احمدیہ" و "تحذیر الناس" کی روشنی میں درج ذیل رسالے و کتب لکھے گئے ہیں۔

(1) تحقیقات احمدیہ حل اوھام نجدیہ 1379ھ/1872ء

مولانا فضل مجید بدایونی (م1324ھ/1906ء) تلمیذ مولانا عبد القادر بدایونی نے مناظرہ احمدیہ کے جواب میں یہ رسالہ لکھا۔ یہ مطبع الٰہی آگرہ میں چھپا۔

(2) الکلام الاحسن:۔

مولانا احسن نانوتوی کے رد میں مولانا ہدایت علی بریلوی کا رسالہ ہے۔

(3) تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال 1391ھ/1874ء:۔

مفتی حافظ بخش آنولوی نے شائع کی۔ اس میں مولانا نقی علی خان کی حمایت اور مولوی احسن و امیر احمد سہسوانی کی مذمت کی ہے۔

---

1 یہ رسالہ کا قول حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ دیکھئے انوار رضا مطبوعہ لاہور۔

(4) فتاوی بے نظیر در نفی آنحضرت بشیر و نظیر:۔

اس رسالہ میں تمام علماء کے فتوے یکجا شامل ہیں جو اثر ابن عباس کے قائل نہ تھے۔ بدایوں اور بریلی کے علماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(5) قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس:۔

مولانا شیخ محمد تھانوی کی اس موضوع پر قابل قدر کتاب ہے اس میں مولانا نقی علی خان کے موقف کی حمایت کی گئی ہے۔

اس طرح اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا احسن نانوتوی **منکر خاتم النبیین** ٹھہرتے ہیں۔ اس لیے فتوؤں کی رو سے مولانا احسن نانوتوی کی تکفیر مشہور ہوگئی۔ (علامہ مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ حیات اور علمی وادبی کارنامے ص 106 تا 109)

درج بالا اقتباسات سے واضح ہوا کہ پیر کرم شاہ صاحب کے نظریات نہ صرف جمہور کے خلاف ہیں بلکہ وہ اور ان کے حامی جمہور سے الگ راہ اپنانے پر مصر نظر آتے ہیں۔ الحمدللہ ہم نے اپنی موجودہ کتاب میں نہ صرف جمہور علمائے اہلسنت کے نظریات و افکار کی ترجمانی کی ہے بلکہ حامیان تحذیر الناس پر واضح کر دیا ہے کہ آج بھی جمہور علمائے اہلسنت کا نظریہ دیوبندیوں کے عقائد باطلہ کے بارے میں وہی ہے جس پر حسام الحرمین شریفین اور الصوارم الہندیہ شریف میں اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ 1 آخر میں ہم پیر صاحب کے صاحبزادگان، تلامذہ اور عقیدت مند حضرات سے وہی درخواست کریں گے جو مولانا ناظم علی صاحب مصباحی نے اپنے وقیع مقالے میں تحذیر الناس کا رد کرتے ہوئے آخر میں تحریر فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اب جبکہ نانوتوی صاحب کا کفر آفتاب عالمتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا تو اس کفر کی نقاب پوشی کے لئے غلط، جھوٹی اور مردود تاویلوں کا سہارا کیونکر لیا جا سکتا ہے۔ اس لیے خدارا عوام کو دھوکا میں نہ ڈالا جائے۔ نانوتوی صاحب تو شہر خموشاں کے مکین ہو گئے ان کی کفش

برداری کرنے والے خاص گروہ صلح کلی حضرات جو ان لایعنی تاویل نہیں بلکہ تحریف و تبدیل کے پس پردہ خود تو گمراہ ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ان کفری عبارتوں سے اپنی بیزاری ظاہر کریں اور اللہ عزوجل اور اسکے پیارے حبیب سید عالم ﷺ کے حضور صدق دل سے توبہ کر لیں کہ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(تحذیر الناس اور انکار ختم نبوت۔ از مولانا محمد ناظم علی مصباحی مشمولہ ماہنامہ اشرفیہ۔ مبارکپور ص ۲۹، اگست ۲۰۰۵ء)

زیر نظر کتاب میں حضرت محقق اہلسنت سید بادشاہ تبسم بخاری آف اٹک کا وقیع مقالہ (جسے ماہنامہ کنز الایمان لاہور نے ستمبر ۱۹۹۷ء میں اپنے ختم نبوت نمبر میں شامل کرکے پیر کرم شاہ صاحب ازہری پر اتمام حجت کر دیا تھا)۔ شامل ہے اسکے علاوہ عالم اسلام کے عظیم مذہبی وعلمی ادارے مرکز اہلسنت جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کا فتوی مبارکہ موجود ہے جسے حضرت مفتی محمد فاروق رضوی بریلوی (صدر دارالافتاء منظر اسلام شریف) نے تحریر فرمایا اس مبارک فتوی پر درج ذیل علمائے کرام کی تصدیقات ہیں۔

1۔ حضرت شیخ الحدیث، عالم باعمل، فقیہ بے بدل علامہ مولانا عبداللطیف جلالی مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور۔
2۔ حضرت استاذ الاساتذہ، علامہ مولانا مفتی عبدالرشید جھنگوی مدظلہ العالی فاضل جامعہ منظر اسلام بریلی شریف
3۔ حضرت علامہ مولانا محمد شریف رضوی مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ سراجیہ رضویہ جھنگ روڈ بھکر
4۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی خلف الرشید حضرت شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ
5۔ حضرت علامہ مولانا مفتی الیاس ہزاروی مدظلہ العالی آف جڑانوالہ

6۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حنیف قریشی مدظلہ العالی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

7۔ حضرت علامہ مولانا سید حبیب الرحمن شاہ صاحب مدظلہ العالی ریٹائرڈ ڈالا رجسٹرار شریعت کورٹ مظفرآباد آزاد کشمیر

8۔ مولانا محمد یعقوب شاہ صاحب مدظلہ العالی جامع مسجد توکلی منڈی بہاؤالدین

9۔ مولانا مفتی ڈاکٹر غلام سرور قادری شیخ الحدیث جامع رضویہ (ٹرسٹ) ماڈل ٹاؤن لاہور وسابق صوبائی وزیر محکمہ اوقاف زکوٰۃ وعشر پنجاب۔

10۔ جامعہ رضویہ (گلستان محدث اعظم پاکستان) کا فتویٰ جسے حضرت علامہ مفتی محمد بخش صاحب رضوی مدظلہ، نے تحریر فرمایا اور اس پر شیخ القرآن والحدیث استاذ العلما و الفقہا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی بہاولپوری مدظلہ العالی کی تصدیق ہے۔

11۔ استاذ المناظرہ، عالم باعمل مفتی اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد بندیالوی شرقپوری مدظلہ العالی کا مبسوط ۲۴ صفحات پر مشتمل کا فتویٰ جسے آپ نے بڑی محنت اور ذمہ داری سے مرتب فرمایا۔

12۔ علامہ مفتی محمد فضل احمد چشتی لاہوری کا فتویٰ۔

13۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد میاں برکاتی مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم احسن البرکات (ٹرسٹ) حیدرآباد۔ خلف وجانشین حضرت خلیل ملت مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ شامل ہیں۔

اہم نوٹ: حضرت شیخ الاسلام والمسلمین، بدر الفقہا، تاج الشریعۃ، جانشین مفتی اعظم، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، الحاج علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی مدظلہ العالی کے مرکزی دارالافتاء جامعۃ الرضا بریلی شریف سے بھی پیر کرم شاہ صاحب کی ان عبارات کے بارے میں

شرعی فتویٰ جاری ہو چکا ہے جسے حضرت علامہ مفتی محمد مظفر حسین قادری رضوی دامت برکاتہم نے تحریر فرمایا ہے اور اس پر درج ذیل اکابر و مفتیان کرام کی تصدیقات ہیں۔

1۔ حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری اطال اللہ عمرہ

2۔ حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی دامت برکاتہم العالیہ

3۔ حضرت علامہ مفتی ناظم علی صاحب قادری بارہ بنکوی دامت برکاتہم العالیہ

4۔ حضرت علامہ مفتی کوثر علی سمنانی مدظلہ العالی

5۔ حضرت مولانا مفتی محمد یونس رضا الاویسی الرضوی مدظلہ العالی

مذکورہ فتویٰ جناب الحاج غلام اویس قرنی قادری رضوی صدر و بانی رضوی فاؤنڈیشن لاہور وسربراہ ادارۂ معارف نعمانیہ لاہور لے کر آئے ہیں۔ اور اس فتویٰ مبارکہ پر علمائے اہلسنت کی تصدیقات کے حصول میں مصروف ہیں۔

جانشین فقیہ ملت (مفتی جلال الدین احمد امجدی) حضرت علامہ مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی مدظلہ کا فتویٰ بھی شامل اشاعت ہے۔

حضور قمر الملت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے تین فتاویٰ بھی تحذیر الناس کے کفر پر ہیں جو کتاب ہذا میں شامل کیے جا رہے ہیں۔ حضرت اجمل العلماء سنبھلی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ اجملیہ سے ایک فتویٰ کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔ اس فتویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ مستفتی نے جو صورتحال حضرت اجمل العلماء کے سامنے رکھی ہے وہ بعینہٖ وہی ہے، جو پیر کرم شاہ صاحب کے بارے میں زیر بحث ہے۔

قارئین کرام! پیر محمد کرم شاہ صاحب کی مذکورہ عبارات اور ان پر جاری شدہ فتاویٰ کے حکم شرعیہ کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ پیر صاحب کے افکار و خیالات کا نظریات اہل سنت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اس صورت حال کے تناظر میں علماء اہل سنت کو جمال کرم نامی کتاب کے مندرجات کا سنجیدگی اور سختی کے ساتھ نوٹس لینا چاہیے تاکہ اس

کتاب میں مندرج افکار و نظریات سے دیوبندیت کو جو تقویت دینے کی درپردہ سازش کی گئی آئندہ کسی کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہو۔ جیسا کہ ہم بار بار عرض کر چکے کہ ہماری پیر کرم شاہ صاحب سے یا ان کے متعلقین سے کسی قسم کی دنیاوی، ذاتی رنجش نہیں فقط اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دربار میں حاضری اور جواب دہی کی غرض سے یہ چند سطور آپ کے سامنے ہیں سوچئے کہ ان نظریات و خیالات کی حمایت کر کے ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دربار گہربار میں آخر کس طرح سُرخرو ہوں گے؟

آخر میں ہم اپنے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے ہماری اعانت فرمائی۔

فقط

محمد ہارون الرشید، غفرلہ

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

قال الله تعالىٰ فی القرآن الكريم ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين و كان الله بكل شيء عليما۔ (سورۃ الاحزاب۔۴۰)

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی ﷫ تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ حضور ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تواتر تک پہنچتی ہیں ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص:۶۱۴، مطبوعہ بریلی شریف)

امام المفسرین ابی جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم الذی ختم الله به النبوة فلا تفتح لاحد بعده الی قيام الساعة۔

خاتم النبیین وہ ذات ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ پس قیامت تک اب کسی کیلئے نہ کھولا جائے گا۔

(مختصر تفسیر طبری بحوالہ قادیانی فتنہ اور علمائے حق، ص:۲۰)

علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ابن کثیر میں لکھا:

فھذہ الآیۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لانبی بعدہ فلا رسول بعدہ بالطریق الاولیٰ والاحری۔

یہ آیت اس بارے میں نص قطعی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم سید الکونین ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ جب آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے تو کسی رسول کا آنا بطریق اولیٰ محال ہے۔ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ قادیانی فتنہ اور علمائے حق، ص:۲۱)

امام المحققین قاضی ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی (م ۷۹۱ھ) آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آخرھم الذی ختمھم او ختموا بہ علی قراۃ عاصم بالفتح (تفسیر بیضاوی)

حضور انبیاء میں سب سے آخری ہیں۔ یا حضرت عاصم کی قرات کے مطابق تا کی فتح کے ساتھ (خاتَم) اس کا معنی ہوگا کہ آپ کے آنے سے باب نبوت ہمیشہ کیلئے بند کر دیا گیا۔

(تفسیر بیضاوی بحوالہ قادیانی فتنہ اور علماء حق، ص:۲۱)

احادیث اور معنی ختم نبوت

اسی طرح احادیث متواترہ میں ختم نبوت کے معنی کی وضاحت درج ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں:

حدیث نمبر 1

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنہ و اجملہ الاموضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ و یعجبون لہ و یقولون ھل لا وضعت ھذہ اللبنۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔

(بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، مسند امام احمد)

(ترجمہ): میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی۔ دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرتے ہیں اور اس کی خوبیٔ تعمیر سے تعجب کرتے ہیں۔ مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ نگاہوں میں کھٹکتی ہے۔ میں نے تشریف لا کر وہ جگہ بند کر دی مجھ سے عمارت پوری کی گئی۔ مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی، میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں میں تمام کا خاتم ہوں۔

حدیث نمبر 2

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی۔

ترجمہ: انبیاء بنو اسرائیل کی سیاست فرماتے تھے۔ جب ایک نبی تشریف لے جاتے دوسرا اس کے بعد آتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری، مسلم، مسند امام احمد، ابن ماجہ)

حدیث نمبر 3

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

ترجمہ: حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں سب نبیوں کے بعد آیا ہوں

میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مفسر ابن کثیر نے بہت سی احادیث مبارکہ ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ:

وقد اخبر الله تبارك وتعالىٰ فی کتابه ورسوله صلی الله علیه وسلم فی السنة المتواترة عنه انه لانبی بعده یعلموا ان کل من ادعی هذا المقام بعده فهو کذاب افاك دجال ضال مضل۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد اپنی کتاب میں اور رسول ﷺ نے سنت متواترہ میں بتایا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ ساری دنیا دیکھ لے کہ جو شخص بھی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہے، جھوٹا ہے، دجال ہے، گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

آیت کریمہ اس کی تفسیر اور احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ خاتم بمعنی آخر النبیین ہیں اور خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ماننا ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری اور تحفۃ الفتاویٰ اور الاشباہ والنظائر میں ہے:

اذا لم یعرف ان محمد صلی الله علیه وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات۔

ترجمہ:

جو شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اس لیے کہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروریات دین سے ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ ماہ اگست ۲۰۰۵ء ص: ۲۳)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی رضوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

"حضور خاتم النبیین ہیں یعنی اللہ عزوجل نے سلسلہ نبوت حضور پر ختم کر دیا کہ

حضور کے زمانے میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے کافر ہے"۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۲۷ مطبوعہ دہلی)

مذکورہ تصریحات سے پتا چلا کہ کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت کے اجراء کا قائل ہو وہ کافر ہے خواہ ظلی یا بروزی نبی کی آڑ میں ختم نبوت کے اجماعی مفہوم پر ڈاکہ مارے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا۔ خواہ نبوت کی مرتبی یا زمانی کی طرف خود ساختہ تقسیم کر کے ختم نبوت کے اجماعی مفہوم کو ختم کرنیکی سعی نامسعود کرے۔ جیسا کہ قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں کیا۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت کی بنیاد فراہم کی۔

مولانا پیر محمد افضل قادری مدظلہ العالی، آف مراڑیاں شریف تحریر کرتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت سے برعظیم پاک و ہند کے بعض علماء نے ختم نبوت کے اجرا اور نئے نبی کے امکان کیلئے حالت سازگار کرنے میں بڑی تگ و دو کی سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے شان رسالت کو کم کرنے کیلئے یہ مسئلہ نکالا کہ حضور خاتم النبیین احمد مجتبیٰ ﷺ کی نظیر ممکن ہے۔ حالانکہ اجلہ علمائے کرام نے واضح تصریح فرمائی کہ حضور پرنور سید المرسلین ﷺ کی نظیر ممکن نہیں ہے۔ ان علماء میں سے مجاہد تحریک آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی قدس سرہ سر فہرست ہیں۔ امتناع نظیر اور امکان نظیر پر ایک مناظرہ شیخوپور، ضلع بدایوں میں ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں ہوا۔ مولانا عبدالقادر بدایوانی نے واضح دلائل سے امتناع نظیر کے مسئلہ کو نکھارا۔ امکان نظیر کے حامی اور مؤید مولوی امیر احمد سہسوانی نے اپنی تائید میں مولوی محمد احسن نانوتوی، مولوی عبدالحی فرنگی محلی، مفتی سعد اللہ مراد آبادی سے فتویٰ حاصل کیا ان مفتیان کرام نے ایک اثر حضرت ابن عباس سے استدلال کیا۔ اس فتویٰ کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کو ساتوں زمینوں میں حضور خاتم النبیین ﷺ کی مثل چھ اور خاتم النبیین ماننے پڑے۔ اسی عرصے میں ایک استفتاء کے جواب میں مولوی قاسم نانوتوی نے ایک مکمل رسالہ "تحذیر

الناس" لکھا جس میں بڑے شدومد سے کہا گیا کہ "اگر حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو جائے تو آپ کی نبوت میں فرق نہیں آتا"۔ مولوی عبدالحی فرنگی محلی نے اس موضوع پر (1) زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس" (2) "الآیات البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات" (3) "دافع الوسواس فی اثر ابن عباس" تین مستقل رسالے لکھے۔ امکان نظیر اور اجرائے نبوت کے فتوؤں کی اشاعت سے ان مفتیان نے ادعائے نبوت کے لئے راہ ہموار کی۔ غاصب انگریز نے دیکھا کہ ادعائے نبوت کیلئے حالات سازگار اور مؤید ہیں تو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت کیلئے آمادہ کیا۔ چنانچہ مسلمانوں کا یہ دشمن بالآخر دعویٰ نبوت کر کے ہمیشہ کیلئے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا باعث بنا۔

جس طرح مرزا قادیانی ادعائے نبوت کرنے سے ارتداد کا مرتکب ہوا اسی طرح امکان اجرائے نبوت کا فتویٰ دینے والے بھی اس جرم کے مرتکب ہوئے۔

(قادیانی فتنہ اور علماء حق ص ۳۱-۳۰)

علامہ پیر محمد افضل قادری صاحب کی تحریر سے دو باتیں واضح ہوئیں۔

1. قاسم نانوتوی دیوبندی اور چند دیگر مولویوں نے اجرائے نبوت کے امکان کا فتویٰ دیا۔
2. ادعائے نبوت کا دعویٰ کرنے والے مرتد مرزا غلام احمد قادیانی کا جو جرم تھا وہی جرم امکان اجرائے نبوت کا فتویٰ دینے والوں کا بھی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ اور علمائے حرمین شریفین نے جہاں مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کو کافر و مرتد قرار دیا ہے وہیں اس کو دعویٰ نبوت کی بنیاد فراہم کرنے والے مولوی قاسم نانوتوی کو بھی کافر و مرتد قرار دیا۔ حسام الحرمین شریف میں علمائے عرب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔

علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات کے بعد حضور شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان گستاخانہ عبارتوں پر مشتمل استفتاء علمائے پاک و ہند کی خدمت میں پیش کیا۔ علماء و اکابرین اسلام نے ان عبارات کے متعلق یہی فیصلہ فرمایا کہ من شک فی کفرھم و عذابھم فقد کفر۔

قصہ "تحذیر الناس" کی حمایت کا

مگر نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ امت مسلمہ کے اس اجماعی وقطعی عقیدے کا انکار کرنے والے مولوی قاسم نانوتوی کی اس گستاخانہ عبارات کی حمایت میں اہلسنت کے ایک پیر خانے سے آواز بلند ہوئی اور آواز بلند کرنے والے پیر محمد کرم شاہ الازہری مؤلف تفسیر ضیاء القرآن و سیرت ضیاء النبی وغیرھم تھے۔

قارئین حیران ہو نگے کہ یہ ہم نے کیا لکھ دیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب نے اس کفری تصنیف "تحذیر الناس" اور اس کے مصنف قاسم نانوتوی کی بایں الفاظ تعریف کی:

"حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ وسلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطہ امکان سے خارج ہے کہ لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کیلئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگان حسن مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس میں موجود ہے"۔

(عکسی خط پیر کرم شاہ مندرج مقدمہ تحذیر الناس ص ۳۰ طبع گوجرانوالہ)

خط کا عکس اگلے صفحات پر موجود ہے قارئین ملاحظہ فرمالیں۔ یہ عکس تحذیر الناس کے مقدمے سے لیا گیا ہے جو ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے لکھا اور جون ۱۹۸۴ء میں پہلی بار چھپا اور پھر مارچ ۱۹۸۷ء میں چھپا۔ اس کے بعد پیر کرم شاہ صاحب کم وبیش 15 سال یعنی 1998ء تک بقید حیات رہے مگر ان کی طرف سے اس خط کی تردید نہیں کی گئی جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مذکورہ خط پیر کرم شاہ صاحب کا ہی ہے۔ اس کے علاوہ جمال کرم جلد اول صفحہ ۶۹۴ پر حافظ احمد بخش نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ مذکورہ خط پیر کرم شاہ بھیروی کا ہی ہے۔

اس خط کی اشاعت کے ساتھ ہی علمائے حق کی طرف سے ردعمل ہوا اور پیر کرم شاہ صاحب سے علمائے اہلسنت وضاحتیں طلب کرنے لگے چہار جانب سے پیر کرم شاہ صاحب پر سوالات کی بوچھاڑ ہونا شروع ہوئی۔ دیوبندیوں نے بھی پیر کرم شاہ صاحب کو اپنی صریح کفری عبارات کے بارے میں حجت بنا کر پیش کرنا شروع کر دیا۔ اس صورتحال سے تنگ آ کر بالآخر اگست 1986ء میں پیر کرم شاہ صاحب نے ایک کتاب بنام ''تحذیر الناس میری نظر میں'' تحریر کی اور اس جدید تصنیف میں بھی قاسم نانوتوی اور اس کی صریح کفری کتاب ''تحذیر الناس'' سے برأت کا اظہار کرنے کے بجائے صلح کلی رویہ اپنایا۔ اپنی تصنیف کے ص ۴۴ میں لکھا کہ:

''مولانا نانوتوی نے سنگین قسم کی غلط فہمیوں کو جنم دینے والے اس مضمون کو فقط ایک بار تحذیر الناس میں ذکر کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے بار بار دہرایا ہے مجھے افسوس ہے کہ جب میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی جو مولانا کی بعض عبارات پر مرتب ہوتے ہیں''۔

(تحذیر الناس میری نظر میں، ص: ۴۴ مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور)

''تحذیر الناس میری نظر میں'' کی اس عبارت کو بعض حضرات رجوع کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ رجوع نہیں بلکہ عذر گناہ، بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ ان حضرات حق واضح

کرنے کیلئے ہم اس عبارت پر ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی کا تبصرہ نقل کرنا کافی سمجھتے ہیں جس کے سامنے پیر صاحب اور ان کے حامی حضرات دم بخود ہیں۔

ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی لکھتا ہے:

''پیر صاحب نے بریلویوں کو خوش کرنے کیلئے ایک بات اب پیدا کی ہے کہ تحذیر الناس کی بعض عبارات سے کچھ غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں لیکن پیر صاحب نے ان عبارات کو غلط نہیں کہا۔ اس فہم کو غلط کہا ہے جو ان سے ختم نبوت زمانی کے خلاف کوئی دوسرا نتیجہ نکالے۔ دوسرے لفظوں میں اسے یوں سمجھیے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نے تو بات غلط نہیں کہی مولانا احمد رضا خان نے اسے غلط سمجھ لیا۔ سو پیر صاحب یہاں کسی غلط بیانی کی نشاندہی نہیں کر رہے بلکہ مولانا احمد رضا خان اور ان کے پیروؤں کی غلط فہمیوں کو نمایاں کر رہے ہیں۔ پیر صاحب لکھتے ہیں مولانا نانوتوی نے سنگین قسم کی غلط فہمیوں کو جنم دینے والے اس مضمون کو فقط ایک بار تحذیر الناس میں ذکر کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے بار بار دہرایا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی۔

(ص ۴۴)

مخدوم ومحترم! جب آپ نے ان کے خطرناک نتائج کو خود بھی غلط فہمی پر مبنی قرار دیا ہے تو اب آپ کو افسوس کس بات کا ہے۔ کیا اس بات کا کہ آپ نے اچھی تعلیم کیوں حاصل کی کہ آپ ان غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوئے اور مولانا احمد رضا اپنی کم علمی کے باعث تحذیر الناس کے ان مطالب کو نہ پا سکے جو حضرت حجۃ الاسلام کی مرادات تھے کیا آپ کو اسی بات کا افسوس ہے؟

ہاں آپ کا یہ کہنا کہ پہلی بار مطالعہ کرنے سے آپ کی توجہ ان نتائج تک نہ جا سکی تھی اپنی جگہ ضرور کچھ وزن رکھتا اگر آپ نے واقعی ایک دفعہ کے مطالعے کے بعد تحذیر الناس کے حق میں اپنی رائے دی ہوتی ہم کہہ دیتے کہ ذہن کمزور تھا پہلے مطالعہ میں بات کو نہ پا سکا لیکن جب

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ نے تحذیر الناس کے بارے میں اپنی رائے اُسے کئی دفعہ پڑھنے کے بعد دی تھی تو بے ساختہ حافظ بناشد کی مثل یاد آ جاتی ہے آپ کا خط جس کا عکس فوٹو اس مقدمہ تحذیر الناس کے صـ ۳۰ پر ہم دے رہے ہیں اس کا پہلا جملہ یہ ہے

حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ اب آپ ہی بتائیں کہ اس خط میں آپ نے جو رائے ظاہر کی ہے کیا وہ صرف پہلی بار کے مطالعہ پر مبنی ہے یا آپ نے متعدد بار اس کا مطالعہ کیا تھا اور کیا سرسری مطالعہ کیا تھا یا آپ اسے پورے غور و تامل سے پڑھتے رہے تھے اور اگر آپ واقعی غور سے پڑھتے رہے تو کیا کوئی خطرناک نتیجہ آپ کے ذہن میں آتا رہا، یا ہر بار آپ کو نیا لطف و سرور حاصل ہوتا رہا۔ مذکورہ بالا جملہ بھی آپ کا ہی ہے اور "تحذیر الناس میری نظر میں" کی ص ۴۴ کی درمیانی عبارت بھی آپ کی ہے کہ پہلی بار کے مطالعہ سے آپ کی توجہ ادھر مبذول نہ ہو سکی ہم حیران ہیں کہ آپ کی کس بات کو درست مانیں اور پھر بات خود بھی مانتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسم نے بھی یہ بات صرف ایک جگہ نہیں لکھی بار بار دھرائی ہے ہاں آپ دونوں میں تطبیق دے دیں تو یہ آپ کی ایک نئی علمی شان ہوگی"۔

(مقدمہ تحذیر الناس از ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی' ص: ۱۳۔۱۲ مطبوعہ گوجرانوالہ)

محترم قارئین کرام!

کیا پیر صاحب کے حامی حضرات کے پاس ڈاکٹر خالد محمود کے اس اعتراض کا کوئی جواب ہے؟ کیا پیر صاحب نے ڈاکٹر خالد محمود کے اس وزنی اعتراض کا کوئی جواب دیا؟ ہر گز نہیں [1]۔ اور جواب دے بھی کیسے سکتے تھے۔ جبکہ پیر صاحب اپنی تصنیف "تحذیر الناس میری نظر میں" کے ص 58 پر ایک مرتبہ پھر قاسم نانوتوی اور تحذیر الناس کی حمایت کا حق ادا کر بیٹھے تھے۔ پیر

---

[1] دیوبندی مولوی کی اس اور اس قسم کی تمام باتوں کا منہ توڑ جواب سید بادشاہ تبسم بخاری مدظلہ نے اپنے وقیع مقالہ میں دے کر اس فتنے کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیا ہے فالحمد للہ علی ذالک (برکاتی)

صاحب لکھتے ہیں: "یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت زمانی کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلا شبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے"۔

(تحذیر الناس میری نظر میں' ص: ۵۸)

پیر کرم شاہ صاحب کی اس عبارت کا صاف اور صریح مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ علمائے حرمین طیبین اور علمائے پاک و ہند نے حسام الحرمین الشریفین اور الصوارم الہندیہ شریف میں قاسم نانوتوی کو ختم نبوت زمانی کا منکر قرار دے کر اس پر جو من شك فی کفرہ و عذابه فقد کفر کا فتویٰ دیا وہ غلط ہے۔

درج بالا عبارت پر کچھ اسی قسم کا تبصرہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے بھی کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

"ہاں اس پہلو سے پیر صاحب لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک سابقہ خط میں یہ بات کھل کر کہی کہ مولانا قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر نہیں اور ان پر تحذیر الناس کے حوالے سے انکار ختم نبوت کا الزام درست نہیں اب انہوں نے اپنے نئے رسالے (تحذیر الناس میری نظر میں) میں بھی نہایت کھل کر مولانا احمد رضا خان کی تردید کی ہے مولانا احمد رضا خان نے تحذیر الناس کے تین مختلف مقامات صفحہ 41,85,65 سے تین عبارتیں لے کر انھیں جوڑ کر ایک عبارت بنایا تھا [1] اور اس نئی وضعی عبارت سے حضرت مولانا محمد قاسم کو ختم نبوت زمانی کا منکر ٹھہرایا تھا پیر کرم شاہ نے اب بھی اپنا فیصلہ مولانا احمد رضا خان کے خلاف دیا ہے اور اس ہمت پر ہم انھیں داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے"۔

---

[1] یہ دیوبندیوں کا مغالطہ عامۃ الورود ہے اس دعوے کا مفصل جواب [1]۔ التحبیر برد تحذیر از حضرت غزالی زماں کاظمی شاہ صاحب رحمہ اللہ [2]۔ اللؤلؤ لدفع ظلام التحذیر از حضرت علامہ غلام علی اکاڑوی رحمہ اللہ میں ملاحظہ فرمائیں (برکاتی)

(مقدمہ تحذیر الناس از ڈاکٹر خالد دیوبندی، ص:۱۰ طبع گوجرانوالہ)

پھر ڈاکٹر خالد محمود پیر صاحب کی عبارت نقل کرنے کے بعد پیر صاحب کے کندھے پر بندوق رکھ کر اعلیٰ حضرت رفیع الدرجات الشاہ احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے:

''معلوم رہے کہ پیر کرم شاہ صاحب یہاں مولانا محمد قاسم نانوتوی کے عقیدہ ختم نبوت کو بلاشبہ واضح کہہ رہے ہیں۔ یہ بلاشبہ کے الفاظ لائق توجہ ہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت مولانا نانوتوی کی عبارات ان کے اس عقیدہ پر بلاشبہ دلالت کرتی ہیں تو مولانا احمد رضا خان انہیں کیوں نہ سمجھ پائے؟ کیا یہ جہل نہیں اور اگر وہ سمجھتے تھے مگر جان بوجھ کر حضرت پر ختم نبوت کے انکار کی تہمت لگانا چاہتے تھے اور اپنی یہ خدمت انگریز کے کھاتے میں ڈالنا چاہتے تھے۔ تو کیا یہ خیانت نہیں؟''

(مقدمہ تحذیر الناس از ڈاکٹر خالد دیوبندی، ص:۱۱ طبع گوجرانوالہ)

یہی وہ صورتحال تھی جس نے دیوبندی مولویوں کو اتنا جری کر دیا کہ وہ پیر صاحب کے کندھے پر بندوق رکھ کر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ پر خیانت اور جہل جیسے الزامات کے گولے برسانے لگے۔ اس صورتحال میں علمائے اہلسنت نے پیر صاحب کو رجوع کرنے کا کہا اور بار بار کہا مگر پیر صاحب نے اپنی اس سراسر بے بنیاد اور بلا دلیل رائے سے رجوع نہ کیا۔

1۔ حضرت علامہ سید محمد عرفان شاہ مشہدی مدظلہ العالی (شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف وامیر مرکزی جماعت اہلسنت) فرماتے ہیں کہ بھکھی شریف میں پیر کرم شاہ صاحب سے ان مسائل پر گفتگو کی اور پیر صاحب کو رجوع کا کہا مگر پیر صاحب نے ماننے سے انکار کر دیا اور ہٹ دھرمی اختیار کی اور اپنے مرید (جس کے گھر میں بیٹھے تھے) کو کہا کہ سید عرفان شاہ صاحب کو چلتا کرو یا میں یہاں سے

جا رہا ہوں۔

2۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری برکاتی مدظلہ العالی نے بتلایا کہ جب تحذیر الناس و کرم شاہ صاحب کا مسئلہ ابتداء میں ہوا تھا ان دنوں حکیم اہلسنت محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے مطب پر میں گیا تو وہاں پیر صاحب بھی موجود تھے۔ میں نے پیر صاحب سے کہا کہ اہل سنت کیلئے یہ بڑی مصیبت ہے آپ اس بارے میں کچھ کریں یعنی رجوع کریں۔ پیر کرم شاہ صاحب دو تین منٹ خاموش رہے اور اٹھ کر وہاں سے چل دیئے۔ مولانا کاشف اقبال مدنی (نوٹ: یہی واقعہ علامہ شرف صاحب نے ایک خط میں لکھا، جو محفوظ ہے)

3۔ علامہ اشرف سیالوی آف سرگودھا نے پیر کرم شاہ صاحب کو تحذیر الناس کے بارے میں گیارہ سوالات بھیجے تھے کہ یا تو توبہ کر لو یا ان کے جوابات دو۔ مگر پیر صاحب کوئی جواب نہ دے سکے۔ (نوٹ: یہ گیارہ سوالات صاحبزادہ نصیر الدین سیالوی مدظلہ کی کتاب ''عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' جلد دوم میں ملاحظہ فرمائیں)

4. علامہ مفتی علی احمد سندھیلوی آف لاہور نے اپنے ایک مضمون میں لکھا (جو ماہنامہ ضیائے کرم بھیرہ کے ضیاء الامت نمبر مارچ ۲۰۰۳ء میں چھپا) مضمون کا عنوان تھا ''حضرت پیر محمد کرم شاہ ایک تحریک .... ایک دور'' اس میں لکھا:

''آپ نے ہمیشہ کفر وشرک کے فتوؤں سے گریز کیا غور وفکر کے بعد جس بات کو حق سمجھا اس پر جم گئے اور بلا لومۃ لائم اس کا اظہار بھی فرمایا۔ مجھے یاد ہے ایک مرتبہ مولانا عبدالعزیز ضیاء اور راقم الحروف لاہور میں حضرت شاہ صاحب کی عیادت کیلئے گئے۔ ان دنوں آپ نے ''تحذیر الناس میری نظر میں'' تحریر کی تھی اور اس پر فریقین کے علماء میں بڑی گفتگو ہو رہی تھی مولانا عبدالعزیز ضیاء صاحب نے عرض کی جناب علماء ''تحذیر الناس میری نظر میں''

پر بہت ناراض ہیں آپ اس پر نظر ثانی فرمائیں۔ حضرت پیر صاحب نے فرمایا "میں نے جو کچھ صحیح سمجھا ہے لکھ دیا"۔ (مجلہ ضیاء کرم بھیرہ۔ ضیاالامت نمبر 2003 مارچ ص 20-21)

5. ضلع اٹک میں دریائے رحمت شریف نزد حضرو کے بزرگ حافظ سلطان محمود مدظلہ العالی نے بھی پیر کرم شاہ صاحب کو خط لکھا جب "تحذیر الناس میری نظر میں" شائع ہوئی مگر پیر کرم شاہ صاحب نے بجائے رجوع الی الحق کے حافظ صاحب کے بھتیجے جو بھیرہ کے مدرسہ میں زیر تعلیم تھے کو کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور حافظ صاحب جو اچھے عالم ہیں ان کے پاس جا کر پڑھو۔

6. مولانا حاجی ابوداؤد محمد صادق صاحب آف گوجرانوالہ نے پیر کرم شاہ صاحب کی وفات سے تقریباً 8 ماہ قبل رضائے مصطفےٰ کے شمارے میں پیر کرم شاہ صاحب کی صلح کلی روش کو واضح کیا اور پیر صاحب سے رجوع کرنے کا کہا مولانا حاجی ابوداؤد محمد صادق صاحب کا تبصرہ ان کے مضمون "حضرت پیر کرم شاہ صاحب کرم فرمائیں" میں ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں:

"شہرہ آفاق شخصیت حضرت پیر کرم شاہ کا علمی وروحانی وملکی سطح پر بڑا مقام ہے جس کے باعث وہ محتاج تعارف نہیں مگر قدرت جن کو بڑا مقام دے انہیں خود کو بڑا سمجھ کر دوسروں کو حقیر وناقابل اعتناء نہیں سمجھنا چاہیے اور اپنے سے چھوٹوں کی آواز پر بھی لبیک کہنا چاہیے۔ اور ان کی ہمدردی ودلجوئی کرنی چاہیے مگر ہمارا اپنا تجربہ ہے کہ کسی دینی علمی مسئلہ میں پیر صاحب کی طرف رجوع کیا جائے تو وہ دلجوئی نہیں فرماتے اور جوابی خطوط وملفوف کا جواب عنایت فرمانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے اور یہی تلخ تجربہ ان کے صاحبزادہ والا شان امین الحسنات صاحب مدیر اعلیٰ "ضیائے حرم" کے متعلق بھی ہوا ہے کہ وہ جوابی خطوط کا جواب دینا بھی اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کچھ نہ کچھ جواب دینا ان حضرات کی اخلاقی ومنصبی ذمہ داری ہے۔

آمدم برسر مطلب: غیر مقلد وھابی رسائل موقع بموقع یک وقت تین طلاق کو ابن تیمیہ کی پیروی میں ایک طلاق رجعی قرار دیتے ہیں اور اس سلسلے میں پیر محمد کرم شاہ صاحب کو بھی اپنا گواہ بنا کر پیش کرتے ہیں اور سنیوں پر اتمام حجت کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور جب ہم اس سلسلہ میں پیر صاحب سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ بقلم خود اس گتھی کو سلجھائیں کہ کیا واقعی مسئلہ ھذا میں وہ بھی ابن تیمیہ کے پیروکار ہیں یا غیر مقلدین ان کا نام غلط استعمال کرتے ہیں تو "حلال و حرام" کے اتنے اہم مسئلہ میں پیر صاحب نہ دل کی بات زبان پر لاتے ہیں نہ غیر مقلدین کا منہ بند کرتے ہیں۔ اسی طرح منکر ختم نبوت مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی کتاب "تحذیر الناس" کی پہلے تو پیر صاحب نے بڑی تعریف وتوصیف کی مگر اہلسنت کے احتجاج پر عرصہ دراز کے بعد پیر صاحب نے کتاب "تحذیر الناس میری نظر میں" لکھ کر سنیوں کی کچھ دلجوئی تو فرمائی مگر وہ دھ سے کبھی نہ نکالی۔ جسکے باعث سنیوں میں بھی اضطراب ہے اور دیوبندی بھی سنیوں کے مقابلے میں پیر صاحب کا نام بطور ہتھیار استعمال کرتے رہتے ہیں مگر پیر صاحب ادھر بھی چشم التفات نہیں فرماتے۔ اس وقت ماہنامہ "کنز الایمان" لاہور کا ختم نبوت نمبر ماہ ستمبر ہمارے پیش نظر ہے جس میں سید بادشاہ تبسم بخاری نے "تحذیر الناس" اور پیر صاحب کے کردار پر بڑی طویل بحث فرمائی ہے اور دیوبندیوں کے پیر صاحب کا نام "تحذیر الناس" اور مولوی قاسم کی حمایت میں استعمال کرنے کا شرح وبسط سے انکشاف کیا ہے۔ ہماری صرف اتنی گذارش ہے کہ پیر صاحب گومگو کی پالیسی ترک کردیں اور محض دینی خیر خواہی اور اغیار کے حملوں سے سنیوں کے تحفظ کیلئے "ختم نبوت" نمبر اور اس میں اپنے متعلق مضمون ضرور بالضرور ملاحظہ فرما کر کرم فرمائیں اور اپنے متعلق سنیوں اور دیوبندیوں کے متعلقہ شبہات کا ازالہ فرما کر اپنی شخصیت کا بھی دفاع فرمائیں اور اپنی اتنی بڑی شخصیت کو داغدار ومتنازعہ ہونے سے بچائیں۔ نیز اپنے ممدوح پروفیسر طاہر القادری کے عورت کی نصف دیت پر اجماع کے انکار، شیعہ وھابیہ کے پیچھے نماز کے جواز اور مخالفین صحابہ کے امام خمینی کا جینا علی کی طرح اور مرنا حسین کی طرح قرار دینے

جیسے نظریات باطلہ کا شرعی حکم بیان فرما کر کرم فرمائیں"۔

(رضائے مصطفےٰ جمادی الاخریٰ 1418ھ)

7. اسی طرح محقق اہلسنت سید بادشاہ تبسم بخاری آف اٹک پیر صاحب سے گفتگو کرنے کیلئے گئے مگر پیر صاحب اپنی ضد پر اڑے رہے۔ حضرت سید بادشاہ تبسم بخاری نے نہایت فاضلانہ مضمون بنام "پیر کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کا انجام" تحریر فرمایا جسے ماہنامہ کنزالایمان لاہور کے ختم نبوت نمبر ستمبر 1997ء[1] میں شائع کیا گیا اور پیر صاحب سے جواب کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر جواب ندارد۔

8. مولانا ضیاء الاسلام صاحب آف ناڑووالی نے بتلایا کہ میں سکول پڑھنے کے بعد مدرسہ میں داخلہ کیلئے خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور مجھے رقعہ لکھ دیں میں بھیرہ میں پیر کرم شاہ صاحب کے مدرسہ میں داخلہ لینا چاہتا ہوں تو حضرت قمر الملت والدین علیہ الرحمۃ نے فرمایا بیٹا وہاں نہ جانا کیونکہ کرم شاہ وہابی ہے۔ میں نے سوچا کہ رقعہ نہیں لکھنا تو نہ سہی مگر پیر صاحب جیسی اتنی بڑی شخصیت کو وہابی تو نہ کہیں۔ ابھی دل میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے رقعہ لکھ کر مجھے دیا اور کہا کہ یہ نہ کہنا کہ میں نے رقعہ نہیں دیا مگر وہاں نہ جانا وہ کرم شاہ وہابی ہے۔

9. حضرت پیر طریقت علامہ الٰہی بخش صاحب قادری رضوی ضیائی مدظلہ العالی، مفتی غلام نبی رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد، حضرت علامہ حسن علی رضوی آف میلسی، حضرت علامہ نور عالم صاحب آف فیصل آباد وغیرہم اکابرین پیر کرم شاہ صاحب کے ان نظریات کے سخت مخالف ہیں۔ حضرت علامہ عبدالرشید

---

[1] ختم نبوت نمبر کنزالایمان 1997ء ستمبر کے شمارے میں شامل علامہ سید بادشاہ تبسم بخاری مدظلہ کا مذکور مضمون زیر نظر کتاب کے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (برکاتی)

صاحب رضوی آف سمندری رحمہ اللہ تو اجتماعات میں بھی پیر صاحب کے ان باطل نظریات کا بھرپور رد فرماتے تھے۔

10. مفتی غلام نبی رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد فرماتے ہیں کہ پیر سید یعقوب شاہ صاحب آف پھالیہ حضور محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور پیر کرم شاہ نے سلام ابھی اتنا فقرہ ہی ہوا تھا کہ یعنی فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ارے بندہ خدا اس نے توبہ کی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو نہ ہمارا سلام اسے پہنچے اور نہ اس کا سلام ہمیں۔

محترم قارئین!

کنزالایمان کے ختم نبوت نمبر میں علامہ سید بادشاہ تبسم بخاری مدظلہ کے اس اہم مضمون کی اشاعت کے تقریباً 8 ماہ بعد کرم شاہ صاحب کی وفات ہوگئی اور معاملات دب گئے۔ علماء اور عوام اہلسنت بھول گئے کہ پیر کرم شاہ صاحب کے افکار و نظریات کیا تھے۔ ماضی قریب میں بھیرہ والوں کی جانب سے پیر کرم شاہ صاحب کی مبسوط سوانح بنام "جمال کرم" تین جلدوں میں چھپ کر منظر عام پر آئی اس کتاب میں تمام متنازعہ معاملات کو جان بوجھ کر اُچھالا گیا اور امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی اور دیگر اکابرین اہلسنت و علماء کو نیچا دکھانے کی ناکام کوشش کی گئی۔ پیر کرم شاہ صاحب کے صاحبزادے امین الحسنات جو کہ پیر صاحب کے سجادہ نشین بھی ہیں نے اس کتاب پر تقریظ لکھی اور پیر صاحب کے ادارے ضیاء القرآن پبلی کیشنز نے اسے بڑی آب و تاب سے شائع کیا۔ پیر صاحب کے معتمد خاص حافظ احمد بخش ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ و مدیر ماہنامہ ضیائے حرم نے یہ کتاب مرتب کی جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ بھیرہ کا مرکز اس کتاب اور اس کے مندرجات کا پوری طرح ذمہ دار ہے۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ اور نظریہ وھابیہ کی حمایت

مذکورہ کتاب جمال کرم کی جلد اول میں پیر صاحب کا نہایت متنازعہ رسالہ "دعوت فکر ونظر" ہے جو طلاق ثلاثہ کے موضوع پر وھابیہ نجدیہ کے نظریات کی حمایت میں ہے۔ اس رسالے کے شروع میں حافظ احمد بخش صاحب کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔ حافظ احمد بخش صاحب لکھتے ہیں:

"اب رہا علماء احناف میں سے علماء اہلسنت والجماعت [1] کا مسئلہ تو اس سلسلے میں ان کا رویہ بھی باریک بین سوچ پر مبنی نہیں ان کی ساری توجہ اس علمی بحث کی بنیاد پر مرکوز ہے جبکہ فقہ حنفی کی ایک امتیازی شان یہ بھی ہے کہ بوقت ناگزیر مجبوری کسی ایسے قول پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے جس سے کوئی بنیادی اصول متاثر نہ ہوتا ہو"۔

(جمال کرم جلد اول' ص:613 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

یعنی حافظ احمد بخش صاحب کے نزدیک صرف اور صرف کرم شاہ صاحب کا رویہ باریک بین سوچ پر مبنی ہے اور باقی تمام علماء اہلسنت وجماعت کا رویہ سطحی سوچ پر مبنی ہے۔ یہ جمیع علمائے اہلسنت کی توہین نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر فرماتے ہیں کہ ان کی ساری توجہ علمی بحث کی بنیاد پر مرکوز ہے۔ عرض ہے کہ کسی بھی مسئلے کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کے لیے علمی دلائل کی ہی ضرورت ہوتی ہے۔ فقہ حنفی کی ایک امتیازی شان کا ذکر تو کردیا مگر یہ نہ بتایا کہ قرآن وحدیث صحابہ اور آئمہ اربعہ وجمہور علماء میں سے کس کا قول بیک وقت تین طلاق کے واحد ہونے پر ہے اور پھر کم علمی کی حد ہے کہ "حلال وحرام کے اس اہم مسئلہ میں کہا جائے کہ قرآن وحدیث کا کوئی بنیادی اصول متاثر نہیں ہوتا" یعنی قرآن کے حرام کو حلال قرار دیکر بھی حافظ

[1] یہ اہلسنت والجماعت کونسی زبان ہے؟ قارئین فیصلہ فرمائیں۔

صاحب کے نزدیک قرآن وحدیث کا کوئی بنیادی اصول متاثر نہیں ہوتا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

پیر کرم شاہ صاحب نے جو دلائل اپنی کتاب "دعوت فکر ونظر" میں پیش کیے ہیں انکا تفصیلی رد تو حضور قمر الملت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی کتاب "التحقیق فی الطلاق" میں ملاحظہ فرمائیں [1]۔

اپنی کتاب دعوت فکر ونظر میں پیر کرم شاہ صاحب نے اس بات کا اقرار کیا کہ:

"تمام علماء احناف (علماء مالکیہ وحنبلیہ) اس بات پر متفق ہیں کہ طلاق بدعی حرام ہے لیکن علماء اسلام کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی اس طرح تین طلاق دے تو کیا تینوں واقع ہوتی ہیں یا ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ جمہور علماء جن میں آئمہ اربعہ بھی داخل ہیں کا مذہب یہ ہے کہ اس طرح تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اور عورت اس پر حرام ہوجاتی ہے اور جب تک حتیٰ تنکح زوجا غیرہ کی شرط پوری نہ کرے اس کے عقد میں نہیں آسکتی اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس طرح صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے باقی لغو ہوتی ہیں۔ علمائے مصر نے جن میں علمائے ازھر بھی شامل ہیں زمانہ کے بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر قول ثانی کو ترجیح دی ہے"۔

(دعوت فکر ونظر مشمولہ جمال کرم ج اول' ص:621-620 مطبوعہ ضیا القرآن پبلی کیشنز لاہور)

چونکہ پیر صاحب نے مذکورہ پیراگراف میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ جمہور علماء اسلام اور آئمہ اربعہ بیک وقت تین طلاقوں کے تین ہونے کے قائل ہیں تو چاہیے تھا کہ پیر صاحب اپنا فیصلہ انہی جمہور علماء اور آئمہ اربعہ کے فیصلے کے مطابق دیتے کیونکہ آئمہ اربعہ کے مقابلے میں پیر صاحب کی کیا حیثیت؟ کیا پیر صاحب نے اس معاملے میں جمہور کے منہ لگنے

[1] علامہ غلام رسول سعیدی نے بھی اپنی تالیف تفسیر تبیان القرآن جلد اول و شرح صحیح مسلم جلد سوم میں پیر کرم شاہ صاحب کی مذکورہ "کتاب "دعوت فکر ونظر" کا مدلل رد کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ (برکاتی)

اوران سے علیحدہ رائے اپنا کر اجماع امت کا انکار نہیں کیا؟

ملاحظہ فرمائیں کہ اسی کتاب ''دعوت فکر و نظر'' مشمولہ ''جمال کرم'' ج اول' ص 648 پر پیر صاحب نے اپنا فیصلہ بایں الفاظ تحریر کیا:

''اس ناچیز کی ناقص رائے میں تو ان حالات میں علماء مصر اور علماء جامع ازھر کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنا ارجح ہے۔''

پیر صاحب کے اسی نامناسب رویے کے بارے میں بالآخر مولانا حاجی ابوداؤد صادق صاحب آف گوجرانوالہ کو رضائے مصطفےٰ میں ''ابن تیمیہ کی پیروی اور وہابیت کا فروغ آپ کے شایان شان نہیں'' کے عنوان سے درج ذیل تبصرہ کرنا پڑا:

ابن تیمیہ کی پیروی اور وہابیت کا فروغ آپکے شایان شان نہیں

حضرت پیر کرم شاہ صاحب کے شیخ، شیخ طریقت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''التحقیق فی الطلاق'' میں فرمایا ہے کہ ابن تیمیہ اور اس کے پیروکاروں کے بغیر اور کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تین طلاقیں دینے سے ایک طلاق پڑتی ہے۔ تفسیر صاوی جلد اول ص ۹۶ پر ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس پر علماء کا اتفاق ہے۔ اور یہ قول کرنا کہ تین طلاقیں یکبارگی دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔ یہ قول ابن تیمیہ حنبلی کے بغیر کسی نے نہیں کیا۔ اور اس قول کو اس کے مذہب (حنبلی) کے اماموں نے بھی رد کیا ہے۔ یہاں تک علماء نے کہا ہے کہ ابن تیمیہ خود گمراہ ہے اور اوروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ (جبکہ) امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا بھی قول ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا اگرچہ ممنوعہ ہیں لیکن واقع ضرور ہو جاتی ہیں۔

(کتاب التحقیق فی الطلاق)

پیر صاحب کے شیخ محترم کے بیان سے معلوم ہوا کہ بیک وقت تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں جنکے بعد عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور تمام علماء امت بالخصوص امام الائمہ امام اعظم ابو

حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اسی پر اتفاق ہے، صرف امام الوہابیہ ابن تیمیہ تین طلاق کو ایک قرار دے کر مرد کے نکاح سے نکل جانے والی بے نکاحی عورت کو تین طلاق کے باوجود ''نکاح'' میں رکھنے کی بدعت کا مؤجد ہے جسے علماء امت نے خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا قرار دیا ہے۔ مگر نامعلوم پیر صاحب اپنے شیخ محترم تمام علماء امت بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بالمقابل امام الوہابیہ ابن تیمیہ کی پیروی کر کے غیر مقلدین وہابیہ کے فروغ کا ذریعہ کیوں بن رہے ہیں۔ جیسا کہ روزنامہ جنگ لاہور (۲۸ جنوری ۹۶ء) میں ایک وہابی مولوی نے پیر صاحب کے حوالے سے مسئلہ ہذا میں اپنے وہابی مؤقف کی توثیق کی ہے۔ اور وہابیوں کے رسالہ ''الاعتصام'' لاہور نے بھی اشاعت میں پیر صاحب کے حوالہ سے وہابی مذہب کو فروغ دیا ہے۔ علاوہ ازیں ماہنامہ ''رضائے مصطفےٰ'' نے بھی اپنے گذشتہ شمارہ میں پیر صاحب کو ان کے مؤقف کی وضاحت کیلئے توجہ دلائی مگر افسوس کہ پیر صاحب نے حلال وحرام کے اتنے بڑے مسئلہ میں کوئی احساس و اظہار نہیں فرمایا۔ یہ ٹھیک ہے کہ پیر صاحب بڑی نامور شخصیت کے مالک ہیں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہابی اپنے باطل مذہب کے فروغ کے لئے اجماع امت و اہلسنت کے خلاف پیر صاحب کا نام بطور ہتھیار استعمال کریں روزنامہ ''جنگ'' لاہور کثیر الاشاعت اخبار میں پیر صاحب کے نام سے غلط تاثر دیں۔ عوام اہلسنت کو ورغلائیں۔ اور تین طلاق کے بعد بے نکاحی عورت رکھنے کی ترغیب دیں۔ اور پیر صاحب بار بار توجہ دلانے کے باوجود خاموش رہیں۔ ایسا تو نہیں ہونا چاہیے۔ اتنی بڑی شخصیت کو اپنا مافی الضمیر کھل کر بیان کرنا چاہیے اور ان کے نام سے غیر مقلدین اہلسنت میں جو انتشار و بے چینی پھیلا رہے ہیں اس کا فوری ازالہ اور وہابی مذہب کے فروغ و تین طلاق کے بعد حرامکاری کی ترغیب کا سدباب کرنا چاہیے۔ پیر صاحب پر شرعی، اخلاقی، اصولی و شخصی طور پر یہ لازم ہے کہ وہ مذکورہ صورت کو معمولی سمجھ کر خاموش نہ رہیں۔ بلکہ واضح طور پر بتائیں کہ طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں وہ سواد اعظم اہل سنت، اپنے شیخ طریقت، اجماع امت اور حضور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے

ہمنوا و پیروکار ہیں یا معاذ اللہ امام الوہابیہ ابن تیمیہ کے ہمنوا و پیروکار؟ جو کہ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا، جیسا کہ کتاب التحقیق فی الطلاق میں تحقیق کی گئی ہے۔ وما علینا الا البلاغ"۔

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ، ص ۱۴)

بہر حال پیر کرم شاہ صاحب نے اس معاملے میں بھی اپنی ناقص رائے سے رجوع نہ کیا۔ حتیٰ کہ آئمہ اربعہ جمہور علماء اور خود اپنے شیخ طریقت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ سے بغاوت کی اور اجماع امت کے خلاف اپنی رائے پر رہے۔

قارئین کی تسلی کیلئے ہم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ رضویہ شریف کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔

"ایک بار تین طلاقیں دینے سے نہ صرف نزد حنفیہ بلکہ باجماع مذاہب اربعہ تین طلاقیں مغلظہ ہو جاتی ہیں۔ امام شافعی، امام مالک، امام احمد رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہم آئمہ متبوعین سے کوئی امام اس بات میں اصلاً مخالف نہیں۔ صورت مستفسرہ میں ہندہ پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا گناہ ہے زید گنہگار ہوا اور عورت اس کے نکاح سے ایسی خارج ہوئی کہ اب بے حلالہ ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آسکتی اگر یونہی رجوع کر لی بلا حلالہ نکاح جدید باہم کر لیا۔ تو دونوں مبتلائے حرام کاری ہونگے اور عمر بھر حرام کاری کرینگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا۔ اس نے تقویٰ نہ کیا بلکہ خلاف حکم خدا اور رسول تین طلاقیں لگا تار دینے کا مرتکب ہوا اللہ عزوجل نے اس کے لیے مخرج نہ رکھا۔ اب حلالے کے سخت تازیانے سے اُسے ہرگز مفر نہیں یہاں تک کہ ائمہ دین نے فرمایا کہ اگر قاضی شرع حاکم اسلام ایسے مسئلہ میں ایک طلاق پڑنے کا حکم دے تو حکم باطل و مردود ہے۔ وہابیہ غیر مقلدین اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھا رہے ہیں گمراہ بد دین ہیں اونکی تقلید حلال نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج: ۵ قدیم ص: ۳۸۰۔۳۴۳ کتاب الطلاق مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ۔ کراچی)

حافظ احمد بخش صاحب بھیروی کی گل کاریاں:

مذکورہ کتاب جمال کرم جلد اول میں پیر کرم شاہ صاحب کا ایک اور نہایت دل آزار ومتنازعہ رسالہ "تحذیر الناس میری نظر میں" شامل کیا گیا ہے اس رسالے کے بارے میں ہم گذشتہ صفحات میں تبصرہ کر چکے سردست حافظ احمد بخش کی گل کاریاں بھی ملاحظہ فرمائیں حافظ احمد بخش صاحب نے لکھا:

"تحذیر الناس کی عبارات پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شدید گرفت اور حضور ضیا الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری کی طرف سے مندرجہ تجزیہ کے بعد قاری با سانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ دونوں بزرگوں کے نزدیک کتاب انجام کار کے حوالے سے انتہائی ضرر رساں ہے۔

دونوں کی رائے میں صرف اتنا اختلاف ہے کہ تحذیر الناس کی الجھی ہوئی متنازعہ بحث کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارات انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں جبکہ حضور ضیاء الامت نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے اور رائے میں اس نہج کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں"

(جمال کرم ج: اول ص: ۶۹۵ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

محترم قارئین! جب مقصد حق کے مقابلے میں ناحق اور باطل کی حمایت ہو تو پھر ایسی باتیں قلم سے نکل جایا کرتی ہیں۔ حافظ احمد بخش صاحب کے اس تبصرے کو ہی لیں لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارات انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہے۔ جبکہ ضیاء الامت نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اُسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے۔

ہے کچھ اس تضاد بیانی کا حل؟ جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ عبارت کو کفریہ سمجھتے تھے جبکہ کرم شاہ کے نزدیک عبارت کفر نہیں تو یکساں ضرر رساں ہونا چہ معنی دارد؟

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ نہ صرف اعلیٰ حضرت رفیع الدرجات رضی اللہ عنہ بلکہ پیر کرم شاہ صاحب کے شیخ طریقت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ''تحذیر الناس'' کی عبارت کے کفریہ ہونے کے قائل ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ کتاب ''دعوت فکر'' کے علاوہ اس کتاب میں بھی ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

مولانا منشاء تابش قصوری کتاب ''دعوت فکر'' میں تحریر کرتے ہیں:

''بعض لوگ یہاں پر لفظ فرض کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بات فرض کی گئی ہے جبکہ فرض تو محال کو بھی کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ چشم پوشی سے کام لیتے ہیں کیونکہ فرض اگرچہ محال کو بھی کیا جا سکتا ہے۔ مگر محال کے فرض کرنے پر فساد اور بطلان لازم آیا کرتا ہے۔ محال کے فرض کو امکان یا صحت لازم نہیں آتی جبکہ یہاں بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنے پر کہا گیا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا۔

نیز یہاں فرض تقدیری نہیں بلکہ تجویزی ہے اسی لئے انہوں نے فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے غرضیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال کہنا (جبکہ معنیٰ قطعی ہے اور اسی پر اجماع صحابہ اور اجماع امت ہے)۔

پھر واضح طور پر تاخر زمانی کے لحاظ سے آخری نبی کے معنیٰ کو تین طرح سے نادرست ثابت کرنا اور ساتھ ہی یہ تصریح کرنا کہ خاتم النبیین کا معنیٰ بالذات نبی کے ہیں اور اس پر صراحۃ بار بار کہہ دینا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ یہی وہ عبارات ہیں جنکی بنیاد پر قادیانی مرزا نے اپنی نبوت کی عمارت قائم کر لی''۔ (دعوت فکر ص: ۳۸ مطبوعہ لاہور)

کیا مولانا منشاء تابش قصوری کے تبصرے سے یہ پتا نہیں چلتا کہ پیر کرم شاہ

صاحب قضیہ فرضیہ تقدیریہ اور قضیہ فرضیہ تجویزیہ میں فرق بھی نہ جان پائے اور ''تحذیر الناس'' جیسی صریح کفری کتاب اور اس کے مصنف کی حمایت کر کے حسام الحرمین صاحب! اور الصوارم الہندیہ میں مندرج فتاویٰ کی زد میں آ گئے؟

محترم حافظ صاحب آخر وہ کون سا قضیہ فرضیہ تھا۔ جو علماء حرمین شریفین سمیت تقریباً پونے تین سو علمائے پاک و ہند کی سمجھ میں نہ آ سکا؟ خصوصاً کہاں وہ سب اکابرین اہلسنت جن میں حضرت صدر الافاضل، حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی، حضرت صدر الشریعہ، حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند، حضرت امیر ملت علی پوری، حضرت مفتی مظہر اللہ دہلوی، حضرت برھان الحق جبل پوری، حضرت مفتی صاحب داد خان، امام المحدثین سید دیدار علی شاہ، مفتی اعظم پاکستان حضور سیدی ابوالبرکات، مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی وغیرہ ہم سب جاہل تھے کہ قضیہ فرضیہ تقدیریہ اور قضیہ فرضیہ تجویزیہ میں فرق نہ کر سکے اور بلاوجہ مسلمانوں پر من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر جیسا سخت فتویٰ لگاتے رہے خصوصاً حضور قمر الملت والدین سیالوی علیہ الرحمۃ جن کے فتاویٰ تحذیر الناس کے کفر کے بارے میں ہیں وہ اس مزعومہ قضیہ فرضیہ کو نہ سمجھ سکے اور تحذیر الناس کو کفر فرما رہے ہیں۔ حضور غزالی زماں سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تصنیف لطیف ''التبشیر برد التحذیر'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

''سطحی نظر ڈالنے سے مذکورہ بالا چودہ غلطیاں سامنے آئیں بہ نظر غائر دیکھنے سے نامعلوم اور کتنی اغلاط نکلیں گی'' کیا علامہ کاظمی سمیت تمام اکابرین اہلسنت جاہل تھے؟ نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک شخصیت ایسی ہے کہ ان حضرات کی ثقاہت اور علمی مقام پر حرف زنی نہیں کی جا سکتی۔ ان کی علمیت اور صلاحیتوں کا لوہا اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی مانا ہے۔ اگر ترازو پکڑا ہے تو انصاف بھی کیجئے۔

کذب بیانی نمبر 1

حافظ احمد بخش صاحب نے مزید تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"مجاہد جنگ آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی نے "صراط مستقیم" کی عبارت کی بنیاد پر اسماعیل دھلوی پر کفر کا فتویٰ لگایا جبکہ امام اہلسنت نے ایسا کرنے میں احتیاط برتی۔ تحذیر الناس کے بارے میں حضرت ضیاء الامت نے ایک طرف پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے موقف پر عمل کیا ہے تو دوسری طرف اس عبارت کو ایمان کیلئے خطرناک قرار دیکر امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی تائید فرمائی"۔

(جمال کرم ج:اول ص: ۶۹۹ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

1: حافظ احمد بخش صاحب کے اس تبصرے میں تضاد بیانی بھی ہے اور کذب بیانی بھی۔ تضاد بیانی یہ ہے کہ مجاہد جنگ آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی رضی اللہ عنہ نے اسماعیل دھلوی پر کفر کا فتویٰ لگایا اور امام اہلسنت رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے میں احتیاط برتی۔ تو اس کے متعدد جوابات علماء اہلسنت نے دیئے تفصیل کیلئے مندرجہ کتب ملاحظہ کریں:

1. تحقیقات۔ مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور از علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ
2. اہل قبلہ کی تکفیر۔ مطبوعہ بزم عاشقان مصطفی لاہور از علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مدظلہ
3. امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور از علامہ عبد الستار ہمدانی مدظلہ

سردست ہم صرف اتنا عرض کرینگے کہ اسماعیل دھلوی کی تکفیر سے کف لسان' اور تحذیر الناس کی کفری عبارت کی حمایت دو مختلف معاملات ہیں۔ کیسے؟ ملاحظہ فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ رضی اللہ عنہ نے لزوم والتزام کا فرق ملحوظ رکھتے ہوئے صرف اسماعیل دھلوی کے کافر کہنے سے کف لسان فرمایا جبکہ اس کی توبہ کی مشہوری ہو چکی تھی۔ مگر اس کی ناپاک عبارات کو پھر بھی کفریہ ہی کہا۔ فرماتے ہیں:

"یہ بطور نمونہ طائفہ حائفہ اور اس کے امام کے کفری اقوال اور ان پر کتب ائمہ دین سے احکام کفر واشد الضلال تھے جن کا شمار بظاہر ستر کفریات تک پہنچا اور حقیقۃً دیکھئے تو بے شمار ہیں کہ سات سے گیارہ تک پانچ کفریوں کے کلمات میں ہر کلمہ صد ہزار کفریہ کا خمیرہ ہے یونہی کفر ۲۳۔۲۹ بھی مجمع کفریات کثیرہ یہ ستر کہاں ان میں سے جس ایک کو چاہے ستر کر دکھایئے تو اب کفریات کو خواہ ستر خواہ ستر ہزار کفریات ٹھہرایئے"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید جلد:۱۵، ص:۲۳۲۔۲۳۳)

مگر حافظ احمد بخش صاحب کے ممدوح پیر کرم شاہ صاحب سرے سے "تحذیر الناس" کی عبارت کو ہی کفریہ تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے حافظ احمد بخش کا اسماعیل دھلوی کی تکفیر سے کف لسان کو کرم شاہ صاحب کے معاملے میں دلیل بنانا درست نہیں۔

2۔ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور حضور امیر ملت سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری (رضی اللہ عنہما) کے ناموں سے دھوکہ دیا گیا۔ اور ایسا تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ یہ بزرگ بھی ان عبارات کے کفریہ ہونے کے قائل نہ تھے حالانکہ ہرگز ایسا نہیں ہے اور بقول حضور غزالئ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ:

"ہمارے مخالفین میں سے آج تک کوئی شخص اس بات کا ثبوت پیش نہیں کر سکا کہ فلاں مسلم بین الفریقین بزرگ کے سامنے متنازعہ عبارات پیش کی گئیں اور اس نے تکفیر سے سکوت فرمایا علاوہ ازیں یہ کہ جن اکابر امت مسلم بین الفریقین کی عدم تکفیر کو اپنی برات کی دلیل قرار دیا جا سکتا ہے ممکن ہے کہ انہوں نے تکفیر فرمائی ہو۔ اور وہ منقول نہ ہوئی ہو۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی کہی ہوئی ہر بات منقول ہو جائے۔ لہٰذا تکفیر کے باوجود عدم نقل کے احتمال نے اس آخری سہارے کو بھی ختم کر دیا۔ وللہ الحمد" (الحق المبین' ص ۳۸ مطبوعہ ملتان)

پتا چلا کہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کے فتویٰ عدم تکفیر کا نقل نہ ہونا اس کے عدم وجود کو مستلزم نہیں اور پھر گولڑہ شریف کے مفتی صاحب کا فتویٰ حسام الحرمین اور الصوارم

الہندیہ شریف کی تائید میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز سے چھپی ہوئی کتاب "دیوبندی مذہب" از علامہ غلام مہر علی علیہ الرحمۃ میں ملاحظہ کریں۔

باقی رہی بات حضور امیر ملت محدث علی پوری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ عبارات کے بارے میں حضور امیر ملت رضی اللہ عنہ نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں الصوارم الہندیہ ص:۹۴ جس کا عکس کتاب کے آخری صفحات پر دیا گیا۔

حافظ احمد بخش صاحب نے مزید لکھا کہ پیر صاحب نے عبارت کو ایمان کے لئے خطرناک قرار دیا۔ اگر واقعی عبارت ایمان کیلئے خطرناک ہے تو یقیناً کفریہ ہے اور کفریہ عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کر کے کفریہ کہنے سے احتیاط برتنا چہ معنی دارد؟

حافظ احمد بخش اس قضیے کو حل کریں تو نوازش ہوگی۔

اب ان عبارات کے متعلق اکابرین اسلام کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"حافظ بکر جو دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہے اگر وہ مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارات کفریہ مندرجہ حفظ الایمان ص:۸ تحذیر الناس، ص:۳۔۱۴۔۲۸ اور براھین قاطعہ ص ۵۱ پر یقینی اطلاع کے باوجود ان مذکورہ مولویوں کو مسلمان مانتا ہے یا ان کے کفر میں شک کرتا ہے تو بمطابق فتویٰ حسام الحرمین کافر و مرتد ہے بلکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ اب وہابیہ میں کوئی ایسا نہیں رہا جس کی بدعت کفر سے گری ہو خواہ غیر مقلد ہو یا بظاہر مقلد"۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۳، ص:۱۰۰، بحوالہ فتاویٰ برکاتیہ، ص:۳۰۲ مطبوعہ لاہور)

حضور اجمل العلماء علامہ مفتی شاہ محمد اجمل سنبھلی قادری رضوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"وہابیہ کے اکابر تھانوی، گنگوہی، نانوتوی کی توہین آمیز عبارتوں پر علمائے عرب و

عجم نے یہاں تک کہ حرمین شریفین نے بھی کفر کے فتوے دیئے ہیں جس کا تفصیلی بیان حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں ہے تو انکو کافر اعتقاد کرنا ضروری ہوا۔ پھر جو لوگ ان اکابر وہابیہ کو ان کی عبارات پر مطلع ہونے کے بعد بھی مسلمان سمجھیں وہ یقیناً اہل ہوا ہوئے اور ان کے پیچھے اہل سنت و جماعت کی نماز ہرگز ہرگز جائز نہیں تو نہ ان کی جماعت موجب ثواب نہ ان کی شرکت میں اپنا فریضہ نماز ادا ہوا"۔ (فتاویٰ اجملیہ، ج: اول، ص:۲۸۸ مطبوعہ لاہور)

مزید تحریر فرماتے ہیں:

"اشرف علی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی، ابو الاعلیٰ مودودی بلاشک بے دین کافر ہیں جو امام ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو جانے کے بعد بھی ان کو کافر نہیں کہتا بلکہ ان کی عبارات کفریہ کی تائید کرتا ہے، ان کو صحیح جانتا ہے، ان کے دیکھ لینے کے بعد ان پر رضا ظاہر کرتا ہے تو وہ امام بھی کافر ہو جائے گا۔ کتب عقائد فقہ کی یہ مشہور عبارت ہے "الرضا بالکفر کفر" لہذا اب جو لوگ اس کے خلاف ہیں اور اس کی اقتداء نہیں کرتے ان کا فعل صحیح ہے۔

(فتاویٰ اجملیہ، ج: اول، ص:۲۲۱ مطبوعہ لاہور)

کتاب جمال کرم جلد سوم ص 994 پر پیر کرم شاہ صاحب کا ایک ملفوظ نقل کیا گیا ہے ملاحظہ ہو:

"کسی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر کہنے کا دور گزر گیا ہے"[1]

اب اگر پیر کرم شاہ صاحب کے حامی کہیں کہ جناب ملفوظات حجت نہیں ہوتے تو عرض ہے کہ اس سے دو صفحات قبل جمال کرم ج سوم ص ۶۹۱ پر اس بات کا اقرار ہے کہ پیر صاحب نے یہی الفاظ کہے ملاحظہ ہو:

"اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ بعینہ وہی الفاظ ذکر کیئے جائیں جو آپ

---

[1] گستاخ رسول کے کفر پر اجماع ہے اور ایسا اجماع کہ وہابیہ کے امام ابن تیمیہ نے اس موضوع پر پوری کتاب الصارم المسلول تحریر کی۔ اس ملفوظ کے ہوتے ہوئے قانون تحفظ ناموس رسالت (295-C) کی کیا حیثیت باقی رہتی ہے؟ (ہارون الرشید)

گستاخ رسول کا کافر ہونا اجماع امت سے ثابت ہے

رب کائنات جل مجدہٗ الکریم کا ارشاد ہے۔

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین (سورۃ المجادلۃ)

بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت (اور ان سے دشمنی) کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

1. حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ من سب الانبیاء قتل ومن سب اصحابی جلد۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر' الجامع الصغیر للسیوطی 'جلد: ۲ صہ ۱۷۳' فتح الکبیر 'جلد: ۳ صہ ۱۹۶۔ راوہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط والاصغر۔ (فیض القدیر جلد:۶ ص: ۱۴۷)۔

(ترجمہ) جس نے انبیاء کو سب بکا، قتل کیا جائے گا اور جس نے میرے صحابہ کو سب بکا، اسے کوڑے لگائے جائیں۔

2. حضرت ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من سب علیاً فقد سبنی و من سبنی فقد سب اللہ جس نے (حضرت) علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب بکا بے شک اس نے مجھے سب بکا اور جس نے مجھے سب بکا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو سب بکا (رواہ الامام احمد فی مسندہ والحاکم فی مستدرکہ حدیث صحیح الجامع الصغیر جلد۲ صفحہ ۱۷۳، فتح الکبیر جلد۳ ص ۱۹۶)

3. حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا من آذی شعرۃ منی فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ رواہ ابن عساکر۔ الجامع الصغیر جلد۲ صفحہ ۱۵۸، فتح الکبیر جلد۳ صفحہ ۱۴۴ وزاد ابونعیم والدیلمی' فعلیہ لعنۃ اللہ

ملء السماء وملء الارض' فیض القدیر جلد۶ صفحہ ۱۹ قالہ وھو آخذ بشعرۃ کما افادبہ المناوی۔

(ترجمہ) جس نے میرے بال کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ کو ایذاء دی تو اس پر آسمان وزمین کی مقدار کے برابر اللہ کی لعنت ہو۔

(ماخوذ از مقام رسول ص ۱۳۲ طبع ملتان)

رسول کرم کو ایذاء دینا کفر صریح ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ومنھم الذین یوذون النبی (سورۃ توبہ)

اور ان منافقین وکفار میں سے ہیں وہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذاء دیتے ہیں۔

اسی مضمون کی دیگر آیات اور احادیث بکثرت ہیں شائقین "مقام رسول ﷺ" از علامہ منظور احمد فیضی مدظلہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

بہرحال ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ گستاخ رسول بہرحال کافر ہے۔ یہ قرآن وحدیث کا قطعی فیصلہ ہے اب آیئے اکابرین اسلام کی چند عبارات دیکھیں کہ آخر گستاخ رسول کے بارے میں انکا کیا فیصلہ ہے۔

امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

1. لانعلم خلافافی استباحۃ دمہ بین علماء الامصار و سلف الامۃ وقد ذکر غیر واحد الاجماع وقتلہ و تکفیرہ۔ (شفا شریف جلد۲ صفحہ ۲۰۷)

یعنی گستاخ نبی کے مباح الدم (یعنی اس کا قتل کرنا جائز ہے) ہونے میں علماء زمانہ اور سلف امت میں سے کسی کا خلاف نہیں اور بہت سے اماموں نے اس (موذی نبی) کے قتل وتکفیر پر اجماع ذکر کیا ہے۔

2. امام محمد بن امام سحنون مالکی المحدث نے فرمایا۔

اجمع العماء (اے علماء الاعصار فی جمیع الامصار۔ ق) علی ان شاتم

النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمتنقص لہ کافر والوعید جاٍ علیہ بعذاب اللہ لہ حکمہ عندالامۃ القتل و من شک فی کفرہ و عذابہ کفر (لان الرضی بالکفر کفر) نسیم الریاض۔ شفاء شریف جلد۲ صفحہ۲۰۸۔ نسیم الریاض و شرح شفا للقاری جلد۴ ص ۳۳۸۔ اکفار الملحدین للکشمیری و منہم ص ۵۱ الصارم المسلول ص ۴۔ یعنی سب علماء کا اس پر اتفاق واجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا آپ کی تنقیص (بے ادبی کرنیوالا) کافر ہے اور عذاب الٰہی کی وعید (دھمکی) اس پر جاری ہے اور ساری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ (یعنی اسے قتل کردو) اور جو اس (گستاخ نبی) کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔

3. اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ و کفرہ کفر۔

شفاء شریف صفحہ۔ بزازیہ صفحہ۔ درروغرر صفحہ۔ فتاویٰ خیریہ صفحہ۔ تمہید ایمان شریف صفحہ ۲۸ مع حسام الحرمین شریف از شیخ الاسلام مجدد الانام الامام احمد رضا رضی اللہ عنہ۔

(ترجمہ) تمام مسلمانوں کا اس پہ اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا کافر ہے اور جو اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

4. اتمام حجت کیلئے فریق مخالف کے معتمد ترین ابن تیمیہ کی گواہی پیش خدمت ہے:
وقد اتفقت نصوص العلماً من جمیع الطوائف علی ان التنقص لہ کفر مبیح الدم (الصارم المسلول' ص: 527)
ہر گروہ کے علماء کی نصوص اس پہ متفق ہیں کہ حضور ﷺ کی تنقیص کفر ہے اور اس کے خون بہانے کو حلال کرنے والی ہے۔

حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔
جو شخص حضور پرنور ﷺ کی ادنٰی توہین وتنقیص کرے وہ قطعاً کافر ومرتد دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ (فتاویٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور ص:50 مطبوعہ جہلم)
مزید فرماتے ہیں۔
جو مردک (خنزیر) حضور انور ﷺ کی ادنٰی توہین وتنقیص کرے وہ زمرۂ اسلام سے خارج سطرود ومردود ہے۔ (فتاویٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور ص 85 مطبوعہ جہلم)
ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ شاتم رسول بلا شک وشبہ کافر ہے اس پر قرآن و احادیث کے احکام دلالت کرتے ہیں اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے آج تک اجماع ہے اور اس اجماع کا انکار ابن تیمیہ جیسا گستاخ بھی نہ کر سکا۔ مگر چودھویں صدی کے بظاہر اہل سنت کہلانے والے پیر کرم شاہ صاحب بھیروی نے یہ کارنامہ بھی سرانجام دے ڈالا اور طلاق ثلاثہ والے معاملے میں ابن تیمیہ کی حمایت کرکے اور گستاخ رسول کو کافر نہ کہہ کر اجماع امت کے اعلانیہ انکاری ہوئے۔ حافظ احمد بخش اور دیگر ہمنواوں سے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اب گستاخ رسول کو کافر کہنے کا نہیں تو کیا مسلمان کہنے کا دور آ گیا ہے؟ کیونکہ باتفاق علماء اہل سنت وجماعت ایمان وکفر کے مابین کوئی درجہ نہیں ایک شخص یا تو مسلمان ہوگا یا کافر۔ اب بھیرے والوں کے نزدیک گستاخ رسول کافر نہیں تو لامحالہ مسلمان ہی ہوگا اور یہ بجائے خود ایک صریح کفر ہے۔ کہ کافر کو کافر نہ جاننا کفر ہے۔
حافظ احمد بخش نے جو جملہ تبدیل کیا وہ بھی قابل غور ہے لکھتے ہیں۔
"آپ نے فرمایا: کسی کو گستاخ رسول یا کافر کہہ کر اپنی ذمہ واریوں سے عہدہ برآ ہونے کا دور گزر گیا" (ماہنامہ ضیائے حرم نومبر 2004ء)
اردو لغت میں جب عہدہ برآ ہونے کا مطلب دیکھا تو یہ ملا۔

عہدہ برآ: ذمہ داری سے سبکدوش ہونے والا۔ قرض ادا کرنے والا۔

(اُردو لغت متوسط از وارث سرہندی)

اس معنی کے مطابق اس جملے کا مطلب ہوا کہ ”کسی گستاخ رسول کو کافر کہہ کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوشی کا دور گزر گیا۔“

قارئین اندازہ فرمائیں کہ کیا یہ جمیع اہل اسلام کی توہین نہیں کیونکہ گستاخ رسول کو کافر کہنا شرعی ذمہ داری ہے۔ کیا بھیرے والوں کے نزدیک تمام علماء اسلام جو گستاخ رسول کو کافر کہتے ہیں اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوشی اختیار کرتے رہے اور اگر کسی نے ذمہ داری ادا کی تو وہ پیر کرم شاہ صاحب کی ذات تھی (العیاذ باللہ تعالیٰ) کیا یہ اجماع امت کے خلاف اعلان بغاوت نہیں؟

کیا دیو بندی اہل سنت ہیں؟

پیر کرم شاہ صاحب کا ایک اور کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے دیو بندی فرقے کو باوجود اس کے باطل و غلط نظریات کے اہل سنت و جماعت میں شامل کیا۔ حالانکہ اکابرین اہل سنت کے نزدیک دیو بندی فرقے کا اپنے باطل و غلط نظریات کی بنا پر اہل سنت و جماعت سے ہرگز ہرگز کوئی تعلق نہیں مگر پیر صاحب نہ صرف اس فرقے کو اہل سنت کہتے ہیں بلکہ اہل سنت کے ساتھ اس فرقے کے اختلاف کو فروعی گردانتے ہیں۔ پیر صاحب کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

”اس باہمی و داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل سنت و جماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی و صفاتی حضور ﷺ کی رسالت و ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے۔ لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوء ظن ان غلط

فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہو گی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کئے آستینیں چڑھائے لٹھ لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔“ (تفسیر ضیاء القرآن ج: اول ص: 11 طبع 1995ء)

تفسیر ضیاء القرآن کی اس مقدمے کی عبارت سے متعلق مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مولانا پروفیسر محمد مشتاق نقشبندی اور مولانا جاوید اقبال نوری خطیب جامع مسجد مدنی شاہ عالم مارکیٹ لاہور نے ایک واقعہ سنایا جو ہدیہ قارئین ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی علیہ الرحمۃ کے پاس اس غرض سے لائی گئی کہ حضور مفتی اعظم پاکستان رضی اللہ عنہ اس پر تقریظ لکھیں مگر جب آپ نے مقدمہ والی یہ عبارت ملاحظہ فرمائی تو نہایت غصے کے عالم میں فرمایا۔ ارے میں کیسے کہہ دوں کہ سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین ملت رضی اللہ عنہ کی عمر تکفیر میں برباد گئی۔ ارے میں کیسے کہہ دوں کہ امام المحدثین سید دیدار علی شاہ رضی اللہ عنہ کی عمر تکفیر میں برباد گئی اور میں کیسے کہہ دوں کہ میری اپنی عمر تکفیر میں برباد گئی۔

نوٹ: یہ تینوں بزرگ الحمد للہ بقید حیات ہیں ان سے اس واقعہ کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔ (ہارون)

مذکورہ بالا عبارت مسلک اہل سنت کیلئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس عبارت میں (1) دیو بندیوں کو اہل سنت میں شمار کیا گیا۔ (2) اہل سنت اور دیو بندی فرقے کو اصولی مسائل (ضروریات دین) میں متفق بتایا گیا۔ (3) نیز ضروریات دین میں کلی موافقت بتائی گئی۔ (4) باہمی سوء ظن کہہ کر دیو بندیوں کے ساتھ ساتھ اکابر علماء اہل سنت پر زبان طعن دراز کی گئی۔ (5) گستاخ رسول کی تکفیر کرنے کو عمر کا ضیاع قرار دیا۔

قارئین کرام! اہل سنت و جماعت کا دیو بندی ٹولے سے اختلاف اصولی ہے۔ مثلاً
توحید باری تعالیٰ کو ہی لیں تو یہ لوگ نہ صرف امکان کذب بلکہ وقوع کذب کے قائل ہیں۔
مولوی محمود الحسن دیو بندی اپنی کتاب "الجہد المقل" میں جمیع افعال قبیحہ کا صدور ذات باری
تعالیٰ جل شانہ سے ممکن مانتا ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی نے خاتم النبیین کے متواتر اجماعی قطعی
معنی آخر النبیین کا انکار کیا۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے علم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
چوپایوں اور حیوانات کے علم سے تشبیہ دی۔ ان تمام ضروریات دین کا انکار کرنے کے باوجود
بھیرے کے پیر کرم شاہ صاحب اہل سنت اور دیو بندیوں کے اختلافات کو فروعی اور ان کے
مابین کلی موافقت بتا رہے ہیں (فیا للعجب)۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ اہل سنت اور دیو بندیوں کے اختلافات فروعی نہیں بلکہ
اصولی ہیں ملاحظہ فرمایئے حضور وقار الملت مفتی وقار الدین قادری رضوی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ۔
فرماتے ہیں:

"دیو بندیوں سے ہمارے اختلافات اصولی ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں جیسے قادیانی یا
شیعہ وغیرہ سے ہیں۔ تفصیل کیلئے علماء حرمین کا فتویٰ "حسام الحرمین" دیکھئے"۔

(وقار الفتاویٰ ج اول، ص: 285 مطبوعہ کراچی)

انہی اصولی اختلافات کی بنا پر جمیع علماء اہلسنت دیو بندیوں کی تکفیر کے قائل
ہیں۔ چند فتاویٰ پچھلے صفحات پر گزر چکے، چند فتاویٰ یہاں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت اجمل
العلماء مفتی سید محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

"ان تھانوی، دیو بندی، مودودی کی تصنیفات میں اقوال کفری موجود ہیں جن پر
علماء اسلام نے ان کے قائلین پر کافر ہونے کے فتوے صادر فرمائے تو جو شخص ان فتووں کو نہ
مانے اور ان اقوال کفریہ پر اپنی رضا ظاہر کرے ان کی تائید کرے تو وہ بھی کافر ہو گیا"۔

(فتاویٰ اجملیہ، جلد اول، ص: ۲۲۱ مطبوعہ لاہور)

فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے:

"وہابی دیو بندی بمطابق حسام الحرمین کافر و مرتد ہیں اور ان کے عقائد باطلہ پر مطلع
ہو کر ان کے کافر اور لائق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ
حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ علمائے حرمین شریفین بالاتفاق فرماتے ہیں۔
من شك فى كفره و عذابه فقد كفر (فتاویٰ رضویہ، ج سوم، ص: 235)
اور شخص مذکور جبکہ وہابیوں، دیو بندیوں کے باطل عقائد پر مطلع ہے پھر بھی سنیوں،
دیو بندیوں دونوں کو ٹھیک کہتا ہے اور برابر جانتا ہے تو وہ درحقیقت مومن و کافر کو برابر سمجھتا ہے
اور یہ کفر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم ص: 257 میں ہے من اعتقد الايمان والكفر واحد
فهو كافر كذافى الذخيرة"

لہٰذا شخص مذکور پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو سارے
مسلمان اس سے دور رہیں اور اس کو دور رکھیں۔

حدیث شریف میں ایسے لوگوں کے بارے میں ہے۔ ایاکم و ایاھم لا
یضلونکم و لا یفتنونکم یعنی تم ان سے دور رہو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو کہیں وہ
تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم جلد اول، ص: 10)

(فتاویٰ فقیہ ملت، ج اول، ص: 44)

فتاویٰ نعیمیہ میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کی توہین کرنے والے یا توہین کرنے والوں کو ان کی توہین پر مطلع ہو کر
مسلمان جاننے والے دیو بندی مرتد ہیں در مختار میں ہے والكافر بسب نبيا من الانبياء الى
ان قال و من شك فى عذابه و كفره كفر (فتاویٰ نعیمیہ ص: 85 فتویٰ نمبر 44 مطبوعہ
لاہور)

قارئین کرام! اندازہ فرمائیں کہ کیا محض فروعی اختلافات کی بنا پر اتنے سخت فتوے

دیے جا سکتے ہیں؟ تو ثابت ہوا کہ اہل سنت کا دیوبندی ٹولے سے اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی ہے۔

حضور محدث اعظم مجدد رسالۃ حاضرہ سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ان دیوبندی مولویوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

"بے شک وہ سب (تمام دیوبندی علماء) کفار ہیں اور جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ جانیں وہ بھی کافر ہے۔ علمائے کرام حرمین طیبین نے بالاتفاق ان کی نسبت فرمایا ہے۔ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔

"جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر" (فتاویٰ رضویہ جدید، ص: 283 ج:21 مطبوعہ لاہور)

حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد چشتی قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

سوال: دیوبندی اہلسنت ہیں یا نہیں؟

الجواب: اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اب اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے اور اس کو نبی فرض کر لیں تو اس سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا، ملاحظہ ہو بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس بلکہ غیر مقلدوں دیوبندیوں کے امام اسماعیل دہلوی کے نزدیک تو ایک آن میں کروڑوں نبی حضرت محمد ﷺ کے برابر آ سکتے ہیں۔ چنانچہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے ص 22 پر لکھا ہے، اس شہنشاہ (اللہ تعالیٰ) کی یہ شان ہے کہ اگر ایک آن میں ایک کلمہ کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ محال ہے، ممکن نہیں مگر

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، ملاحظہ ہو دیوبندیوں کے پیشوا رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ کتاب براہین قاطعہ ص 2، اور دیوبندیوں کی مایہ ناز کتاب سیف یمانی ص 82/83۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ خدا کے لئے سفہ (بے وقوفی) محال ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا سفہ یعنی بیوقوفی کر سکتا ہے۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ سرکار دو عالم نور مجسم کو ساری مخلوق سے زیادہ علم ہے، قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، اور شیطان کو ساری زمین کا علم ہے، شیطان کے لئے علم کا زیادہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اور نبی ﷺ کے علم کا وسیع ہونا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے معاذ اللہ، ملاحظہ ہو دیوبندیوں کی مستند کتاب براہین قاطعہ۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ ہم سے بیشمار درجات افضل ہیں، اور حضور ﷺ کو ہم سے بیشمار فضیلتوں کے ساتھ امتیاز ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ میں اور ہم میں صرف اتنا امتیاز ہے کہ وہ احکام خداوندی سے واقف اور ہم غافل، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا اور امام اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے انبیاء اولیاء کو جو اللہ نے سب سے بڑا بنایا ہے، سو ان میں بڑائی صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ بتاتے ہیں اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں، اس کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے اور نبی ﷺ کی نسبت کیا "اور سب لوگوں سے امتیاز یہی ہے کہ میں اللہ کے احکام سے واقف ہوں اور لوگ غافل"، دیکھئے، دیوبندیوں کا پیشوا اپنے اور نبی ﷺ کے درمیان صرف یہ فرق بیان کر رہا ہے، کہ نبی ﷺ احکام سے واقف

ہیں، اور دیوبندیوں کا پیشوا غافل، دیوبندی اور دیوبندیوں کا پیشوا جب احکام سے واقف ہو جائیں اور مولوی عالم بن جائیں تو دیوبندی عقیدے میں دیوبندی عالم اور نبی میں فرق ہی نہیں رہتا۔ معاذ اللہ۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے حضور ﷺ کے روضۂ مبارکہ کی حاضری کے لئے دور دراز سے قصد کر کے جانا شرعاً جائز ہے، اور باعث فیوض و برکات ہے۔

دیوبندی عقیدے میں دور دراز سے روضۂ مبارکہ کی حاضری کا قصد کر کے جانا شرک ہے، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے امام اسمٰعیل نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے، یا ایسے مکانوں میں (پیر و پیغمبر کی قبر کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو) دور دور سے قصد کر کے جاوے تو ہر طرح شرک ثابت ہے، تقویۃ الایمان میں اس کو شرک لکھا گیا ہے۔ اور دیوبندیوں کی دوسری کتابوں میں زیارت کو جائز ومؤکد لکھا ہے، تو یہ سنیوں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھا ہے، یہ ان کی دورنگی چال ہے شرک بھی کہتے ہیں، اور اس کام کو جائز بھی کہتے ہیں۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے اور اہلسنت کے نزدیک ماہ محرم یا اس کے علاوہ اور مہینوں میں حضرات حسنین کریمین طیبین رضی اللہ عنہما کی شہادت کا جائز و صحیح بیان کرنا بلا شبہ جائز ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ محرم میں اہل بیت اطہار کی شہادت صحیح روایات سے بھی بیان کرنا حرام ہے۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ محرم میں سبیلیں لگانا شربت پلانا جائز ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ محرم میں مسلمانوں کو سبیلیں لگانا، سبیلوں سے پانی شربت دودھ پینا، پلانا حرام ہے، مگر دیوبندیوں کے نزدیک ہندوؤں کی سبیل جبکہ ہندوؤں نے سودی روپیہ صرف کر کے لگائی ہو تو دیوبندیوں کا ایسی سبیل سے پانی پینا جائز ہے، دیوبندیوں کے نزدیک فاتحہ کا کھانا، کھانا حرام ہے، مگر ہندوؤں مشرکوں کے تہوار ہولی

دیوالی کی پوریاں کھانا جائز ہے، دیکھو فتاویٰ رشیدیہ۔

اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے وصف کمال علم شریف کو بچوں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دینا ناجائز ہے۔

دیوبندیوں کے عقیدہ میں حضور ﷺ کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں چوپاؤں کے علم سے تشبیہ دینا جائز ہے، جیسا کہ نام کی حفظ الایمان میں ہے۔

دیوبندیوں کے دو چار نہیں بلکہ کثرت سے فاسد عقیدے ہیں، جو سراسر اہلسنت کے عقیدوں کے خلاف ہیں۔ جس کو اس کے متعلق تفصیل درکار ہو وہ امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰحضرت عظیم البرکت شاہ عبد المصطفیٰ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ کے رسالہ جلیلہ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ اور رسالہ نافع الاستمداد مع تکملہ اور کتاب مستطاب حسام الحرمین وغیرہ کتب نافعہ ورسائل جلیلہ کا مطالعہ کرے، اور دیگر علمائے اہلسنت کی کتب ردتقویۃ الایمان وغیرہ کا مطالعہ کرے، دیوبندیوں کے عقیدے کے متعلق کچھ اشتہار بھی شائع ہوئے ہیں، جن میں دو اشتہار دیوبندیوں کے علم عرفان کی کہانی، دیوبندیوں وہابیوں کا ختم نبوت سے انکار، دونوں اشتہار خصوصاً قابل مطالعہ ہیں۔

دشمنان دین تو دنیا میں بہت ہیں۔ جیسے قادیانی اور لاہوری مرزائی، شیعہ رافضی، خاکسار نیچری وغیرہ وغیرہ مگر ان سب کے لحاظ سے زیادہ خطرناک دیوبندی ہیں کیونکہ مرزائی قادیانی کے مکرو فریب و بے دینی سے اسلامی دشمنی سے مسلمان واقف ہیں۔ شیعہ رافضی سے بھی امتیاز حاصل ہے۔ نیچری خاکساری سے بھی حفاظت ہو جاتی ہے، مگر دیوبندی سے اہلسنت کو امتیاز بظاہر مشکل ہو گیا ہے، کیونکہ دیوبندی کے اگرچہ خراب عقیدے ہیں مگر دیوبندی اپنے آپ کو سنی حنفی ظاہر کرتا ہے، اور عام مسلمان اس کے مکر و فریب کے جال میں پھنس جاتے ہیں، اور پھر اس کے پیچھے نمازیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اہلسنت کے خلاف دوسرے گروہ اپنے آپ کو سنی

خفی ظاہر کر کے گمراہ نہیں کرتے اس لئے لوگ ان کے مکروفریب کے جال سے بچ جاتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے، دیوبندیوں سے بظاہر بچنا مشکل ہو گیا ہے، اس لئے کہ یہ اپنے فاسد عقیدوں کو ظاہر نہیں کرتے، بلکہ چھپاتے ہیں، اگر یہ اپنے فاسد عقیدوں کو ظاہر کر دیں تو عوام ان کے مکروفریب کے جال سے محفوظ رہیں، واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم۔

(فتاوی محدث اعظم پاکستان، ص: ۱۲۰تا۱۲۵، مطبوعہ فیصل آباد)

معلوم ہوا کہ پیر کرم شاہ صاحب بھیروی کے نزدیک رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے علم کو چوپایوں، جانوروں جیسا بتلانا، خاتم النبیین کا معنی آخری نبی عوام کا خیال بتلانا، رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طاغوت کہنا جائز سمجھنا، اللہ تعالیٰ کو تمام افعال قبیحہ پر قادر ماننا، اللہ تعالیٰ کے کذب کا قائل ہونا، رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ابلیس لعین کو علم کہنا، سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کو جنم کنہیا کے دن کی طرح قرار دینا وغیرہ خرافات صرف اور صرف فروعی اختلافات ہیں (العیاذ باللہ) اگر یہ اختلافات فروعی ہیں تو نہ جانے اصولی و بنیادی اختلاف کس بلا کا نام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل ہر عیب سے پاک ہے

قارئین کرام! آپ نے اندازہ فرمالیا ہوگا کہ مقدمہ تفسیر ضیاء القرآن کی یہ عبارت علماء اہل سنت کے نزدیک کس قدر خطرناک ہے۔ اسی طرح پیر کرم شاہ صاحب نے مزید ظلم کا ارتکاب کیا اور وہ ظلم ہے اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف (مذاق مذاق میں ظلم کرنے والا) قرار دینا۔ تفسیر ضیاء القرآن میں آیت ''یسئلونک عن الاھلۃ'' سورہ بقرہ آیت کے تحت یوں رقم طراز ہیں:

''قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ ہو۔ ایک طرف مظاہر فطرت کو اتنا حسین بنا دیا کہ

دل بے ساختہ ان کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ دوسری طرف ان میں اتنا غموض رکھ دیا کہ لاکھ سر پٹختے ان کی دل کشی اور حسن کا راز معلوم نہیں ہوتا اور اس پر ستم ظریفی یہ فرمائی کہ کھوج لگانے کی تڑپ اور سراغ رسانی کی بے تابیاں مضمر کر دیں''۔

(تفسیر ضیاء القرآن، ج اول، ص: 130 طبع 1995ء)

اس عبارت میں پیر کرم شاہ صاحب نے اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ ستم ظریفی استعمال کیا ہے۔ لغت میں اس لفظ کا معنی تلاش کیا گیا تو یہ ملا:

ستم ظریف: ہنسی ہنسی میں ستانے والا، ہنس ہنس کر ظلم توڑنے والا ایسا ظریف جس کی باتوں یا حرکتوں میں شرارت بھی شامل ہو۔ ظلم میں ہنسی کا پہلو رکھنے والا

ستم ظریفی: مذاق مذاق میں ظلم کرنا، ظلم میں مذاق کا پہلو رکھنا۔

(فیروز اللغات، ص: ۷۷۹، جامع اُردو)

ان معانی کی روشنی میں پتا چلا کہ پیر کرم شاہ صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے ظلم کیا (معاذ اللہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب، نقص، جھوٹ سے پاک ہے کہ خود فرماتا ہے۔

وما انا بظلام للعبید ''میں بندوں کے حق میں ستم گر نہیں''۔

اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ظلم پر قادر مان لیا جائے معاذ اللہ تو شرک لازم آئے گا۔ کیسے؟ آئیے امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ الشاہ احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ کی زبانی پڑھئے۔ تحریر فرماتے ہیں:

''اتنا سمجھ لیجئے کہ ظلم کہتے ہیں ملک غیر میں تصرف بیجا کو۔ جب باری سبحانہ وتعالیٰ کو اس پر قادر مانیں گے تو پہلے بعض اشیاء کو اس کی ملک سے خارج اور غیر کی ملک مستقل مان لیجئے۔ مسلمانوں کو تو بزور زبان زور و بہتان مشرک کہتے ہو خود سچے پکے کافر مشرک بن جائیے۔ قال تعالیٰ للہ ما فی السموات و ما فی الارض اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور

جو کچھ زمین میں وقال تعالیٰ قل لمن ما فی السموات و الارض قل للہ تو فرما کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تو فرما اللہ کا ہے وقال تعالیٰ ام لهم شرك فى السموات و الارض کیا ان کا ساجھا ہے آسمانوں اور زمین میں + ولہٰذا اہل سنت و جماعت کا اجماع قطعی قائم کہ باری جل مجدہ سے ظلم ممکن ہی نہیں۔ شرح فقہ اکبر میں ہے لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة على الظلم لان المحال لا يدخل تحت القدرة و عند المعتزلة انه يقدر و لا يفعل باری تعالیٰ کو ظلم پر قادر نہ کہا جائے گا کہ محال زیر قدرت نہیں آتا معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔ بیضاوی و عمادی و غیرہما تفاسیر میں ہے الظلم يستحيل صدوره عنه تعالیٰ اه ملخصاً اللہ تعالیٰ سے ظلم محال ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے الذى يدل على ان الظلم محال من الله تعالیٰ ان الظلم عبارة عن التصرف فى ملك الغير و الحق سبحانه لا يتصرف الافى ملك نفسه فيمتنع كونه ظالما و ايضا الظالم لا يكون الها و الشئ لا يصح الا اذا كانت لوازمه صحيحة فلو صح منه الظلم مكان زوال الهية صحيحا و ذالك محال اه ملخصاً ظلم الٰہی محال ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ظلم ملک غیر میں تصرف سے ہوتا ہے اور حق تعالیٰ جو تصرف کرے اپنی ہی ملک میں کرتا ہے تو اس کا ظالم ہونا محال اور نیز ظالم خدا نہیں ہوتا اور شئے جبھی ممکن ہوتی ہے کہ اس کے سب لوازم ذاتیہ ممکن ہوں۔ تو اگر ظلم الٰہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی زوال الوہیت بھی ممکن ہو یہ محال ہے۔

اُسی میں زیر قولہ تعالےٰ ونضع الموازين القسط ليوم القيمة الاية لکھتے ہیں الظالم سفيه خارج عن الالهية فلو صح منه الظلم لصح خروجه عن الالهية ۔ "ظالم بیوقوف ہے خدائی سے خارج ہے تو اگر خدا سے ظلم ممکن ہو تو اس کا خدائی سے نکل جانا ممکن ہو"

(سبحان السبوح از اعلیٰ حضرت بریلوی ص 74-72: مطبوعہ لاہور)

پتا چلا کہ رب کائنات کی طرف ظلم کی نسبت کرنا کفر صریح اور منجر الی الشرك ہے۔

فاش غلطیاں

پیر کرم شاہ صاحب بھیروی نے ان غلط نظریات کے علاوہ اور بھی بہت سی فاش اور صریح غلطیاں کی ہیں جنکا ہم اجمالی سا تذکرہ ذیل میں کر رہے ہیں کیونکہ یہ مقام تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

1: تفسیر ضیاء القرآن جلد اول پر مولوی محمود الحسن دیوبندی (جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہے دیکھیں "الجہد المقل") کو شیخ الہند قرار دیا۔

2: تفسیر ضیاء القرآن جلد اول میں مولوی قاسم نانوتوی (جو منکر ختم نبوت اور علمائے پاک و ہند و علمائے حرمین طیبین کے مطابق کافر و مرتد ہے) کو پاکان امت (امت کے پاک لوگوں) میں شمار کیا ہے۔

3: تفسیر ضیاء القرآن ج: اول آیہ کریمہ ولما يعلم الله الذين جهدوا منكم و يعلم الصابرين (سورة بقرة ١٤٢) کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"حالانکہ ابھی دیکھا ہی نہیں اللہ نے ان لوگوں کو جنھوں نے جہاد کیا تم میں سے اور دیکھا ہی نہیں (آزمائش میں) صبر کرنے والوں کو"

اسی آیہ کریمہ کا ترجمہ مودودی نے یوں کیا ہے:

"حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اسکی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اسکی خاطر صبر کرنے والے ہیں"

تقریباً دونوں تراجم ایک جیسے ہیں دونوں کہتے ہیں کہ ابھی اللہ نے نہیں دیکھا۔

4: تفسیر ضیاء القرآن ج: پنجم زیر آیہ کریمہ ان ربك لبالمرصاد (پ: ۳۰) کا ترجمہ یوں کیا ہے: "بے شک آپ کا رب (سرکشوں اور مفسدوں کی) تاک میں ہے"

عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا: "بے شک آپکا

پروردگار تاک میں ہے" (بحوالہ تسکین الجنان)

ان وہابیانہ ترجموں پر مولانا عبدالرزاق بھترالوی اپنی تصنیف "تسکین الجنان فی محاسن کنزالایمان" 315/316 پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

"اس جگہ عام مترجمین نے یہ ترجمہ کیا ہے رب گھات میں ہے حالانکہ یہ اللہ کی شان کے لائق نہیں اسلئے کہ کسی کی گھات میں ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسرے سے نظر بچا کر چھپ کر بیٹھا ہوا ہے اور چھپ کر دوسرے پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چھپ کر بیٹھنا گھات میں دوسرے پر حملہ کرنا یا سزا دینا یہ اسکی شان سے کوسوں دور ہے، وہ بیٹھنے اور چھپنے سے پاک ہے۔ اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ شان الوہیت کے عین مطابق ہے آپ چونکہ زبانی کلامی توحیدی ہونے کے دعویدار نہیں تھے کہ شان الوہیت بھی سمجھ میں نہ آئے بلکہ حقیقۃً توحید و رسالت کے مراتب کا پاس کرنے والے تھے اسی وجہ سے آپکا ترجمہ کہیں بھی اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف نہیں۔ تفاسیر کی تائید بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو حاصل ہے۔ جلالین میں ہے یرصد اعمال العباد فل یفوتہ منہا شئی لیجاز بھم علیھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اعمال کو نگاہ میں رکھتا ہے اس سے کچھ بھی مخفی نہیں وہ انکو انکے اعمال کی جزا دیگا۔ روح المعانی میں ہے۔ و فی الکلام استعارۃ تمثیلیہ شبہ کو نہ تعالیٰ حافظ الاعمال العصاۃ۔ یہ کلام استعارہ تمثیلیہ کے طور پر ہے مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو عذاب دیگا کیونکہ وہ انکے اعمال کو نظر میں رکھتا ہے۔ (تسکین الجنان فی محاسن کنزالایمان)

مذکورہ تبصرہ سے پتا چلا کہ پیر کرم شاہ صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے وہ بارگاہ الوہیت کے منافی ہے صرف اور صرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کا ترجمہ قرآن کنزالایمان شریف ہی ایسا ترجمہ ہے جو تقدیس الوہیت اور شان رسالت کا پاسبان ہے۔ لہذا عوام اہلسنت کو اپنے عقیدے کی حفاظت کیلئے دیگر وہابی تراجم کی طرح پیر صاحب مذکورہ کے ترجمہ "جمال القرآن" و "تفسیر ضیاء القرآن" سے اجتناب از حد ضروری ہے۔

5۔ پیر کرم شاہ صاحب نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن جلد اول آیہ کریمہ۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر کے تحت تفسیر کرتے ہوئے بتوں کو بھی اختیارات والا تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو تحریر کرتے ہیں: "اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ہندی مصری اور یونانی دیوتاؤں کی طرح اسکے اختیارات محدود نہیں"

"گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا" والے ملفوظ کے ذریعے ایک انوکھا اجتہاد کیا گیا اور وھابیہ کو بھی مات کر دیا گیا اور مذکورہ عبارت میں تو رہی سہی کسر بھی نکال دی گئی اور اس طرح ضیاء القرآن پہلی تفسیر ہے جس میں بتوں کے بھی اختیارات تسلیم کئے گئے ہیں۔ اس پر ہم صرف اتنا تبصرہ کرنا چاہتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہرحال پیر صاحب کی تفسیر اس قسم کی اغلاط سے پر ہے[1]۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی فاضل سنی عالم دین اس موضوع پر مستقل کام کرے تاکہ عوام اہلسنت کے عقیدے کی حفاظت ہو سکے۔

6: پیر صاحب کی دیوبندیت، وھابیت، مودودیت نوازی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ پیر صاحب ان تمام گمراہ فرقوں کے گروہوں کو بطور حوالہ (اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے) اپنی تفسیر میں لائے۔

تفسیر ماجدی کا حوالہ (ضیاء القرآن ج: اول، ص: 61) تفہیم القرآن کے حوالے (ضیاء القرآن ج: اول، ص: 153,393) بیان القرآن کے حوالے (ضیاء القرآن ج: اول، ص: 386,393) پیر صاحب کی اسی وھابی دیوبندی نوازی کی روش کے بارے میں رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ "تفسیر ضیاء القرآن، اونچی دکان پھیکا پکوان" کے عنوان سے رقم طراز ہے:

بیوفا سمجھیں تمہیں "اہل حرم" اس سے بچو

1۔ یہی بات ایک مجلس میں مفتی غلام سرور قادری سابق صوبائی وزیر اوقاف پنجاب نے کہی کہ پیر صاحب کی تفسیر میں اتنی غلطیاں ہیں کہ اگر انکو بیان کیا جائے تو ایک الگ تفسیر لکھنی پڑ جائے۔ (ھارون)

"زیر والے" کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی

مسلکِ اعلیٰحضرت کے خلاف ضیاء القرآن کی عبارات اہل سنت کیلئے حجت نہیں۔

مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب علوم قدیمہ جدیدہ کے فاضل بڑے پڑھے لکھے شخص ہیں اور اس سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے نہایت مداح اور آپ کے خلیفہ معتمد حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہیں اور اہل سنت کے معمولات وخانقاہی روایات کو پوری وضعداری کے ساتھ نبھا رہے ہیں۔ لیکن شاید زیادہ علم کا زعم ہے یا انگریزی تعلیم وجامع "ازہر" کے آزاد ماحول کا کرشمہ ہے کہ پیر صاحب پر آزاد خیالی، صلح کلی اور مسلکی دورنگی کا بھی کافی حد تک اثر ہے۔ چنانچہ پیر صاحب کے ماہنامہ "ضیائے حرم" میں جو رطب و یابس شائع ہوتا رہتا ہے اسے پڑھنے والے حضرات پیر صاحب کی اس روش سے بخوبی واقف ہیں اور ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" متعدد مرتبہ اس چیز کی نشاندہی کر چکا ہے۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ شاید اسی "علمی زعم" کا یہ اثر ہے کہ اگر کوئی شخص پیر صاحب کے متعلق اپنی کسی الجھن کے حل کے لئے ان کی طرف رجوع کرے تو پیر صاحب یا تو جوابی مکتوب تک کا جواب نہیں دیتے اور یا پھر بالکل بے مقصد روکھے پھیکے ادھورے جواب پر ٹرخانے اور سائل کو خاموش کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔

یہی معاملہ چونکہ ہمیں بھی پیش آچکا ہے اس لئے ہم پیر صاحب سے براہ راست رابطہ کی بجائے "رضائے مصطفےٰ" میں آج ذرا کھل کر اظہار خیال کی اجازت چاہتے ہیں۔

ذرا ٹھہریئے! عنوان کے مطابق اگرچہ اس وقت ضیاء القرآن کے متعلق گفتگو مقصود ہے۔ مگر چونکہ ضیائے حرم کا ذکر بھی آگیا ہے۔ اس لئے ماہ مئی کے ضیائے حرم کے دو تازہ نمونے دیکھتے چلئے۔

☆ ضیائے حرم نے ص 41 پر "دینی مدارس اور ان کا نصاب تعلیم" کے عنوان سے

ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں دینی مدارس کے منتظمین کو مشورہ دیا گیا ہے کہ "ہر اقامتی بلاک میں ایک کمرہ عمومی نشست گاہ کے طور پر بھی استعمال ہونا چاہئے۔.......... اس کمرہ میں ایک ریڈیو ایک ٹیلی ویژن الخ

اللہ اکبر۔ دینی مدارس میں ریڈیو ٹی وی کا خصوصی اہتمام

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے۔

اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ طلباء کی تعلیم کے ساتھ ان میں باعمل بننے کی ذمہ داری کا احساس پنجگانہ نماز باجماعت کا اہتمام، معازف ومزامیر کی بجائے ذکر وفکر اور تبلیغ کی لگن، شریعت وسنت اور سلف صالحین کی اتباع کا جذبہ ونمونہ ہو اور دوسری طرف ریڈیو۔ ٹی وی جو قوم کا درد سر بن چکا ہے اس کی مکمل تطہیر ونگہداشت ہو لیکن ضیاء حرم کا ان حقائق کے برعکس یہ مشورہ ہے کہ مدارس کے ماحول میں جو تھوڑا بہت تغافل ہے ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے طلباء کے اخلاق وکردار کا حلیہ بگاڑ دیا جائے۔

گنبد خضریٰ:

ہفت روزہ "افق" کراچی نے گنبد خضریٰ کے متعلق سعودی عرب کے اخبار الدعوۃ کا جو اقتباس دیا تھا اس کے خلاف موثر ومفصل احتجاج کی بجائے ضیائے حرم نے ص: 11 پر الٹا خالد بزمی کا مضمون شائع کر دیا ہے جس میں انہوں نے الدعوۃ کو زیر بحث لانے کی بجائے سعودی حکام کی مدح سرائی کے بعد لکھا ہے کہ "یہ افق کی خبر" ایک خاص مسلک کی شرارت کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔.......... یہ بات پاکستان کے کسی شرانگیز ذہن کی اختراع بلکہ افتراء ہے۔

اللہ اکبر۔ گنبد خضریٰ اور روضہ مطہرہ کے خلاف خبر وتجویز سعودی عرب کے اخبار الدعوۃ (ریاض) نے شائع کی ہے اور اس تجویز وخبر کا منبع سعودی عرب ہے۔ مگر بزمی صاحب

اسے ایک خاص مسلک کی شرارت قرار دیتے ہیں۔ کیا یہ غیر ذمہ داری کی انتہا نہیں؟ کیا پیر صاحب نے یہ مضمون شائع کرکے الدعوۃ کی شرانگیز تجویز کے خلاف سواد اعظم کے احتجاج کو زک پہنچانے کی کوشش نہیں کی؟ اتنے بڑے اہم مسئلہ کے متعلق اتنے بڑے احتجاج کے جواب میں سعودی عرب پاکستان کے اعلیٰ حلقوں کی طرف سے وضاحت کی ضرورت ہے یا خالد بزمی کا بے خبری پر مبنی بیان کافی ہے؟ اسی طرح سیکرٹری امور مذہبیہ کا مکتوب بھی ان کی ذاتی معلومات پر مبنی ہے اور اتنے بڑے مسئلہ کے لئے ایسے حضرات کی وضاحت ہرگز قابل اطمینان نہیں؟

اب آیئے۔ تفسیر ''ضیاء القرآن'' کی طرف اخبارات و رسائل میں پیر صاحب کی تفسیر ''ضیاء القرآن'' کا اشتہار اہلسنت کے لئے بڑی مسرت و دلچسپی کا باعث تھا کہ ایک سنی بریلوی عالم کے قلم سے ایک نئی تفسیر منظر عام پر آئی ہے جس میں یقیناً احقاق حق اور ابطال باطل کا نظارہ ہوگا۔ وہ مسلکِ اہلسنت کی ممد و معاون ہوگی اور اس میں فرق باطلہ کے مقابلہ میں اہلسنت کی حقانیت و صداقت کا مظاہرہ ہوگا مگر جنہوں نے اس تفسیر کا بغور مطالعہ کیا۔ انہیں اپنے تاثرات و حسنِ ظن کے برعکس بڑی حیرت و افسوس سے دوچار ہونا پڑا اور بمصداق ''اونچی دکان پھیکا پکوان'' بصد افسوس یہ کہنا پڑا کہ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

پیر صاحب نے دانستہ یا نادانستہ حامیان مذہب اہل سنت و مسلکِ اعلیٰحضرت کو مغالطہ دیا ہے۔ بلکہ اپنے ظاہری تعارف کے برعکس ان سے سخت زیادتی ہے اور شہد میں زہر کی ملاوٹ کرکے ''ضیاء القرآن'' کی عظیم کاوش کو ناقابل اعتبار بنا دیا ہے اور آزاد خیال صلح کلی دورنگی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ فیا اسفاہ۔

اہلسنت کا عمومی و ظاہری تاثر یہ تھا کہ پیر صاحب ایک قابل تحریر سنی بریلوی عالم ہیں۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند اور آپ کے خلیفہ معتمد حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے تلمیذ ارجمند ہیں۔ اہل سنت کو بھولے سے بھی یہ خیال نہیں تھا کہ پیر صاحب کا دیوبندی، مودودی، وہابی مکتب فکر سے بھی کوئی تعلق خاطر ہے۔ اور وہ مولوی مودودی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی اور دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود سے بھی متاثر ہیں اور انہیں بطور حجت و سند پیش کر سکتے ہیں لیکن جب ''ضیاء القرآن'' دیکھنے کا اتفاق ہوا تو یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ پیر صاحب کہیں ''مولانا مودودی کا نہایت لطیف نکتہ'' بیان کرتے اور ''تفہیم القرآن'' کے حوالے دیتے ہیں ص 387 وہی مودودی جس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''ان پڑھ چرواہے'' لکھا ہے علماء اہل سنت کو بریلوی طبقہ کے فتوے باز و کافر ساز مولوی کہا ہے۔ طلب حاجات کے لئے مزارات پر جانا قتل و زنا سے بھی بدتر قرار دیا ہے اور پیر صاحب کی خانقاہی روایات کو مشرکانہ پوجا پاٹ سے تعبیر کیا ہے کہیں ''مولانا اشرف علی تھانوی اور بیان القرآن کا حوالہ دیتے ہیں۔ صفحہ: 386۔ وہی تھانوی جس نے رسول اللہ ﷺ کے علم غیب شریف کو ہر صبی و مجنون اور جمیع حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دینے کی گستاخی کی ہے۔ والعیاذ باللہ۔

کہیں ''بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا حوالہ دیا ہے اور اسے ''پاکان امت'' میں شمار کیا ہے'' صفحہ 25۔ وہی نانوتوی جس نے لکھا ہے بسا اوقات امتی عمل میں نبی کے مساوی ہو جاتے بلکہ ان سے بڑھ جاتے ہیں اور جس نے ختم نبوت بمعنی آخری نبی کا انکار کیا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

کہیں ''شیخ الہند محمود الحسن'' کے حاشیہ قرآن کا حوالہ ہے صفحہ 25۔ وہی دیوبندی شیخ الہند جس نے رشید احمد گنگوہی کا مرثیہ پڑھتے ہوئے اسے ''بانی اسلام کا ثانی'' کہا ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے بڑھ کر اس کی مسیحائی بیان کی ہے اور گنگوہی کے کالے غلاموں کو

''یوسف ثانی'' لکھا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

کہیں شاہ اسمٰعیل صاحب دہلوی'' کا حوالہ ہے صفحہ 466۔ وہی اسمٰعیل دہلوی جس کی رسوائے زمانہ گستاخانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' نے دنیائے اسلام کو تڑپا دیا اور جس نے اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' میں نہایت شقاوت قلبی سے رسول اللہ ﷺ کے خیال مبارک کو بیل اور گدھے کے استغراق سے بدرجہا بدتر بتایا۔ والعیاذ باللہ۔

کہیں عبدالماجد دریا آبادی کی تفسیر ماجدی کے حوالہ جات ہیں جو اشرف علی تھانوی کا مرید و غالی معتقد ہے۔ الغرض پیر صاحب نے اس قسم کی متنازعہ بلکہ شان رسالت و اہل سنت کی صریح مخالف ''شخصیات'' کے حوالہ جات کو بھی ضروری خیال کیا ہے۔ اور ''ضیاء القرآن'' کو جابجا ان کے اسماء سے ضیاء بخشی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ مذکورہ اشخاص کی طرح حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے علاوہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' مفسر قرآن مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ کی ''تفسیر نعیمی'' اور صاحب تفسیر الحسنات علامہ ابو الحسنات محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ جیسی اہل سنت کی شخصیات و تصانیف کے تعارف و حوالہ جات کو قابل اعتنا نہیں سمجھا گیا اور اس طرح اہل سنت کے مقابلہ میں دیوبندی مودودی/وہابی مکتب فکر کی صریح طرفداری و جانبداری کا افسوسناک مظاہرہ کیا۔ جو اہل سنت و جماعت کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

بہر حال بمصداق۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

بطور مشتے نمونہ از خروارے ''ضیاء القرآن'' کے مذکورہ حوالہ جات و مشکوک صورتحال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ''ضیاء القرآن'' اہل سنت و جماعت کیلئے کہاں تک قابل اعتبار و لائق التفات ہے۔

مقام تعجب یہ کہ پیر صاحب نے بوقت تفسیر منکرین شان رسالت و مخالفین اہل سنت کی شخصیات کو پیش کرتے وقت اتنا بھی نہیں سوچا کہ اس طرح ان سے حسن ظن رکھنے والے اہل سنت و مسلکِ اعلیٰحضرت کو کس قدر ٹھیس پہنچے گی۔ دیوبندی، مودودی، وہابی مکتب فکر کو کتنی تقویت حاصل ہوگی۔ بے خبر اشخاص ایسے غلط اشخاص اور ان کی عبارات و بیانات کو حجت و سند سمجھ کر گمراہ ہوں گے۔ اور خود ضیاء القرآن کی اہمیت میں کمی واقع ہوگی کہ اگر مودودی کی تفہیم القرآن و تھانوی کے بیان القرآن اور دیوبندی شیخ الہند کے حاشیہ قرآن و تفسیر ماجدی جیسی کتابوں کے حوالے پیش کرنا ہے تو پھر ''ضیاء القرآن'' کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ ''ضیاء القرآن'' کے مذکورہ قسم کے ماخذ پہلے ہی مارکیٹ میں موجود ہیں۔

حرف آخر اکابر اہل سنت نے مسلک حق و بد مذہبوں کے مابین بڑی مشکل سے جو حد فاصل قائم کی تھی ''ضیاء القرآن'' نے اسے شدید نقصان پہنچایا ہے۔ کاش پیر صاحب اس صلح کلی و دورنگی روش پر ٹھنڈے دل سے غور فرما کر اس کی فوری و صحیح تلافی پر توجہ فرمائیں۔ اور خود سوچیں اعلیٰحضرت کا معتقد و صدر الافاضل علیہما الرحمۃ کا شاگرد ہوتے ہوئے انہیں دیوبندیت و مودودیت نوازی کی ضرورت کیسے پیش آئی اور یہ دو طرفہ تعلق کیونکر ممکن ہے؟''

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، رجب المرجب ۱۳۹۸ھ، ص ۱۵ تا ۱۳)

عوام اہلسنت یہ جان کر حیران ہوں گے کہ پیر کرم شاہ صاحب حرمین طیبین میں حاضری کے موقع پر وہاں کے گستاخ نجدی العقیدہ اماموں کی امامت میں نمازیں پڑھنے کے نہ صرف قائل تھے بلکہ اس پر عامل بھی تھے۔ جس کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب ان گستاخوں کو گستاخ بھی نہیں جانتے تھے کیونکہ ان کے گستاخ ہونے کے قائل ہوتے تو ہرگز ہرگز انکی اقتداء میں نماز ادا نہ کرتے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

''ایک دفعہ حضور ضیاء الامت مسجد نبوی میں معتکف تھے انوار و تجلیات الٰہیہ سے اپنا

دامن بھر رہے تھے اور حسب سابق تمام نمازیں سوائے عصر کی نماز کے باجماعت ادا فرماتے تھے۔ کسی پاکستانی نام نہاد "موحد" نے مدینہ طیبہ کے قاضی صاحب کے پاس شکایت کردی کہ بزرگ امام مسجد نبوی کیساتھ باجماعت نماز ادا نہیں کرتے۔ چنانچہ قاضی صاحب کی طرف سے قاصد یہ پیغام لے کر آیا "القاضی یدعوک" کہ قاضی صاحب آپکو بلا رہے ہیں۔ آپ اپنے چند احباب کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کے اور آپکے تمام دوستوں کے پاسپورٹ قبضہ میں کرلیے (یہ آپکے دھیان میں رہے کہ مسجد نبوی میں ہی ایک طرف دفاتر ہیں جہاں قاضی یعنی جج صاحبان اور دوسرا عملہ موجود رہتا ہے۔ یہ خیال نہ کریں کہ اعتکاف کی حالت میں مسجد نبوی سے باہر نکلنے سے اعتکاف باطل ہوجاتا ہے) قاضی صاحب نے پوچھا آپ نمازیں امام مسجد نبوی کے پیچھے کیوں نہیں پڑھتے۔ حضور ضیاء الامت نے جواب دیا کہ میں تمام نمازیں ماسوائے عصر کی نماز کے امام صاحب کے پیچھے ادا کرتا ہوں۔

("حضور ضیاء الامت کے معمولات، چند اہم یادیں اور حسین واقعات"،
از محمد سعید اسعد۔ مشمولہ ضیائے حرم ضیاء الامت نمبر، مئی 1999ء ص:89)

نجدی وہابی امام کی اقتداء کا حکم

نجدی وہابی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے والے شخص کے بارے میں اکابرین اہلسنت کے فتاوی ملاحظہ فرمائیں۔

حضور مجدد مائۃ حاضرہ سیدی و مرشدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وہابیہ قطعاً بے دین اور بے دین کے پیچھے نماز محض ناجائز۔ فتح القدیر میں ہے۔ روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف خلف اھل الاھواء لاتجوز نماز درکنار بنص قرآن عظیم اسکے پاس بیٹھنا حرام قال اللہ تعالی واما ینسینک الشیطان

فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین"۔

(فتاوی رضویہ قدیم، ج: سوم، ص: 240۔ مطبوعہ کراچی)

وقار الفتاوی میں حضور وقار الملت مفتی وقار الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"حرمین طیبین کے امام وحجاز کی حکومت سب نجدی وھابی ہیں اہلسنت و جماعت کی نماز نجدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی"۔ (وقار الفتاوی، ج: دوم، ص: 197 مطبوعہ کراچی)

ایک اور فتوے میں فرماتے ہیں:

"یہ سارا فتنہ (توہین نبوت کا) نجد سے شروع ہوا اور انکی اولاد حرمین طیبین پر حملہ کر کے ترکی کے مسلمانوں کی حکومت سے جنگ کر کے غاصبانہ طور پر حرمین پر قابض ہوئی اور اس کی اولاد حرمین میں اب بھی امام ہے انکے پیچھے نماز کو کوئی بھی سنی عالم جائز نہیں کہتا ہے"۔

(وقار الفتاوی، ج: دوم، ص: 199 مطبوعہ کراچی)

حضور صدر الشریعۃ بدر الطریقۃ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "وھابیوں اور غیر مقلدوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ یہ لوگ کفری عقائد رکھتے ہیں کما حققہ امام اہلسنت فی رسالۃ النھی الاکید"۔

(فتاوی امجدیہ ج اول ص 108 طبع کراچی)

فتاوی بریلی شریف میں ہے:

"وہابیوں پر بوجوہ کثیرہ لزوم کفر ہے۔ یہ سارا فرقہ تقلید کو شرک اور مسلمان مقلدین کو مشرک کہتا ہے اور یہ کلمہ کفر ہے، اجماع و قیاس جو ادلہ شرعیہ میں سے ہیں ان کا منکر ہے۔ توسل کو شرک کہتا ہے اور اپنے آپکو مسلمان کہتا ہے اور جو انکے عقائد کا مخالف ہے انہیں مشرک کہتا ہے اور وہابیوں کی اقتداء میں نماز باطل محض ہے کہ ان کی نماز نماز نہیں۔ فتح قدیر میں ہے ان الصلاۃ خلف اھل الاھواء لا تجوز اور اس کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نمازوں کا پھر سے پڑھنا فرض ہے"۔ (فتاوی بریلی، ص: 168 مطبوعہ لاہور)

نوٹ : یاد رہے کہ فتاویٰ بریلی میں مندرج فتاویٰ عالم اسلام کی عظیم علمی وروحانی شخصیت نبیرہ اعلیٰ حضرت جانشین فقیہ اعظم مفتی علامہ اختر رضا خان بریلوی مدظلہ کے مصدقہ ہیں۔

اکابرین اہلسنت کے ان فتاویٰ پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔ ان فتاویٰ سے واضح ہوا کہ وہابیہ نجدیہ کی اقتداء باطل محض ہے اور ان کے پیچھے نماز کو جائز جاننے والا بھی انہیں میں سے ہے۔ آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ پیر صاحب نجدیوں کی اقتداء کرکے کس زمرے میں شامل ہوئے؟

یاد رہے کہ عوام اہلسنت صرف اور صرف ایک گدی نشین ہونے اور فاتحہ، عرس وغیرہ کا قائل ہونے کی بنا پر پیر صاحب کو سنی سمجھتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اہلسنت کا وہابیہ دیابنہ سے اختلاف سوم، چہلم، ختم درود فاتحہ پر نہیں بلکہ اصل بنائے اختلاف وہ گستاخانہ عبارات ہیں جو وہابیہ کے بڑوں نے اپنی کتابوں میں لکھیں۔ اس بات کا اقرار دیوبندی فرقے کا مایہ ناز مناظر مولوی منظور نعمانی بھی کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

”شاید بہت سے لوگ ناواقفی سے یہ سمجھتے ہوں کہ میلاد وقیام عرس وقوالی، فاتحہ، تیجہ، دسواں بیسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ رسوم کے جائز وناجائز اور بدعت ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جو نظریاتی اختلاف ہے یہی دراصل دیوبندی و بریلوی اختلاف ہے مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان مسائل میں یہ اختلاف تو اس وقت سے ہے جبکہ دیوبند کا مدرسہ قائم بھی نہیں ہوا تھا اور مولوی احمد رضا خان صاحب پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس لئے ان مسائل کے اختلاف کو ”دیوبندی بریلوی اختلاف“ نہیں کہا جاسکتا۔ علاوہ ازیں ان مسائل کی حیثیت کسی فریق کے نزدیک بھی ایسی نہیں کہ انکے ماننے نہ ماننے کی وجہ سے کسی کو کافر یا اہلسنت سے خارج کہا جاسکے“۔

(فتوحات نعمانیہ ص 300 مطبوعہ لاہور)

اسی طرح علامہ عبدالحکیم شرف قادری برکاتی مدظلہ نے بھی حسام الحرمین شریف کے مقدمہ میں بنائے اختلاف ان گستاخانہ عبارتوں کو ہی قرار دیا ہے۔ دیکھئے حسام الحرمین شریف مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور و مکتبۃ المدینہ کراچی۔

پتا چلا کہ اصل اختلاف ان ہی گستاخانہ عبارتوں پر ہے جو وہابی دیوبندی اکابرین نے لکھیں مگر پیر صاحب نہ صرف ان عبارتوں کو گستاخانہ نہیں جانتے (دیکھئے تحذیر الناس میری نظر میں، ص: 58) بلکہ انہیں فروعی اختلافات کا نام دیتے ہیں (دیکھئے تفسیر ضیاء القرآن، ج: اول، ص: 11) ان کی یہ تحریرات دلالت کر رہی ہیں کہ پیر صاحب اہلسنت وجماعت سے الگ مؤقف رکھتے تھے۔ لہٰذا فیصلہ فرمائیں کہ کیا پیر صاحب کا اہلسنت کے مسلک سے تعلق واسطہ باقی رہا؟

سردست ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ ”جمال کرم“ نامی کتاب کے چھپنے کے بعد ضرورت اس امر کی تھی کہ پیر صاحب اور ان کے متعلقین کے اعتزالی خیالات کا محاسبہ کیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو ان گستاخانہ عبارتوں کی حمایت میں بیان دیکر عوام اہلسنت کو گمراہ کرنے کی جرأت نہ ہوسکے۔ نیز پیر کرم شاہ صاحب کو ڈھال بنانے اور ان کے کندھے پر بندوق رکھ کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ عنہ ودیگر علمائے اہلسنت پر تنقید کرنے والے دیوبندیوں کو لگام دی جاسکے۔

حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمۂ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا تو ہم اسکی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے۔ خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری ہو یا ندوی اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں“۔ (الحق المبین، ص: 18 طبع ملتان)

مولانا منشاء تابش قصوری تحریر فرماتے ہیں:

"دین وایمان، دینی واعتقادی مسائل میں حق وباطل کا فیصلہ کرنے میں کسی عالم و فاضل اور شیخ الحدیث والتفسیر کی شخصیت یا اس کی نیت کا عذر کس طرح رکاوٹ بن سکتا ہے غلط بات بہرحال غلط ہے چاہے کسی نے کہی ہو امت مسلمہ کا یہ اسلامی فریضہ ہے کہ اللہ ورسول کی شان میں بے ادبی کرنے والے یا کسی دینی اصول اور ضابطہ کو پامال کرنے والے یا اس کی تائید کرنے والے سے توبہ کا مطالبہ کرے بلکہ اس پر اسے مجبور کرے ورنہ دین اسلام کا چہرہ مسخ ہو کر رہ جائے گا اور کوئی بھی شخص مرزائے قادیانی کی طرح کلمات کفریہ کہنے کے بعد تاویل کرتا پھرے گا کہ میری مراد یہ نہیں ہے، وہ نہیں ہے۔ اسلامی معاشرے کی ذمہ داری یہ ہے کہ باطل اور غیر اسلامی عقائد ونظریات اور اقوال وافعال کے سدباب کے لئے اپنی تمام توانیاں صرف کردے تاکہ حق وباطل کا امتیاز باقی رہ سکے"۔

(کتاب "دعوت فکر" ص:6 طبع لاہور)

یہی وجہ ہے کہ جب جمال کرم نامی کتاب چھپی اور دیوبندیوں نے خواہ مخواہ شور مچانا شروع کردیا کہ تحذیر الناس کی حمایت پر بریلوی علمائے کرام پیر صاحب کو کچھ نہیں کہتے جبکہ دیوبندیوں کو کافر ومرتد قرار دیتے ہیں۔ جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ مولانا احمد رضا بریلوی کے فتوؤں پر آج کے بریلوی علماء کو اطمینان نہیں مگر شاید دیوبندی اس بات سے واقف نہیں کہ آج بھی بریلوی علماء کا مؤقف ان عبارات سے متعلق وہی ہے جو اکابرین اسلام خصوصاً اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ کا ہے ہاں رہا معاملہ صلح کلی مولویوں کا تو ان کا معاملہ ہی الگ ہے۔ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ نے انہی صلح کلیوں کے بارے "فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین" میں شرعی احکامات واضح فرمائے ہیں۔

دیوبندی اس کتاب میں شامل مسلمہ اکابرین اہلسنت کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں اور آئندہ پیر کرم شاہ کو "تحذیر الناس" کی حمایت کے ضمن میں حجت بنانے سے باز رہیں۔ اور جو نام نہاد صلح کلی ان سب باتوں کے باوجود پیر صاحب کو اپنا بزرگ وپیشوا مانتے ہیں وہ اپنی فکر

پر نظر ثانی کریں۔ غور کریں کہ وہ کفریہ عبارات کی حمایت کرکے کس سمت میں جارہے ہیں۔ یہ صلح کلی حضرات علامہ منشاء تابش قصوری مدظلہ کی اس تحریر کے مطابق اپنا عمل وکردار درست کریں۔

مولانا منشاء تابش قصوری تحریر کرتے ہیں:

"قرآن پاک کا یہ فیصلہ کہ ہر مسلمان کو دعوت فکر دیتا ہے کہ اتحاد بین المسلمین یقیناً ضروری ہے مگر اس کا معیار صرف اور صرف حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات گرامی ہے۔ اللہ، رسول، قبلہ، قرآن اور عبادات کا اقرار وعمل ہی کافی نہیں بلکہ مؤمن ومسلمان ہونے کے لئے سرکار دوعالم ﷺ کی محبت اور دل سے ادب واحترام ضروری ہے اور اس احترام کا تقاضا ہے کہ بارگاہ رسالت کے گستاخ کے ساتھ کسی قسم کی محبت وعقیدت نہ رکھی جائے خواہ وہ باپ، استاد یا شیخ ہی کیوں نہ ہو اور اگر خدانخواستہ خود انسان سے بے ادبی کی کوئی بات سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرے کہ اس معاملے میں ضد اور انانیت کی پاسداری ہمیشہ ہمیشہ کی ہلاکت اور بربادی کا باعث ہے"۔ (دعوت فکر، ص:4 مطبوعہ لاہور)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت ہے، کتنی ہی دوستی کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو جیسے تمہارے باپ، تمہارا استاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد جب وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ۔ ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے

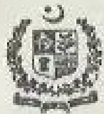
دوستی الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت 'مشیخت ' بزرگی فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں' کیا بہتیرے یہودی جبے نہیں پہنتے ؟ عمامے نہیں باندھتے ؟ اس کے نام وعلم وظاہری فضل کو لیکر کیا کریں ؟ کیا بہتیرے پادری بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل تم نے اس کی بات بنائی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر برا نہ مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے ۔ قرآن وحدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے ۔ مسلمانو! کیا جسکے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہوگی وہ اکے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدری کیوں نہ ہو' کیا جسے محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو ۔ واللہ اپنے حال پر رحم کرو اور اپنے رب کی بات سنو ۔ دیکھو وہ تمھیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے ۔

(تمہید ایمان شریف ص :92-91 مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام ! اب آپ محقق اہلسنت سید بادشاہ تبسم بخاری کا مضمون ملاحظہ فرمائیں جو ستمبر ۱۹۹۷ء میں ماہنامہ کنزالایمان لاہور میں چھپا اور پیر کرم شاہ صاحب پر حجت تمام ہوئی ۔ اس معاملہ میں سید صاحب مدظلہ متفرد نہیں بلکہ علامہ مفتی عبدالمجید سعیدی مدظلہ اور علامہ ابوداؤد محمد صادق رضوی آف گوجرانوالہ بھی شامل ہیں کہ مفتی عبدالمجید صاحب نے اپنی کتاب ''احمد البیان فی رضائے کنزالایمان'' میں پیر صاحب کا رد کیا اور سید صاحب کے اس علمی مقالے کو پسند کیا ۔ الحاج علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب نے رضائے مصطفیٰ میں اس

مضمون کی تعریف کی اور پیر صاحب سے رجوع کا مطالبہ کیا ۔ اس سے اس مقالے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے ۔ اس مقالے کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ یہ پیر صاحب کو پہنچایا گیا مگر پیر صاحب کی طرف سے آخر دم تک کوئی تحریری جواب کہیں بھی شائع نہ ہوا جس سے ان کے رجوع کا ثبوت مل سکتا ہو ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



DR. MUFTI GHULAM SARWAR BUKHARI QADRI
Founder & Managing Trustee
JAMIA RIZVIA (TRUST)
Ex. Minister for Religious Affairs (Auqaf, Zakat & Ushar Punjab)

[illegible]

MUFTI GHULAM SARWAR

Central Commercial Market, Model Town, Lahore-Pakistan.
Tel : Off : 5836861-64 Res : 5836568 - 5854919 Fax : 92-42-5855861

پیر محمد کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کا انجام

از سید بادشاہ تبسم بخاری۔ اٹک

جناب پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی الازہری کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ سنی بریلوی حلقوں میں آپ کی تحریریں انتہائی ذوق و شوق سے مطالعہ کی جاتی ہیں۔ ''تفسیر ضیاء القرآن'' اور ''ضیاء النبی'' کی اشاعت سے عوام الناس میں آپ کی قدر و منزلت میں مزید اضافہ ہوا۔ قبول عام کی وجہ یہ بھی ہے کہ مجموعی طور پر پیر صاحب کے عقائد و نظریات سواد اعظم یعنی اہل سنت و جماعت (بریلویوں) کے موافق ہیں دوسرے وہ نہ صرف اعلیٰ ادبی اسلوب اور اصناف سخن سے ہی آشنا ہیں بلکہ الفاظ کی مرصع کاری کے اسرار و رموز سے بھی خوب آگاہ ہیں۔ مزید برآں الازہر یونیورسٹی سے سند فراغت' شریعت کورٹ کا چیف جسٹس رہنا' اعلیٰ اخلاق' خوش گفتاری اور اپنے ہی ادارے ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' سے آپ کی تصنیفات و تالیفات کا نئی آب و تاب سے شائع ہونا بھی آپ کی مقبولیت میں اضافے کا باعث بنا۔

آپ کی جملہ علمی کاوشیں لائق صد تحسین سہی' مگر آج میں انتہائی دلسوزی اور بڑے دکھ کے ساتھ پیر صاحب کی شخصیت کے ایک ایسے متوحش گوشے کو بے نقاب کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اور ایک ایسی تلخ حقیقت سے پردہ اٹھا رہا ہوں کہ جس نے پیر صاحب کی علمی جلالت و ثقاہت کو راسخ العقیدہ سنی اہل علم و فضل کے ہاں مجروح کر رکھا ہے۔

اس تلخ حقیقت کی اشاعت اس لئے بھی ضروری ہو گئی تھی کہ آئندہ آنے والے وقت میں کوئی دیوبندی مصنف پیر صاحب پر ''بریلوی'' کا لیبل لگا کر ان کی کسی عبارت کو اپنے موقف کی تائید میں پیش نہ کر سکے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے سنی مفتیان کرام اور خطیب و واعظ اس گوشے کی دہشت اور تلخی سے آگاہ ہونے کے باوجود ان سے بے تحاشا قلبی' وابستگی کا

اظہار کیوں کرتے ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ ایک سنی بریلوی ہونے کی حیثیت سے پیر صاحب کی شخصیت شدید متنازعہ ہے۔ عام لوگ تو شاید اپنی سادہ لوحی اور کم علمی کی بناء پر اس تہہ در تہہ پوشیدہ گوشے سے بے خبر ہیں مگر المیہ یہ ہے کہ جید و ثقہ علماء و فضلاء کی ایک بڑی تعداد جھ بوجھ کر بھی تسامح سے کام لے رہی ہے اور ایک شدید اختلاف کے ہوتے ہوئے آج تک کسی صاحب علم و فضل نے اپنی کسی تحریر میں دبے لفظوں میں بھی اس کا اشارہ تک نہیں فرمایا۔

بات ذرا کھل کر کہتا ہوں۔ دیوبندیوں سے ہمارا بنیادی اختلاف ان کی کچھ کتابوں کی چند صریح کفریہ عبارات پر ہے۔ جن میں بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی تصنیف ''تحذیر الناس'' سرفہرست ہے۔

ان عبارات پر چالیس کے قریب علماء حرمین شریفین کا فتویٰ کفر عائد ہے جس کی تائید برصغیر کے تمام علماء اہل سنت نے ''الصوارم الہندیہ'' میں فرمائی۔ لیکن اس کے برعکس پیر صاحب تحذیر الناس کے اس قدر مؤید اور حامی ہیں اور اس کی تعریف میں اتنے رطب اللسان ہیں کہ ان کی عبارات پڑھ کر ہماری آنکھوں سے لہو کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں۔

ایک تحذیر الناس پر کیا موقوف' خدا جھوٹ نہ بلوائے پیر صاحب تو ان کتابوں کی بھی حمایت کرتے ہوں گے اور انہیں ان کتابوں میں بھی کوئی کفریہ خرابی اور سقم نظر نہ آتا ہو گا کہ جن کی کچھ عبارات پر تحذیر الناس کے ساتھ ہی ان پر بھی مفتیان عظام مکہ مکرمہ و مدینہ کا فتویٰ کفر موجود ہے۔

ان مفتیوں میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اور اردو جاننے والے حضرت مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی بھی شامل ہیں جن کو ''تذکرۃ الرشید'' میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے وسیع النظر محدث تسلیم کیا ہے۔ فتوے کی زد میں آنے والے ''حفظ الایمان'' کے مصنف مولوی اشرف علی تھانوی' ''براہین قاطعہ'' کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری اور فتویٰ وردِ وقوعِ کذب باری

تعالیٰ کے لکھنے والے مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں۔ استفتاء کے اندر مرزا غلام احمد قادیانی کا نام اور اس کی کفریہ عبارات بھی درج ہیں اور الحمدللہ کہ 1974ء میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر قرار دے کر حکومت پاکستان امام احمد رضا بریلوی اور علمائے حرمین شریفین کا یہ فتویٰ تسلیم کر چکی ہے۔ پیر صاحب کی "تفسیر ضیاء القرآن" مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے ماننے والے علامہ عبدالماجد دریا آبادی اور مودودی صاحب وغیرہ کے ناموں سے چمک دمک رہی ہے۔ پیر صاحب علمائے دیوبند کی عبارات اگر کسی اختلافی مسئلے میں اپنے سنی نقطہ نظر کی تائید میں لاتے تو ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا مگر انہوں نے تو عام مسائل و معاملات پیش کرتے ہوئے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے علماء دیوبند کی عبارات بطور سند تحریر کی ہیں۔

(امام احمد رضا کا یہ استفتاء اور مفتیوں کی عبارات کتاب "حسام الحرمین" میں دیکھیے)

دوٹوک الفاظ میں بات یہ ہے کہ جملہ علمائے حرمین شریفین کے علاوہ امام احمد رضا بریلوی، مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، خواجہ پیر قمرالدین سیالوی اور برصغیر کے دیگر جید علمائے اہل سنت کا دیوبندی کتب پر کفر کا فتویٰ بھیرہ کے پیر کرم شاہ صاحب کو تسلیم نہیں۔

اب پیر صاحب کی دیکھا دیکھی، ہمارے ملک کے اندر ایک پورا طبقہ "علماء" کا وجود میں آچکا ہے۔ یہ طبقہ دیگر تمام اعمال و عقائد میں پکا بریلوی ہے اور سنی بریلوی اجتماعات میں شرکت کرتا ہے اس طبقے کو بھی امام احمد رضا بریلوی کا یہ فتویٰ کفر قبول نہیں۔ میری اس طبقے کے علماء سے گزارش ہے کہ وہ علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات کو اسلامی ثابت کر دکھائیں اگر ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر محض اس مسئلہ کو کفر یزید اور آئمہ مجتہدین کے اختلافی مسائل کی مانند قرار کر تاویلات باطلہ سے باز آجائیں بصورت دیگر قادیانیوں کا کفر بھی ایسی باطل تاویلات کی وجہ سے کمزور پڑ جائے گا۔

یہ صلح کل طبقہ ان کفریہ عبارات اور بحث مباحثہ کو محض فضول جھگڑا اور وقت کا ضیاع

قرار دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر جن کتب میں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں صریح اور غیر مبہم گستاخیاں پائی جاتی ہیں۔ ان کے خلاف آواز اٹھانا وقت کا شدید ضیاع اور "فرقہ واریت" کو ہوا دینا ہے مگر فقط رشوت و چور بازاری سے روکنے کا درس ان کے نزدیک اسلام کا عین منشاء ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اعمال صالح کی قبولیت کا دارومدار عقائد صحیحہ پر نہیں، ملکی حالات و معاملات کے سنوارنے پر ہے۔ یاللعجب۔ کیسا دردناک سانحہ ہے کہ چند مولویوں کے علم و قلم کی لاج رکھنے کے لئے ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ جیسے اہم فریضے کو قوم و ملت کے تعمیری پروگرام میں رکاوٹ سمجھ لیا گیا۔ مجھے کہنے دیجئے کہ اس طبقے کو عقیدے کے استحکام کی بجائے معاشرے کا استحکام زیادہ عزیز ہے۔

جناب پیر کرم شاہ صاحب نے بھی اس اختلاف کو شغل تکفیر بازی اور فرقہ واریت کہہ کر اس سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ (دیکھئے مقدمہ تفسیر ضیاء القرآن) لیکن ہماری سادہ لوح عوام کو اپنی اندھی عقیدت کے باعث ایسی عبارات نظر نہیں آتیں بلکہ اچھے خاصے عالم بھی اس عقیدت میں غوطہ کھائے بیٹھے ہیں۔ کئی بار میں نے سوچا کہ "سپاہ صحابہ" والے دیوبندی مولوی حق نواز جھنگوی کی ایک تقریر سن کر سمجھ گئے کہ شیعوں سے اختلاف کیا ہے۔ مگر یہ ہمارے سنی عوام و خواص ہیں کہ ہزاروں تقریروں اور رسائل و کتب کی اشاعت کے بعد بھی دیوبندی بریلوی کا بنیادی اختلاف نہ سمجھ سکے۔ انہیں عشق مصطفیٰ ﷺ کا دعویٰ بھی ہے اور گستاخوں کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے بھی نظر آتے ہیں۔ افسوس! کہ انہیں کپڑوں کے پاکیزہ ہونے کی شرط معلوم، وضو کی شرط یاد، قبلے کی طرف رخ کرنے کی خبر اور سب کچھ معلوم ہے مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے صحیح العقیدہ امام کی شرط بھی ضروری ہے بصورت دیگر نہ نماز ہوگی نہ جماعت اور نہ جماعت کا ثواب۔ البتہ انفرادی نماز کا ثواب بھی جائے گا اللہ تعالیٰ انہیں ہوش عطا فرمائے۔

یہ چند سطور سنی عوام کے لئے نوک قلم پر آگئیں، بات ہو رہی تھی پیر صاحب کی تو پیر

صاحب ایک جانب امام احمد رضا بریلوی کے معتقد و معترف ہیں اور دوسری جانب مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی پر بھی والہانہ عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ ان کے اس دوہرے معیار (یعنی صلح کلیت) نے انہیں آج اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ وہ ایک نام نہاد دیوبندی عالم ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی (مولف ''مطالعہ بریلویت'' و ''آثار الحدیث'' وغیرہ) کے سامنے یوں ساکت وصامت ہو کر رہ گئے ہیں کہ اب ان کی حالت قابل دید ہی نہیں قابل رحم بھی ہے۔

یقین نہ آئے تو مکتبہ حنفیہ گوجرانوالہ سے چھپنے والی تحذیر الناس طبع دوم کا مقدمہ پڑھئے جس میں ڈاکٹر صاحب نے پیر صاحب کو لاجواب کر کے رکھ دیا ہے۔ حالانکہ خود ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کا وزن کرنا ہو تو ڈاکٹر صاحب کی عبارات کے رد میں بندہ کے وہ مضامین مطالعہ فرمائے جائیں جو ماہنامہ القول السدید مصری شاہ لاہور میں پانچ قسطوں میں شائع ہو چکے ہیں [1]۔ صد افسوس کہ پیر صاحب اس نام نہاد علامہ سے اپنی صلح کلیت اور تحذیر الناس کی حمایت کی ''برکت'' کے باعث بری طرح مات کھا گئے۔ پیر صاحب! اب آپ میدان میں اتر چکے ہیں۔ پہلے تو آپ نے مولوی کامل دین کو تحذیر الناس کی خوبیوں سے آگاہ کیا۔ آپ کا خط شائع ہوا تو آپ نے رسالہ ''تحذیر الناس میری نظر میں'' لکھ کر دوبارہ تحذیر الناس کی حمایت کی۔ جو دو چار جملے صلح کلیت کے نبھانے کے لئے دیوبندیوں کے بظاہر خلاف لکھے ڈاکٹر خالد محمود نے آپ کو پھر گرفت میں لے لیا اور ایسا گرفت میں لیا کہ جواب کی کوئی صورت ممکن ہی نہیں البتہ آپ کے پاس ضعیف العمری' گوناگوں علمی مصروفیات' شب و روز کے دینی مشاغل اور اوراد و وظائف کی مشغولیت اور اسے ایک فروعی اختلاف کا نام دے کر سکوت اختیار کرنے اور جان چھڑانے کے مضبوط بہانے موجود ہیں۔ ظاہر ہے آپ تحذیر الناس کی حمایت سے ہاتھ اٹھانے سے تو رہے اور جواب آپ کے پاس ہے نہیں سو چپ ہی بھلی۔ البتہ ڈاکٹر صاحب

[1] اور اب کتابی صورت میں

چپ نہیں ہوں گے وہ ہمیشہ للکارتے رہیں گے اور سنی بریلویوں کو پکڑ پکڑ کر کہتے رہیں گے کہ آپ کے الازہری پیر صاحب کے پاس میرے سوالوں کا کوئی جواب ہے تو انہیں کہیں کہ عنایت فرمائیں۔ اور آپ تک بھلا کس کی پہنچ ؟ اور کوئی پہنچ ہی جائے تو جواب کی توقع کہاں؟ میں اس وقت مضمون لکھتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا ہوں کہ اے خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ کے رب! تو پیر صاحب کو ایسی روشنی عطا فرما کہ اس روسیاہ خطار کار کے اس مضمون کو پڑھنے کے بعد وہ تحذیر الناس کی حمایت سے مکمل طور پر ہاتھ اٹھا کر علماء اہلسنت کے ہمنوا بن کر اس کی تشہیر بھی کر دیں۔ آمین۔ علمائے اہل سنت سے اپیل ہے کہ وہ بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور پیر صاحب کے حق میں دعا فرمائیں۔ کیونکہ ادھر سے یہ آواز سنائی دے رہی ہے۔

ع چراغ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں

ایک غلط فہمی کا ازالہ

پیر صاحب نے اگست 1986ء میں اکسٹھ صفحات پر مشتمل جو رسالہ ''تحذیر الناس میری نظر میں'' شائع کیا ہے اس سے متعلق ان کے معتقدین کے ذہنوں میں خدا جانے یہ غلط فہمی کس لئے پیدا ہو گئی کہ پیر صاحب نے تحذیر الناس کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ پیر صاحب نے اس رسالہ میں بھی تحذیر الناس کی مکمل حمایت فرمائی ہے بلکہ تحذیر الناس کے ایک پیرے کے استدلال کے ساتھ حمایت فرمائی ہے اگرچہ یہ استدلال پرکاہ کے برابر نہیں اور باطل ہے۔ یاد رہے کہ تحذیر الناس کی عبارات پر جو کفر کا فتوٰی عائد ہے وہ محض اس بنا پر ہے کہ اس میں قرآن عزیز کے لفظ خاتم کے معنی بدل کر ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے جبکہ پیر صاحب اپنے نئے رسالہ میں رقمطراز ہیں:۔

''مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے''۔ (تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ: 58)

جن اقتباسات کا ذکر پیر صاحب نے کیا ان کا رد دلائل کے ساتھ آخر میں کیا جا رہا ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔

تحذیر الناس کا مختصر تعارف

پیر صاحب اور دیوبندی ملاں کے درمیان قلمی مجادلے کی اصل کہانی بیان کرنے سے پہلے تحذیر الناس کا مختصر سا تعارف کرانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ اس کتاب کی اصلیت جانے بغیر آپ بے میل حقائق تک نہیں پہنچ سکتے۔ منطق کی اصطلاحوں کے بل بوتے پر لکھی جانے والی یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت سے تقریباً اٹھائیس سال قبل یعنی 1872ء میں منصہ شہود پر آئی۔ یہ کتاب قادیانیوں کی جان ہے۔ اس کتاب کی ساری تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ قرآن عزیز کے الفاظ خاتم النبیین سے یہ مراد لینا کہ حضور ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اس لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں یہ خیال عوام کالانعام کا ہے اہل فہم کا نہیں اور یہ معنی اپنے اندر کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ "آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں" اور خاتمیت کی بنیاد اسی بات پر ہے۔ یعنی آپ کی نبوت ذاتی ہے اور یہ ایسا وصف ہے جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں۔ بس اسی بناء پر آپ کو خاتم قرار دیا گیا۔ نانوتوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ آپ مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے نہیں۔ کیونکہ "تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" یعنی زمانہ اول ہو یا زمانہ آخر دونوں اپنے اندر کوئی فضیلت نہیں رکھتے[1] لہٰذا اگر حضور ﷺ زمانہ اول میں تشریف لاتے تو بھی خاتم النبیین ہوتے اور "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(قوسین کے اندر دی جانے والی عبارات تحذیر الناس سے بلفظہ نقل کی گئی ہیں۔)

---

[1] [illegible] تمام استدلالات کا رد [illegible]

تحذیر الناس پر کفر کے فتوے

مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس لکھی تو چاروں طرف سے کفر کے فتووں کی بھرمار شروع ہوگئی۔ خیال رہے کہ یہ فتوے امام احمد رضا بریلوی کے فتوے سے بہت پہلے دیے گئے۔ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہاں بھی (دیوبندیوں کے بقول) امام احمد رضا بریلوی کا ہاتھ ہوگا۔ گھر کی بوجھل شہادتیں ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں یہ بات دلائل اور ثبوت کے انبار سے ہوتی ہے۔

دیوبندیوں کے سرخیل اور حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب "ارواح ثلاثہ" میں لکھتے ہیں کہ تحذیر الناس کی اشاعت کے بعد نانوتوی صاحب اپنے سفر خفیہ رکھنے لگے۔ کسی دوسرے شہر جاتے تو غیر معروف سرائے میں ٹھہرتے۔ نام بدل کر لکھاتے اور کمرہ چھت پر لیتے۔ آگے لکھتے ہیں:

"یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل بدعات (بزعم تھانوی) میں ایک شور برپا تھا۔ مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں۔ حضرت (نانوتوی) کی غرض سے اس اخفاء (چھپنے چھپانے) سے یہی تھی کہ میرے اعلانیہ پہنچنے سے اس (تحذیر الناس کے) بارے میں جھگڑے اور بحثیں نہ کھڑی ہو جائیں"

(ارواح ثلاثہ، صفحہ: 279)

دیوبندیوں کے یہی سرخیل تھانوی صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"جس وقت مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے تحذیر الناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحیٔ کے"

(الافاضات الیومیہ، جلد: 4، ص: 580)

علاوہ ازیں علمائے دیوبند کے برگزیدہ پروفیسر محمد ایوب قادری (جس کو علمائے دیوبند نامور محقق مانتے ہیں) نے اپنی کتاب بعنوان "مولانا محمد احسن نانوتوی" (جس پر مفتی

محمد شفیع دیوبندی کراچی کی تصدیق بھی موجود ہے) میں درجن بھر ان کتابوں کے نام نمایاں طور پر تحریر کیے ہیں جو نانوتوی صاحب کی زندگی میں ہی ان کی کتاب تحذیر الناس کے رد میں منظر عام پر آئیں۔ بہر حال نانوتوی صاحب پر کفر کے فتووں کی بوچھاڑ ہوئی‘ مناظرے ہوئے‘ رجوع کے لیے کہا گیا‘ مگر نانوتوی صاحب اپنی بات پہ ڈٹ گئے اور بغیر توبہ تائب اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

قارئین! ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچیے کہ مولوی اشرف تھانوی کے بیان کے مطابق جب ہندوستان کے سارے علماء کفر کے فتوے عائد کر رہے تھے اور کوئی بھی تحذیر الناس کے حق میں نہیں تھا تو یقیناً عبارات کے اندر کفر موجود تھا لیکن افسوس کہ مصنف کو توبہ کی توفیق نہ ہو سکی۔
آیئے دیکھتے ہیں کہ پیر کرم شاہ صاحب اس تحذیر الناس کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔
پیر صاحب ایک دیوبندی مولوی کے خط کے جواب میں لکھتے ہیں:

’’جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا (محمد قاسم نانوتوی) قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لیے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے‘‘۔

(عکس خط پیر صاحب مقدمہ تحذیر الناس صفحہ نمبر 32 مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

اگر شپرہ چشم یعنی دیوبندی‘ تحذیر الناس کی ان دیگر عبارتوں کو جو بقول پیر صاحب اہل سنت کے موافق ہیں‘ سرمہ بصیرت بنا بھی لیں تو جو کتاب کے اندر خاتم کا معنی بدل کر ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے اس کفریہ تحقیق سے نجات کی صورت کیا ہوگی؟ گو پیر صاحب کو تحذیر الناس میں کوئی عبارت کفریہ نظر نہیں آتی لیکن یا تو پیر صاحب علمائے اہلسنت کے دلائل کا رد کر دکھائیں اور عبارات تحذیر الناس کو بے غبار اور عین اسلامی ثابت کر دکھائیں اور یا پھر حمایت سے توبہ کر کے اہل سنت کے موافق ہو جائیں۔

پیر صاحب کو دیوبندی خط لکھ کر تحذیر الناس سے متعلق پوچھے تو پیر صاحب فوراً جواب دیں، دیوبندی ملاں تحذیر الناس کے مقدمہ میں پیر صاحب کا خط شائع کرے تو

پیر صاحب فوراً قلم اٹھا کر اکسٹھ صفحات کا رسالہ تصنیف کر ڈالیں۔

اب دیکھیے میرے سوالات کا جواب مرحمت فرماتے ہیں یا نہیں اور وہ بہانے جو دیوبندیوں کے جواب میں پیر صاحب کے رستے میں حائل نہیں ہوتے ہیں اس خطا کار کے لئے آڑے آتے ہیں یا نہیں؟

آمدم برسر مطلب

پیر صاحب کے جس خط کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ یہ خط انہوں نے 22 جون 1964ء کو بھیرہ کے ایک قریبی موضع رتہ کالا کے دیوبندی مولوی کامل دین کو تحریر کیا تھا۔ مولوی کامل دین نے اس خط کی عبارت اپنی کتاب ’’ڈھول کی آواز‘‘ میں شائع کر دی۔ بیس برس بعد 1984ء میں تحذیر الناس کے نئے ایڈیشن میں اس خط کا عکس دے دیا گیا۔ یہ ایڈیشن مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ نے چند دیوبندی ہتھیاروں سے لیس کر کے مارکیٹ میں بھیجا۔ اس ایڈیشن میں ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی نے اس کا مقدمہ لکھا۔ ڈاکٹر صاحب نے پیر صاحب کا خط اس لئے شائع کیا تا کہ وہ کہہ سکیں کہ امام احمد رضا بریلوی کے ایک عقیدت مند اور نامور عالم کو بھی تحذیر الناس کا کفر تسلیم نہیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ پیر صاحب کے مقابلے میں ڈاکٹر صاحب نے یہ معرکہ واقعی مار لیا ہے۔ البتہ ڈاکٹر صاحب علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی کتاب ’’التبشیر برد التحذیر‘‘ کی جانب منہ نہیں کرتے کہ وہاں منہ کالا ہو جانے کا سو فیصد خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی‘ حضرت مولانا محمد اجمل سنبھلی اور حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی کی کتب الموت الاحمر‘ شہاب ثاقب‘ اور التنویر کی ایک سطر کا جواب نہیں دیتے کہ انہیں اپنے گھر کے ’’دلائل وشواہد‘‘ کا دیوالیہ پن صاف دکھائی دیتا ہے۔ بس لے دے کر پیر صاحب رہ گئے ہیں جن کی صلح کلیت کے سہارے وہ اپنا نام پیدا کر رہے ہیں۔ جس تحذیر الناس پر پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی کے استاد محترم حضرت مولانا

نعیم الدین مراد آبادی اور پیر صاحب کے مرشد خواجہ پیر محمد قمر الدین سیالوی علیہما الرحمۃ کفر کا فتویٰ دے رہے ہیں' خود پیر صاحب اس کتاب کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

"حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ صاحبہا الف الف صلاۃ و سلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطہ امکان سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ فریفتگان حسن مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی دارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس تحذیر الناس میں موجود ہے۔.............. ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبدا اور مآل ابتدا اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اگر امت مرزائیہ کی علمی سطح سے بلند ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور"

(عکس خط پیر صاحب مقدمہ تحذیر الناس ص: 30-31)

پیر صاحب نے جب یہ نیا ایڈیشن ملاحظہ فرمایا اور دیوبندی ملاں کا مقدمہ مطالعہ فرمایا تو مقدمے میں درج ایک دو جملے ان کی طبیعت پر سخت ناگوار گزرے۔ چنانچہ پیر صاحب کا قلم حرکت میں آ گیا۔ اور ایک دم اکسٹھ صفحات کا رسالہ "تحذیر الناس میری نظر میں" وجود میں آ گیا۔ اب اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس وقت علمی مشاغل اور دینی معروفیات کیونکر کم ہو کر رہ گئی تھیں۔ اور جسم ناتواں نے اتنی قوت کہاں سے حاصل کر لی تھی۔ ورنہ میرے جیسے گنا ہگار و خطا کار کے لئے پیر صاحب کے پاس ایک لمحے کی فرصت نہیں کہ وہ میرے کسی خط کا دو سطری جواب دے سکیں۔ پیر صاحب مقدمے کے دو جملوں سے متعلق فرماتے ہیں۔

"یہ فقیر اپنی گوناگوں معروفیتوں اور ناتوانیوں کے باعث یہ مقالہ تحریر کرنے کے لئے وقت نہ نکال سکتا اگر تحذیر الناس کے اس جدید ایڈیشن کے مقدمہ کے دو جملے نہ پڑھتا۔ یہ مقدمہ علامہ ڈاکٹر اور ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی جناب خالد محمود صاحب نے تحریر کیا ہے۔ یہ دو

جملے انہوں نے اس فقیر کے اس خط کے تناظر میں لکھے ہیں جس خط کا ذکر میں نے ابتداء میں کیا ہے۔ دل تو گوارا نہیں کرتا کہ وہ دلخراش اور جذبات کو لہولہان کرنے والے جملے لکھ کر قارئین کرام کو ایک روحانی کرب میں مبتلا کروں لیکن کیونکہ ان جملوں کی ذمہ داری انہوں نے میرے خط پر ڈالی ہے اس لئے با امر مجبوری دل پر پتھر رکھ کر ان کو نقل کر رہا ہوں۔ علامہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔" اسے بار بار مطالعہ کریں اور مولانا احمد رضا خان کے علم و دیانت کی داد دیں۔ خان صاحب نے کس جہل و خیانت کا لباس پہن کر.............. انکار ختم نبوت کا الزام لگایا ہے" (تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ: 56)

اب جبکہ اسی دیوبندی مولوی نے پیر صاحب کی صلح کل عبارات پر دوبارہ گرفت کی ہے اور تحذیر الناس کے جدید ایڈیشن کی طبع دوم میں پیر صاحب کو مکمل طور پر لاجواب کر کے رکھ دیا ہے بلکہ ان کے امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی کو جاہل اور خائن بھی "ثابت" کر دکھایا ہے تو اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ پیر صاحب کے جذبات کا لہو بہہ نکلا ہے یا سرے سے ہی خشک ہو گیا ہے۔ پہلے تو ڈاکٹر صاحب کا محض الزام تھا اب تو پیر صاحب پر گرفت کرنے کے بعد پیر صاحب کے لئے جاہل اور خائن بھی بنا دیا ہے۔ یہ ہے صلح کلیت کی وہ برکت جس کے وسیلہ جلیلہ سے پیر صاحب کے امام پیر صاحب کے سامنے جاہل و خائن کی صورت میں پیش کر دیئے گئے ہیں اور اب پیر صاحب ہیں کہ "تک تک دیدم دم نہ کشیدم" والی کیفیت سے دوچار ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تحذیر الناس کا یہ جدید ایڈیشن طبع دوم کے طور پر مارچ 1987ء میں شائع ہوا۔ اب 1997ء ہے۔ دس سال ہو چکے ہیں پیر صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ حالانکہ ہم جیسے دیوانوں کو بہت انتظار رہا کہ کاش پھر پیر صاحب ایک نیا رسالہ تصنیف فرمائیں اور عنوان دیں۔ "تحذیر الناس ایک بار پھر میری نظر میں" اور اس میں وہ تحذیر الناس کی حمایت سے ہاتھ کھینچتے ہوئے علمائے اہلسنت کے ہمنوا بن جائیں۔ مگر آج تک ہر طرف سناٹا ہی سناٹا

ہے۔ تحذیر الناس کے اس دوسرے ایڈیشن میں ڈاکٹر صاحب نے پیر صاحب کے کتابچہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''اس پہلو سے پیر صاحب لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک سابقہ خط میں یہ بات کھل کر کہی کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر نہیں اور ان پر تحذیر الناس کے حوالے سے انکار ختم نبوت کا الزام درست نہیں۔ اب انہوں نے اپنے نئے رسالے (تحذیر الناس میری نظر میں) بھی نہایت کھل کر مولانا احمد رضا خان کی تردید کی ہے۔ مولانا احمد رضا خان نے تحذیر الناس کے تین مختلف مقامات صفحہ نمبر 41,65 سے تین عبارتیں لے کر انہیں جوڑ کر ایک عبارت بنایا تھا اور اس نئی وضعی عبارت سے حضرت مولانا محمد قاسم کو ختم نبوت زمانی کا منکر ٹھہرایا تھا[1] پیر کرم شاہ صاحب نے اب بھی اپنا فیصلہ مولانا احمد رضا خان کے خلاف دیا ہے۔ اور اس ہمت پر ہم انہیں داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے''۔

(مقدمہ تحذیر الناس طبع دوم، مارچ 87ء، صفحہ :10)

پیر صاحب نے جو فیصلہ دیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

''یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کرے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے'' (تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ :58)

عبارت النص اور اشارۃ النص والے اقتباسات کا رد تو ان شاء اللہ العزیز مضمون کے آخر میں ملاحظہ فرمایئے گا۔ یہاں پر ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے جو پیر صاحب کی عبارت پر گرفت کی ہے اس کا تماشا دیکھئے۔

1۔ یہ امام احمد رضا خان بریلوی پر دیوبندیوں کا صریح افتراء ہے۔ عبارات کسی ترتیب سے ہوں یا الگ الگ وہ کفریہ ہی ہیں۔

پہلی گرفت

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں ''معلوم رہے کہ پیر کرم شاہ صاحب یہاں مولانا محمد قاسم نانوتوی کے عقیدہ ختم نبوت کو بلاشبہ واضح کہہ رہے ہیں۔ یہ بلاشبہ کے الفاظ لائق توجہ ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب حضرت مولانا نانوتوی کی عبارات ان کے اس عقیدہ پر بلاشبہ دلالت کر رہی ہیں تو مولانا احمد رضا خان انہیں کیوں نہ سمجھ پائے؟ کیا یہ جہل نہیں' اور اگر وہ سمجھتے تھے مگر جان بوجھ کر حضرت پر ختم نبوت کے انکار کی تہمت لگانا چاہتے تھے اور اپنی یہ خدمت انگریز کے کھاتے میں ڈالنا چاہتے تھے تو کیا یہ خیانت نہیں؟............اگر اسے خیانت کے سوا کسی اور لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے تو پیر صاحب ہی اس میں پیش قدمی فرمائیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب ہمارے اس جملے سے بہت تیخ پا ہیں مگر وہ یہ بات پھر بھی نہیں بتا سکتے کہ خان صاحب کی اس غلط فہمی کا منشاء جہل یا خیانت کے سوا اور کیا تھا؟

بات کا بلاشبہ ہونا وہ پہلے تسلیم کر چکے ہیں۔ اب وہ خان صاحب کو کسی عبارت کی پیچیدگی کا فائدہ بھی نہیں دے سکتے۔ ہمارے جس جملے پر وہ لہولہان ہوئے ہیں وہ یہ ہے۔

''مولانا احمد رضا خان کے علم و دیانت کی داد دیں آپ نے کس جہل اور خیانت کا لباس پہن کر مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر انکار ختم نبوت کا الزام لگایا ہے۔'' (مقدمہ تحذیر صفحہ 29)

اب پیر کرم شاہ صاحب کے ریمارکس ملاحظہ ہوں'' دل تو گوارا نہیں کرتا کہ وہ دلخراش اور جذبات کو لہولہان کرنے والے جملے لکھ کر قارئین کرام کو ایک روحانی کرب میں مبتلا کروں ....الخ (تحذیر الناس میری نظر میں، ص:56'')

(مقدمہ تحذیر الناس، طبع دوم، صفحہ :11 از ڈاکٹر خالد محمود)

پیر صاحب کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں البتہ امام احمد رضا بریلوی نے علمائے اہل سنت ہند کی ہم نوائی میں یہ فتویٰ کتنا صحیح اور درست دیا ہے اس کی تفصیل غزالی دوراں

حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی محققانہ تصنیف لطیف ''التبشیر برد التحذیر'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ مقالات کاظمی جلد دوم اور اس کا دوسرا حصہ بعنوان ''التبشیر پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' مقالات کاظمی حصہ سوم میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت غزالی دوراں نے بلاشبہ تحقیق کے دریا بہا دیے ہیں اور جملہ اعتراضات کا مسکت جواب دے کر تحذیر الناس کے حمائتیوں کا حقیقتاً ناطقہ بند کر کے رکھ دیا۔ ڈاکٹر خالد محمود اس کتاب مستطاب کے دلائل و براہین کے سامنے مبہوت ہیں۔

پیر صاحب کیلئے عرض ہے کہ سیال شریف آپ کا مرشد خانہ ہے اور حضرت خواجہ پیر محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ آپ کے مرشد تھے۔ ان کے خط کا عکس مدتوں سے کتاب ''دعوت فکر'' میں شائع ہو رہا ہے۔ اور الحمد للہ کہ یہ مبارک تحریر جس میں تحذیر الناس پر کفر کا فتوی دیا گیا ہے یہ اصل تحریر یعنی حضرت خواجہ صاحب کے دست اقدس سے تحریر کیا گیا اصل خط بھی اس خطاء کار نے لاہور میں مولانا شمس الزمان صاحب قادری کے دولت خانہ میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ بلکہ یہی جستجو وہاں لے کر گئی اور اس اصل خط سے مزید فوٹو سٹیٹ کاپیاں کروا کر بندہ نے اپنے پاس محفوظ کروالیں۔ اور پھر جامعہ نظامیہ لاہور کی ہر دلعزیز شخصیت اور نامور سنی عالم حضرت مولانا علامہ شرف قادری صاحب کے پاس بھی اپنی آنکھوں سے ایک سوال کے جواب میں حضرت پیر سیالوی علیہ الرحمۃ کا تحذیر الناس پر فتوئی کفر دیکھا جو آج سے کئی سال قبل کمال عنایت و مہربانی سے میرے ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے علامہ شرف قادری صاحب نے بندہ کو دکھایا اور کاپی بھی کروا کر دی۔ اب وہ فتوئی بھی ''دعوت فکر'' کے آخری صفحات میں شائع ہو چکا ہے۔ تو عرض ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کی دیگر تحریروں کو سامنے رکھ کر ان عبارات کی لکھائی کو ملا لیا جائے اور دیکھ لیا جائے کہ دونوں عبارات پیر قمر الدین صاحب کی ہیں یا نہیں[1] اس کے بعد بھی اگر پیر صاحب تامل فرمائیں اور اپنی بات پہ اڑے رہیں تو پھر یہی کہہ

[1] شیخ الاسلام پیر قمر الدین سیالوی تحذیر الناس پر کفر کے فتوے کی تائید میں فرماتے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سکتے ہیں کہ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

دوسری گرفت

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے پیر صاحب پر دوسری گرفت یوں کی کہ:

''ہم یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جب تحذیر الناس کی عبارات بلاشبہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا پتا دے رہی ہیں اور مولانا احمد رضا خان نے ان پر دن دھاڑے ڈاکہ ڈالا تو اس وقت آپ کے جذبات کیوں لہولہان نہ ہوئے۔ ایک شخص پر جہل یا خیانت کا الزام ہو یہ بات اشد ہے یا کسی پر کفر کی تہمت ہو یہ الزام اشد ہے۔ مولانا احمد رضا خان نے ان عبارات سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر کفر کا فتوی لگایا ہے۔ ہم نے مولانا احمد رضا خان کی اس کاوش پر فقط جہل اور خیانت کا الزام قائم کیا ہے۔ اب آپ ہی غور فرمائیں کہ اشد حرکت کس کی ہے اور اخف الزام کس کا اور پھر یہ بھی فیصلہ کریں اگر ان کے پاس انصاف کا کچھ بھی احساس تھا تو انہیں کس بات پر لہولہان ہونا چاہیے تھا میری بات پر یا خان صاحب کی بات پر'' (مقدمہ ص:12)

ڈاکٹر صاحب! پیر صاحب کی صلح کلیت ہی وہ شدید ترین کمزوری ہے جس کو آپ کی نگاہ عیار نے تاڑ لیا ہے اور فتح کے شادیانے بجاتے نظر آتے ہیں کیونکہ پیر صاحب کا ایک پاؤں امام احمد رضا خان بریلوی کی کشتی میں ہے اور دوسرا پاؤں مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی کی کشتی میں یوں وہ مکمل طور پر آپ کی گرفت میں ہیں۔ پیر صاحب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ خود غور فرمائیں کہ اھدنا الصراط المستقیم کا تقاضا کیا ہے اور ''یک در گیر و محکم گیر'' پر عمل کرنا کتنا ضروری ہے۔ مندرجہ بالا پیرے میں ڈاکٹر صاحب نے جو سوال پیر صاحب پر قائم کیا

(بقیہ حاشیہ) ''نانوتوی'' ''خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مصر ہے حالانکہ یہ معنی احادیث صحاح سے ثابت ہے۔ اس پر اجماع صحابہ ہے''۔ مزید فرماتے ہیں ''تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا تاکہ روحانی مانند الکل کی تاویل کی جا سکے بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے ہیں۔'' (دعوت فکر ص:110)

ہے اس کا جواب پیر صاحب قیامت کی صبح تک نہیں دے سکتے کیونکہ ان کے ہاتھ میں جوابی کارروائی کے لئے فقط صلح کلیت کا غبارہ ہے جب تک وہ اس کو نہیں چھوڑیں گے کسی جواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایسے خون خشک کر دینے والے سوالات دیکھ کر "گونا گوں مصروفیات اور علمی مشاغل" میں نہ جانے اور کتنا اضافہ ہو جاتا ہو گا۔ ایک نال سو سکھ۔

تیسری گرفت

جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنے رسالہ میں لکھا:

"مولانا نانوتوی نے سنگین قسم کی غلط فہمیوں کو جنم دینے والے اس مضمون کو فقط ایک بار تحذیر الناس میں ذکر کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے بار بار دہرایا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی جو مولانا کی بعض عبارات پر مرتب ہوتے ہیں۔" (تحذیر الناس میری نظر میں، ص:44)

پیر صاحب نے بریلویوں کو خوش کرنے کے لئے ایک بات پیدا کی ہے کہ تحذیر الناس کی بعض عبارات سے کچھ غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔ لیکن پیر صاحب نے ان عبارات کو غلط نہیں کہا' اس فہم کو غلط کہا ہے جو ان سے ختم نبوت زمانی کے خلاف کوئی دوسرا نتیجہ نکالے۔ دوسرے لفظوں میں اسے یوں سمجھیے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نے تو بات غلط نہیں کی' مولانا احمد رضا خان نے اسے غلط سمجھ لیا۔ سو پیر صاحب یہاں کسی غلط بیانی کی نشاندہی نہیں کر رہے مولانا احمد رضا خان اور ان کے پیروؤں کی غلط فہمیوں کو نمایاں کر رہے ہیں۔

.... مخدوم محترم! جب آپ نے ان خطرناک نتائج کو خود بھی غلط فہمی پر مبنی قرار دیا ہے تو اب آپ کو افسوس کس بات کا ہے۔ کیا اس بات کا کہ آپ نے اچھی تعلیم کیوں حاصل کی۔ کہ آپ ان غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوئے اور مولانا احمد رضا خان اپنی کم علمی کے باعث تحذیر الناس کے ان مطالب کو نہ پا سکے جو حضرت حجۃ الاسلام کی مرادات تھے کیا

آپ کو اسی بات کا افسوس ہے؟" (مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ:12)

پیر صاحب کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس پیرے کو پڑھ کر ان کے احساسات کیا ہوں گے اور کس قسم کے ردعمل کا اظہار کیا ہو گا مگر ان کے وہ عقیدت مند جو پیر صاحب کی اندھی عقیدت کے جوش میں اپنے ہوش گنوائے بیٹھے ہیں وہ یہ پیرا پڑھ کر ضرور جھوم اٹھے ہوں گے کیونکہ چودھویں صدی کے برحق مجدد امام احمد رضا خان بریلوی کو پیر صاحب کے مقابلے میں کم علم اور کم فہم کہا گیا ہے۔ جبکہ پچھلے پیرے میں امام اہل سنت مجدد ملت مولانا احمد رضا خان کی گستاخان رسول کی عبارات پر گرفت کرنے کو "دن دھاڑے ڈاکہ ڈالنے" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس نظریے پر پیر صاحب سختی سے قائم ہیں اس کے "وسیلہ جلیلہ" سے واقعی یہ دن دھاڑے ڈاکہ ہی بنتا ہے کیونکہ نانوتوی صاحب کی متنازعہ کفریہ عبارات قبلہ پیر صاحب کے نزدیک بغیر کسی شک وشبے کے درست ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نانوتوی صاحب کا عقیدہ

تحذیر الناس کی عبارت کا مطلب کیا ہے اور ڈاکٹر صاحب کے حجۃ الاسلام کی مرادات کیا تھیں ملاحظہ فرمایئے۔

نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ جو خاتم النبیین ہیں وہ اس معنی میں ہیں کہ آپ سب انبیاء سے افضل ہیں۔ اس لئے نہیں کہ زمانے کے لحاظ سے آخری آنے والے نبی ہیں بلکہ اس لئے کہ ذاتی نبی ہیں "یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپ ﷺ کا فیض ہے' پر آپ ﷺ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں' آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے"

(تحذیر الناس، صفحہ:44 جدید ایڈیشن طبع دوم)

دیکھ لیا آپ نے' کہ آپ پر سلسلہ نبوت اسلئے مختتم ہے یعنی آپ ان معنوں میں

خاتم النبیین ہیں کہ آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں بلکہ آپ ذاتی نبی ہیں اور یہ ذاتی نبی ہونا ہی سب سے بڑی فضیلت ہے جس کی وجہ سے آپ سب سے افضل نبی ہوئے۔ اور مراتب کے لحاظ سے افضل ہونا ہی آپ کے خاتم النبیین ہونے کی علت ٹھہرا۔ زمانے کے لحاظ سے "آخری نبی" ہونے کے معنی کو وہ تحذیر الناس کے شروع ہی میں یہ کہہ کر رد کر چکے ہیں:

"سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" (تحذیر الناس، صفحہ: 41)

یعنی سابق انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانے کے بعد سب سے آخر میں آنا اور آخری نبی کہلانا یہ معنی تو محض کم فہم عوام کا ہے کیونکہ تقدم (پہلا زمانہ) اور تاخر زمانی (آخری زمانہ) یعنی زمانے کا پہلے ہونا یا آخری ہونا اپنے اندر کچھ فضیلت نہیں رکھتا۔ گویا حضور ﷺ پہلے آجاتے تب بھی خاتم النبیین ہوتے اور زمانے کے لحاظ سے آخر میں آئے تب بھی خاتم النبیین ہیں۔ اس لئے کہ خاتمیت کا تعلق زمانے کی اولیت و آخریت سے نہیں بلکہ مراتب و درجات سے وابستہ ہے۔ مولوی نانوتوی صاحب نے خاتمیت کی بنیاد اسی علت یعنی مراتب و درجات کی بلندی پر رکھی ہے۔ زمانے پر نہیں [1]۔ تبھی تو وہ صاف الفاظ میں کہتے ہیں۔

(1) "چنانچہ اضافت الی النبیین بایں اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں" [2] (تحذیر الناس، صفحہ: 53)

---

1 تحذیر الناس کے حاشیہ میں بھی لکھا ہے "خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے کہ آپ کو نبوت براہ راست بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے" (صفحہ 42)

2 جبکہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کہتے ہیں کہ "لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بکسر یا بفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری کے ہوتے ہیں آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت نبیین کی طرف ہے اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے" (ختم نبوت کامل، صفحہ: 67) مفتی صاحب نے نانوتوی صاحب کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔

مزید کہتے ہیں:

(2) "اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی" (تحذیر الناس صفحہ 53)

پیر صاحب بھی نانوتوی کی تردید میں لکھتے ہیں "جب ہم کتب حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں بے شمار ایسی احادیث ملتی ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جن میں حضور ﷺ نے خود خاتم النبیین کا مفہوم ختم نبوت زمانی فرمایا ہے۔" (تحذیر الناس میری نظر میں، ص: 36,35) نانوتوی صاحب کے پہلے جملے کا مطلب یہ ہے کہ "خاتم النبیین" میں جو خاتم کی اضافت الی النبیین ہے یعنی نبیوں کی جانب کی گئی ہے کہ آپ نبیوں کے خاتم ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خاتم کا مضاف الیہ انبیاء کرام کا مرتبہ ہے زمانہ نہیں کیونکہ نبوت مراتب کی اقسام سے ہے زمانے کی اقسام سے نہیں۔ گویا آپ اوصاف نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے خاتم نہیں۔ اور دوسرے پیرے میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے شایان شان مراتب کا خاتم ہونا ہے زمانے کا خاتم نہیں۔ خاتم النبیین کے معنی کی تحریف کرتے ہوئے آگے چل کر اسی وجہ سے نانوتوی صاحب یوں کہہ اٹھے۔

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" (تحذیر الناس، صفحہ: 85)

نانوتوی صاحب کے عقیدے کے مطابق فرق اس لئے نہیں آئے گا کہ حضور ﷺ مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے نہیں۔ چاہے کوئی حضور ﷺ سے پہلے آئے تب بھی آپ ہی خاتم اور چاہے اب کوئی حضور ﷺ کے بعد نبی آجائے تب بھی آپ ہی خاتم اس لئے کہ پہلے آنے والے اور اب بعد میں آنے والے دونوں آپ سے کم درجہ ہوں گے کیونکہ وہ بالفرض نبی ہوں گے ذاتی نبی نہیں ہوں گے ذاتی نبی ہونے کی بناء پر آپ ہی سب سے

افضل ہوں گے۔ اس صورت میں کوئی بعد آجائے یا پہلے آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔

کسی مرزائی قادیانی کو پکڑ کر پوچھئے اس کا یہ عقیدہ ہے یا نہیں اور انہوں نے اس بات کی تصریح اپنی کتابوں میں کی ہے یا نہیں اور وہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کو اس مسئلہ میں اپنا امام مانتے ہیں یا نہیں اور "افادات قاسمیہ" نام کی کتاب انہوں نے لکھی ہے یا نہیں[1]۔ رہی یہ بات کہ اس کتاب پر حکومت پاکستان کی طرف سے فتویٰ عائد کیوں نہیں ہوتا اور عدالتیں کیوں خاموش ہیں تو یہ اعتراض کرنے والے میری اس بات کا جواب دیں کہ 1953ء میں جب مرزائیوں کے خلاف تحریک چلی تو وہ تحریک چلانے والے حق پر تھے یا باطل پر؟ وہ "فرقہ واریت" پھیلا رہے تھے یا محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و حرمت کا دفاع کر رہے تھے؟ وہ نقص امن اور قانون شکنی کے مرتکب ہو رہے تھے یا دین اسلام کے امن و سکون اور قرآن و سنت کے قانون کے عین مطابق شرعی فریضہ انجام دے رہے تھے؟ مرزائی قادیانی اس وقت بھی کافر تھے یا بعد میں حکومت پاکستان کے نامور "مفتی" بھٹو صاحب کے کہنے کے مطابق کافر قرار پائے؟ اگر تو مرزائی کافر تھے اور ان کے خلاف آواز اٹھانے والے حق پر تھے اور اپنے پیارے مصطفیٰ ﷺ کی حرمت و تقدیس پر مر مٹنے کے لیے میدان میں نکل آئے تھے تو بتائیے کہ پھر مصطفیٰ ﷺ کے ان شیدائیوں پر گولیاں کیوں برسائی گئیں؟ ان پر کیوں تشدد کیا گیا؟ ان کی ٹانگیں کیوں توڑی گئیں؟ انہیں نقص امن کے الزام میں قانون شکن ٹھہرا کر جیلوں

---

[1] [illegible] کے متعلق فرماتے ہیں:
[illegible] کے پیچھے زیادہ پڑے رہتے ہیں تو اس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ [illegible] قادیانی تو یہ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ تو کیوں کو اور تو نے ہمارا حق [illegible] ختم نبوت کی مخالفت کی ابتداء ہم سے ہوئی بلکہ ہم ہر وقت ختم نبوت کا نعرہ بلند [illegible] چاہئے کہ اگر ہم ختم نبوت کے مخالف ہوتے تو ہم اس سلسلے میں [illegible]" (تعارف علمائے دیوبند صفحہ 101 ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

میں کس لئے ٹھونس دیا گیا؟ اور یہ ضرور بتائیے گا کہ انہیں گولیوں سے چھلنی کرنے والے، ان کے جسموں پر تشدد کرنے والے، ان کی ٹانگیں توڑنے والے، موت کے گھاٹ اتار کر خاموش کرا دینے والے اور پکڑ پکڑ جیلوں میں ٹھونس کر ان سے مشقت لینے والے کسی مسلمان حکومت کے مسلمان کارندے تھے یا کوئی یہودی و نصرانی تھے؟ ایسا ظلم توڑنے والے محمد عربی ﷺ کے امتی کہلاتے تھے یا کسی ہنومان کے پوجنے والے ہندو تھے؟ اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے آج میں نے ایک بار پھر آواز اٹھادی ہے' اے محمد مصطفیٰ ﷺ کے شیدائیو! میری آواز غور سے سنو۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، تقویۃ الایمان، وغیرہ سے دامن بچا کر ان کتابوں کے عقیدت مندوں سے ناتا توڑ کر الگ ہو جاؤ۔

ان کتابوں کے عقیدت مندوں کی اقتداء میں ایک بھی فرض نماز اور نماز جنازہ نہ پڑھیے۔ بچا لیجیے اپنے دامن اور سنوار لیجیے اپنی آخرت کہ صاحب ایمان ہمیشہ آخرت سنوار جانے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔

تحذیر الناس کے عقیدت مندو! بتاؤ مولوی محمد قاسم نانوتوی نے خاتمیت کی بناء کس پر رکھی ہے۔ صفحہ 42 پر جو انہوں نے لکھا "بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے" یہ اور بات کون سی بات ہے۔ یہ بات وہی بات ہے کہ خاتمیت کی بنیاد کمالات نبوت اوصاف نبوت اور درجات نبوت پر ہے زمانہ نبوت پر نہیں۔ اگر انہوں نے خاتمیت کی بنیاد زمانہ نبوت پر رکھی ہے اور ان کا یہ عقیدہ ہے تو تحذیر الناس کی عبارات سے ثابت کر دکھاؤ۔ کیا نانوتوی صاحب نے یہ نہیں لکھا "غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں" (صفحہ 90) کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ذاتی نبی ہیں یعنی آپ کو نبوت براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے لہذا آپ سب سے افضل ہو کر خاتم ٹھہرے۔ یہ مذکورہ جملہ وجہ خاتمیت کے بیان ہی میں تو نانوتوی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ کیا نانوتوی صاحب نے یہ نہیں لکھا۔

"یعنی کمالات اصل میں جو تشبیہ تھی وہی نسبت کمالات عکوس میں بھی محفوظ رہے اس صورت میں اگر اصل و ظل میں تساوی بھی ہو (یعنی حضور ﷺ اور نانوتوی صاحب کے تجویز کردہ دیگر خاتمین میں برابری بھی ہو) تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پھر بھی ادھر رہے گی" (صفحہ نمبر: 91)

کیا اس پیرے میں بھی افضلیت کا تصور دے کر اور آپ کو مراتب نبوت کا خاتم ٹھہرا کر ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں کیا جا رہا؟ اور کیا نانوتوی صاحب نے خاتم کی تشریح کرتے ہوئے یہ نہیں لکھا "درصورت تسلیم اراضی و دیگر بطور معلوم بشہادت جملہ خاتم النبیین تمام زمینوں میں ہمارے نبی پاک، شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوگی اور وہاں کے انبیاء آپ ہی کے دریوزہ گر ہو گئے اور سب جانتے ہیں کہ اس میں جو فضیلت ہے درصورت انکار اراضی ماتحت وہ فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی" (صفحہ نمبر: 91)

اس کے ساتھ ہی نانوتوی صاحب کا تحریر کردہ یہ دوسرا پیرا بھی دیکھئے:

"بادشاہ ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کی عزت و عظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جا سکتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے" (صفحہ: 93,94)

تحذیر الناس کے عقیدت مند ذرا تیسرا پیرا بھی ساتھ رکھ کر غور فرمائیں:

"اگر ہفت زمین کو بطور مذکور بہ ترتیب فوق و تحت نہ مانئے تو پھر عظمت شان محمدی ﷺ بہ نسبت اس قدر عظمت کے جو درصورت تسلیم اراضی ہفت گانہ بطور مذکور لازم آتی تھی چھ گنی کم ہو جائے گی غرض خاتم ہونا ایک امر اضافی ہے (یعنی مقصود اصلی نہیں)۔ بے مضاف علیہ تحقق نہیں ہو سکتا سو جس قدر اس کے مضاف الیہ ہوں گے اسی قدر خاتمیت کو افزائش ہوگی" (صفحہ: 80)

گویا صفت خاتمیت بھی بڑھنے گھٹنے والی صفت ٹھہری۔ کہ سات زمینوں پر سات خاتم مان کر سب کا خاتم پھر حضور ﷺ کو مانا جائے تو خاتمیت میں بہت ترقی ہو جائے گی اور اگر دیگر زمینوں کے خاتم نہ مانے جائیں تو اس صورت میں حضور ﷺ کی عظمت چھ گنا کم ہو جائے گی۔ بلکہ پچھلے پیرے میں یہ بھی کہا کہ فقط اس زمین پر جس پر ہم رہ رہے ہیں اس زمین کا خاتم ہونے سے آپ کی شان اور فضیلت نہیں سمجھی جا سکتی جب تک کہ باقی نچلی زمینوں پر رہنے والے خاتمین کا بھی آپ کو خاتم نہ سمجھا جائے۔ اور اگر ہم باقی زمینوں کے خاتمین کا انکار کر دیں گے تو آپ کی عظمت اور فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ العیاذ باللہ۔

الغرض اس موضوع پر نانوتوی صاحب نے تفصیل سے بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ "بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کر لیں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی نہ کسی آیت کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ" (صفحہ: 84)

یعنی سات خاتم تو کیا لاکھوں زمینوں کے لاکھوں خاتم موجود ہوں تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا کیونکہ ان سب کی نبوت عرضی ہوگی جبکہ آپ بالذات نبی ہیں اور یہ صفت آپ کو سب سے افضل ٹھہراتی ہے اور ان نبیوں کا اور خاتمین کا حضور ﷺ سے پہلے ہونا یا بعد میں ہونا کچھ معنی نہیں رکھتا کیونکہ زمانہ تو اپنے اندر کچھ بھی فضیلت نہیں رکھتا۔ یعنی "تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"۔

لہذا اگر حضور ﷺ سب سے اول زمانے میں تشریف لاتے اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام بعد میں آتے یا اب "بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (صفحہ 85) کیونکہ آپ کی خاتمیت کا تعلق نبوت کے مراتب سے ہے یا سابقہ نبیوں کے مراتب سے ہے سابقہ نبیوں کے زمانے سے نہیں جیسا کہ تحذیر الناس کی عبارات کا مفہوم سمجھانے کی غرض سے حافظ عزیز الرحمن صاحب نے جدید ایڈیشن

کے حاشیے میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے "خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"
(صفحہ:42)

ختم نبوت زمانی کا انکار تو انہوں نے جا بجا کیا ہے۔ یہ پیرا دیکھئے:

"اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے (یعنی اہل اسلام کے اجماعی معنی آخری نبی کی بجائے میرا تجویز کردہ معنی "بذات نبی" لیجئے) جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی (یعنی گزشتہ انبیاء) ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ (جو نبی حضور کے زمانے کے بعد آئیں گے) پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ (تحذیر الناس، صفحہ:85)

نانوتوی صاحب نے "بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو" کہہ کر اپنی پہلی بات افراد مقدرہ میں بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی" کو دہرایا ہے۔ کیونکہ گزشتہ نبیوں کا ذکر نانوتوی صاحب نے "افرادی خارجی" کہہ کر کیا ہے۔ اور حضور ﷺ کے بعد آنے والے نبیوں کا ذکر انہوں نے "افراد مقدرہ" کہہ کر کیا ہے اور آخری جملے میں ایک بار پھر یہی بات دہرا کر خاتمیت میں فرق نہ آنے والا عقیدہ کھل کر بیان کر دیا ہے۔ مرزائی قادیانی اس عبارت کو پڑھ کر رقص نہ کریں تو اور کیا ماتم کریں۔

اس پیرے کو ذہن میں رکھتے ہوئے نانوتوی صاحب کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"ایسے ہی بعد لحاظ مضامین مستورہ فرق مراتب انبیاء دیکھ کر یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی ﷺ سے مستفاد ہیں"۔ (صفحہ:98)

حضور ﷺ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو نانوتوی صاحب نے "انبیاء سابق" کہا ہے۔ بتائیے یہ انبیاء ماتحت کون ہیں؟ اگر یہ حضور ﷺ کے زمانے کے اندر موجود مانے جائیں تو

اس عقیدے پر کیا فتویٰ عائد ہوگا؟ اور اگر یہ انبیاء حضور ﷺ کے بعد کے زمانے میں کہیں موجود مانے جائیں تو اس عقیدے پر کیا فتویٰ عائد ہوگا؟ یہ شرعی فریضہ مفتیان اسلام سرانجام دیں۔

نانوتوی صاحب نے تو سارا معاملہ ہی صاف کر دیا ہے، لکھتے ہیں:

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ (صفحہ:65)

لفظ "بالفرض" کا فریب

تحذیر الناس کے شیدائی کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب کی یہ عبارت محض فرضی ہے کیونکہ نانوتوی صاحب نے اس میں "بالفرض" کہہ کر بات شروع کی ہے۔

عرض یہ ہے کہ افراد مقدرہ اور "انبیاء ماتحت" والی عبارات میں بالفرض کا لفظ بھی نہیں۔

دوسرے یہ کہ نانوتوی صاحب کا تحریر کردہ لفظ "بالفرض" "فرض محال" کیلئے ہے ہی نہیں[1] کیونکہ تحذیر الناس کے وکیلان صفائی محمد منظور نعمانی، مولوی حسین احمد مدنی اور دیگر تمام علماء دیوبند نے ان عبارات کی تاویل یہ کی ہے کہ "بالفرض" والے پیرے میں "خاتمیت محمدی" سے مراد خاتمیت ذاتی ہے۔ گویا اس فرض کا وقوع بھی ہو جائے تو دیوبندیوں کی مزعومہ خاتمیت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ جب خاتمیت کی تاویل کر دی گئی تو لفظ "بالفرض" "فرض محال" بھی ہرگز نہ رہا۔

تیسری بات یہ کہ اگر اس لفظ "بالفرض" کو فرض محال سے بھی تعبیر کیا جائے تو ہمارا

1۔ مولانا نبی بخش قصوری فرماتے ہیں: "فرض اگرچہ محال کو بھی کیا جا سکتا ہے مگر محال کے فرض کرنے پر فساد و بطلان لازم آیا کرتا ہے۔ محال کے فرض کو امکان یا صحت لازم نہیں آتی۔ جبکہ یہاں بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنے پر کہا گیا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی" کیوں کہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا۔ نیز یہاں فرض تقدیری نہیں ہے بلکہ فرض تجویزی ہے اسی لئے انہوں نے فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے"۔ (اعوت گر ص 38 رضا دار الاشاعت لاہور)

اعتراض "بالفرض" پر نہیں بلکہ اس عبارت پر ہے۔

"خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ لفظ بالفرض یہاں کوئی فائدہ عبارت کو نہیں دے رہا۔ کیونکہ اگر اس فرض کا وقوع ہو جائے تو اہل اسلام کے نزدیک خاتمیت محمدی میں فرق آ جائے گا۔ یہ خاتمیت چاہے خاتمیت زمانی ہو یا نانوتوی کی تجویز کردہ خاتمیت ذاتی۔ دیوبندی جو کہتے ہیں کہ یہاں خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت ذاتی ہے اور اس میں واقعی کچھ فرق نہیں آتا تو آئندہ اوراق میں اس تاویل باطلہ کا ایسا رد آ رہا ہے کہ علمائے دیوبند پر قیامت ڈھا دی گئی ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

اگر اس کے باوجود کسی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تو یہ دو جملے ملاحظہ فرما کر فیصلہ کریں۔

1. اگر بالفرض دو خدا بھی مان لئے جائیں تو عقیدہ توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔
2. اگر بالفرض کوئی اپنی بیوی کو شرعی طریقے سے تین طلاقیں دے دے تو اس آدمی کے نکاح میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اب بتایئے کہ ان جملوں میں لفظ بالفرض نے عبارت کو کیا فائدہ دیا۔ اور اس بالفرض کی موجودگی میں عقیدہ توحید اور نکاح میں فرق آئے گا یا نہیں؟ لیکن کسی دیوار سے ٹکرا جانے کا مقام ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب بھی دیوبندی وہابیوں کی سُر میں سُر ملا کر کہہ رہے ہیں:

"اور اگر بالفرض جیسے الفاظ سے صرف وہ لوگ جن کے پیش نظر تلاش حق اور بیان حق ہے وہ تو مولانا (نانوتوی) کے مقصد کلام کو سمجھنے کے لئے ان قواعد کو پیش نظر رکھیں گے کہ یہاں قضیہ فرضیہ ہے اور قضیہ فرضیہ اور ہوتا ہے اور قضیہ واقعیہ حقیقیہ اور ہوتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان بعد المشرقین ہے"۔ (تحذیر الناس میری نظر میں، ص: 51)

میں اپنے معزز علمائے اہل سنت سے معذرت کر کے اتنی سی بات کہنے کی اجازت ضرور چاہوں گا کہ اگر امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی

استاذ الاساتذہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور ولی برحق شہزادہ سیال شریف خواجہ پیر محمد قمر الدین سیالوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین زندہ ہوتے تو میں انہیں منطق کی کتب پڑھنے' قضیہ فرضیہ اور قضیہ حقیقیہ میں تمیز کرنے اور تلاش حق اور بیان حق کو پیش نظر رکھنے کے لئے پیر محمد کرم شاہ صاحب کے پاس ان کے دار العلوم میں داخلہ لینے کا مشورہ ضرور دیتا۔ البتہ اب پیر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ہم خیال اساتذہ کتب منطق کی میٹنگ بلا کر تحذیر الناس کی عبارت کو منطق کی کتابوں سے جانچ پرکھ کر کے اپنے دعوے کو سچ ثابت کر دکھائیں۔ کیونکہ آپ جیسا عالمی شہرت یافتہ صاحب علم وفضل کسی بات کا دعویٰ کسی مضبوط دلیل کی بنیاد ہی پر تو کیا کرتا ہے۔ کیونکہ ہمارے دعوے تو "دیوانے کی بڑ" ہوتے ہیں جنہیں پیر صاحب جیسے عظیم محقق اور مفسر محض ایک بار پڑھ لینا بھی اپنی توہین اور بے ادبی سمجھتے ہیں۔ ہماری عبارات پر محض ایک نگاہ ڈالنا بھی انکی بیش قیمت علمی ساعتوں کی بربادی کا دوسرا نام ہے۔ البتہ تحذیر الناس کو متعدد بار پڑھنا اور ہر بار نیا لطف وسُرور حاصل کرنا اور ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی جیسے افترا پرداز کی خاطر اکسٹھ صفحات کا رسالہ لکھ دینا عین اسلام کی خدمت ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ حسب عادت میرے جیسے بریلوی کی عبارت کو پڑھ لینا پیر صاحب کی عادت کے خلاف ہے مگر مجھے کہنے دیجئے کہ پیر صاحب صبح محشر تک اپنے دعوے کو سچ ثابت نہیں کر سکتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بندہ حق پر ہے اور پیر صاحب شدید ٹھوکر کھائے بیٹھے ہیں البتہ پیر صاحب کے علم میں لانے کے لئے ایک دو باتیں ضرور عرض کرنا چاہوں گا۔ پیر صاحب بھی کہتے ہیں کہ "بعد زمانہ نبوی ...." والے جملے میں جو لفظ بالفرض ہے اس نے عبارت کو فرضی بنا دیا ہے اور قضیہ فرضیہ ہے۔ یہ بات اگر تسلیم کر لی جائے تو نانوتوی صاحب کی تحقیق باطل قرار پائے گی اور ساتھ ساتھ ان کے حواریوں کی تشریحات بھی جھوٹ کا پلندہ کہلائیں گی بلکہ پیر صاحب اور علمائے دیوبند نے اس قضیے کو فرضی قرار دے کر نانوتوی صاحب کی تحقیق کو اپنے آپ ہی رد کر دیا ہے ہمارے دلائل کی ضرورت

ہی باقی نہیں رہی۔ یہ بھی امام احمد رضا بریلوی کی کھلی کرامت ہے۔ وللہ الحمد۔

تحذیر الناس کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی "بالذات نبی" ہے اور اس معنی میں وہ فضیلت نبوی کا دوبالا ہونا بیان کرتے ہیں اور خاتمیت کا دارومدار اسی معنی پر رکھتے ہیں۔ پیر صاحب اور علمائے دیوبند یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" (تحذیر الناس، صفحہ: 65)

بتایئے جو معنی نانوتوی صاحب نے تجویز کیا اور جس معنی کی وجہ سے بمطابق نانوتوی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا' کیا یہ معنی محض فرض کیا گیا ہے؟ کیونکہ خاتمیت کے باقی رہنے کا وصف تو وہ صرف اپنے تجویز کردہ معنی کی بنیاد پر بتا رہے ہیں۔

اگر تو نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی فرضی ہے تو یہ مذکورہ وصف بھی فرضی ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ دیوبندیوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ نانوتوی صاحب نے جو معنی پیش فرمایا ہے، کائنات میں ایسی عمدہ تحقیق آج تک کسی فرد نے پیش نہیں کی۔ اور کسی اور محقق کا خیال اس معنی کے نواح تک نہیں گھوما۔ تو گویا جس معنی کی بنیاد پر نانوتوی صاحب نے خاتمیت ذاتی کی عمارت کھڑی کی ہے۔ یہ سب فرضی قصہ ہوا۔ پیر پیر اد یکھئے۔

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا تو .... اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس، صفحہ: 85)

بتایئے اس عبارت میں حضور ﷺ کی افضلیت کا بیان حقیقی طور پر ہے یا فرضی طور پر ہے۔ "اس صورت میں" کے الفاظ پر غور کیجئے۔

تو یہ صورت نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی "اتصاف ذاتی بوصف نبوت" ہے۔ اور اسی خصوصیت کی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ افراد خارجی اور افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ تو کیا یہ ساری تحقیق محض فرضی کارروائی ہے۔ حقیقت کا اس سے کچھ تعلق نہیں؟ اگر یہ بات ہے تو نانوتوی صاحب کے شیدائی ایک جملہ کہہ کر جان کیوں نہیں چھڑا لیتے کہ یہ ساری تحقیق فرضی ہے۔ مگر ہائے رے انگریز کی چال' ایسا ذہن بنا کر چلا کہ مسلمان کہلانے والا یہ طبقہ اندھی عقیدت اور شخصیت پرستی کے نشے میں ختم نبوت زمانی کے انکار کو قبول کرلے گا مگر نانوتوی صاحب کی تحقیق کو غلط نہیں کہے گا۔ نانوتوی صاحب کی ان عبارات "مگر اہل فہم پر روشن ہوگا" "بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے" "اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا......" "ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا......" "کسی طفل نادان (یعنی نانوتوی صاحب) نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی...... (ص: 86)" وغیرہ سے کیا یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ ساری تحقیق اصلی نہیں بلکہ فرضی ہے اور نانوتوی صاحب کی عقل نارسا کا محض ڈھکوسلا ہے؟ یہی بات تھی تو پھر نانوتوی صاحب کی تعریف میں اتنے ہوائی قلعے کیوں تعمیر کئے جاتے ہیں۔ پیر صاحب اور علمائے دیوبند بالفرض والی عبارت کو اس لئے قضیہ فرضیہ کہتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح تسلیم کرتے ہیں نانوتوی صاحب کے لئے ختم نبوت زمانی کا انکار لازم آتا ہے۔ اس خوف نے ان حضرات کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ یہ قضیہ فرضیہ ہے۔ اور "بالفرض" کو دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے اور دیکھے بھالے "قضیہ فرضیہ" کی ڈانگ اندھے کی لاٹھی کی طرح گھما دی۔ اس میں شک نہیں کہ کتابوں میں فرضی عبارات مصنفین لکھا کرتے ہیں اور فرض کرتے ہوئے کوئی بات بیان کیا کرتے ہیں مگر تحذیر الناس کی عبارات اپنے مطلب و مفہوم میں "قضیہ فرضیہ" کی متحمل اور متقضی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ یاد رکھئے اور خوب یاد رکھئے! نانوتوی صاحب نے جو معنی تجویز کیا ہے اسے نہ علمائے دیوبند فرض قرار دے سکتے ہیں اور نہ پیر صاحب۔ نانوتوی صاحب نے اسی اپنے تجویز

کردہ معنی میں یہ خوبی بتلائی ہے کہ اس معنی کو لے لیا جائے تو افراد خارجی' افراد مقدرہ اور بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو سب پر آپ کی افضلیت بھی ثابت ہوگی اور خاتمیت بھی قائم رہے گی۔ اس شرط و جزاء میں شرط نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی اور جزا ''خاتمیت کا بدستور باقی رہنا'' اور ''حضور ﷺ کے بعد نبی پیدا ہونے کی صورت میں بھی خاتمیت میں کچھ فرق نہ آنا'' ہے۔ جب شرط فرضی نہیں تو جزاء کیسے فرض ہوگی الحمد للہ! دلائل حقہ سے ثابت ہوگیا کہ اسے قضیہ فرضیہ کہنے والوں کے اپنے فہم کا قصور ہے اور نانوتوی صاحب کی عبارت ہرگز فرضی نہیں۔

پیر صاحب ایک اور غلط فہمی کا شکار بھی ہیں

کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے جو تقدم و تاخر زمانی کی بات کی ہے اس میں انہوں نے مطلق فضیلت کا انکار نہیں کیا بلکہ صرف بالذات فضیلت کا انکار کیا۔ نانوتوی صاحب کا جملہ یہ ہے ''مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''۔ جس طرح لفظ ''بالفرض'' سے پیر صاحب نے غلط مطلب اخذ کیا اسی طرح لفظ ''بالذات'' سے بھی پیر صاحب دھوکہ کھا گئے۔ حالانکہ بالفرض کی طرح لفظ بالذات بھی مہمل ہے۔ پیر صاحب کہتے ہیں۔ ''پھر آپ ہزار بار کہیں کہ.......... ہم نے تقدم و تاخر زمانی میں بالذات فضیلت کی نفی کی ہے۔ مطلق فضیلت کا انکار نہیں کیا''

(تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ: 43,44)

تحذیر الناس کی صفائی میں ہر استدلال کا رد بندہ نے ایک اور طویل مضمون میں کیا ہے جس کی اشاعت کے لئے کوئی سنی ادارہ تیار نہیں البتہ یہ بات کہ نانوتوی صاحب نے بالذات فضیلت کا انکار نہیں کیا مطلق فضیلت کا انکار کیا ہے۔ اس کی تفصیل علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی کتاب ''التبشیر'' میں ملاحظہ فرمایئے۔ خوف طوالت سے میں اس کے دلائل کو

ترک کر رہا ہوں البتہ اتنی بات ضرور عرض کرونگا کہ حضور ﷺ کو آخری نبی ماننا ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار کسی بھی انداز میں کفر ہے۔ آخری نبی ہونے میں کیا فضیلت ہے۔ (جس فضیلت کو نانوتوی صاحب مطلق نہیں مانتے) آیئے ملاحظہ فرمائیں۔

دین اسلام کو اسی لئے جملہ ادیان پر فضیلت حاصل ہے کہ اس کو نافذ کرنے والے محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے جملہ ادیان منسوخ قرار پائے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا یہی مطلب ہے۔ پھر الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فرما کر دین کی تکمیل کردی گئی۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ تکمیل دین کا تعلق تاخر زمانی سے ہوا یا نہ ہوا۔ جب ہوا تو تکمیل دین فضیلت عظمی ہے۔ لہذا تاخر زمانی یقیناً فضیلت کا وصف ہے۔ اسی طرح قیامت تک اب حضور ﷺ کی نبوت ہی جاری و ساری رہے گی جبکہ کسی اور نبی کے آنے سے یہ وصف بھی باقی نہ رہتا اور کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے پھر اس امت کی نسبت بھی اس نبی کی طرف ہو جاتی تو سب سے آخر میں آکر اس تکمیل دین اور قیامت تک آپ ہی کی نبوت کا جاری و ساری رہنا ایسے اوصاف ہیں کہ ان کی عدم موجودگی میں آپ کا وہ مرتبہ نہ رہتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ''تکمیل دین'' اور ''قیامت تک نبوت کا جاری و ساری رہنا'' جیسے اوصاف کا تعلق زمانے سے ہے اور آپ کے بعد کسی دوسرے نبی کے آنے سے آپ اس مرتبہ کے حامل نہ رہتے اور خاتمیت مرتبی میں فرق آجاتا لہذا علمائے دیوبند جو بار بار رٹ لگاتے ہیں کہ ''بالفرض'' والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد ''خاتمیت مرتبی'' ہے اور ''ان دونوں فقروں میں حضرت مرحوم نانوتوی صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی خاتمیت پر کچھ فرق نہیں آئے گا''

(تکملہ تحذیر الناس از مولوی منظور نعمانی، صفحہ: 121۔ طبع دوم، مکتبہ حنفیہ، گوجرانوالہ)

اور ڈاکٹر خالد محمود صاحب بھی عبارت نانوتوی کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مقدر مانا جائے تو اسے بھی حضور ﷺ کے آفتاب نبوت سے مستنیر مقدر مانا جائے گا اور اس سے حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہیں آئے گا'' (مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ:23)

تو ان علمائے دیوبند کے مقابلے میں ہم نے ثابت کردیا ہے کہ حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی بھی صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ ورنہ نہ تو تکمیل دین ہوگی اور نہ قیامت تک آپ کی نبوت کا جاری رہنا پایا جائے گا۔ لہذا مولوی نانوتوی اور ان کے شیدائیوں نے جس بنیاد پر تانا بانا بنا تھا وہ بنیاد ہی ڈھے گئی اور علمائے دیوبند نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر جس ڈالی پر آشیانہ بنایا تھا وہ ڈالی ہی کٹ کر نیچے آ گری۔ اب کسی نانوتوی' گنگوہی' ٹانڈوی' دربھنگی' لکھنوی' گکھڑوی' سیالکوٹی میں دم نہیں۔ کہ وہ مجدد برحق امام احمد رضا بریلوی کے تحذیر الناس پر فتویٰ کفر کے خلاف ایک لفظ تو کیا ایک نقطہ تک لکھ سکے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

چوتھی گرفت

تحذیر الناس کے جدید ایڈیشن کے مقدمہ میں پیر صاحب کے جس خط کا عکس دیا گیا ہے اس سے متعلق پیر صاحب اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں:

''آج سے تقریباً اکیس بائیس سال قبل موضوع رتو کالا کے ایک مولوی کامل دین صاحب نے مجھے خط لکھا اور استفسار کیا کہ میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' کے بارے میں اپنی رائے سے انہیں آگاہ کروں۔ شاید اس وقت ہی مجھے تحذیر الناس کے مطالعہ کا پہلی مرتبہ موقعہ ملا'' (تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ:4)

پیر صاحب نے جواب لکھا جس کی ابتداء یوں فرمائی:

''حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا...... جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولینا قدس سرہ کی نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ (عکسی خط مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ:30) پیر صاحب نے اپنے خط کے عکس کی اشاعت دیکھی اور اپنے نئے رسالہ میں لکھا:

''مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی جو مولانا کی بعض عبارات پر مرتب ہوتے ہیں''۔

اس پر ڈاکٹر صاحب نے یوں گرفت کی:

''آپ کا یہ کہنا کہ پہلی بار مطالعہ کرنے سے آپ کی توجہ ان نتائج تک نہ جا سکی تھی اپنی جگہ ضرور کچھ وزن رکھتا اگر آپ نے واقعی ایک دفعہ کے مطالعہ کے بعد تحذیر الناس کے حق میں اپنی رائے دی ہوتی تو ہم کہہ دیتے کہ ذہن کمزور تھا۔ پہلے مطالعہ میں بات کو نہ پا سکا لیکن ہم جب یہ دیکھتے ہیں کہ آپ نے تحذیر الناس کے بارے میں اپنی رائے اسے کئی دفعہ پڑھنے کے بعد دی تھی تو بے ساختہ حافظہ نباشد کی مثل یاد آ جاتی ہے آپ کا خط جس کا عکس فوٹو اس مقدمہ تحذیر الناس کے صفحہ 30 پر ہم دے رہے ہیں اس کا پہلا جملہ یہ ہے ''حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا'' اب آپ ہی بتائیں کہ اس خط میں آپ نے جو رائے ظاہر کی ہے کیا وہ صرف پہلی بار کے مطالعہ پر مبنی ہے یا آپ نے متعدد بار اس کا مطالعہ کیا تھا اور کیا سرسری مطالعہ کیا تھا یا آپ اسے پورے غور و تامل سے پڑھتے رہے تھے اور اگر آپ اسے واقعی غور سے پڑھتے رہے تو کیا کوئی خطرناک نتیجہ آپ کے ذہن میں آتا رہا یا ہر بار آپ کو نیا لطف و سرور حاصل ہوتا رہا؟ مذکورہ بالا جملہ بھی آپ کا ہی ہے اور ''تحذیر الناس میری نظر میں'' کی صفحہ 44 کی

درمیانی عبارت بھی آپ کی ہے کہ پہلی بار کے مطالعہ سے آپ کی توجہ ادھر مبذول نہ ہو سکی۔ ہم حیران ہیں کہ آپ کی کس بات کو درست مانیں۔ اور پھر بات خود بھی مانتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے بھی یہ بات صرف ایک جگہ نہیں لکھی بار بار دہرائی ہے۔ ہاں آپ دونوں میں تطبیق دے دیں تو یہ آپ کی ایک نئی علمی شان ہوگی۔ ہم تو پھر بھی شکر گزار ہیں کہ آپ نے اپنی صفحہ 44 کی بات کی صفحہ 58 پر تردید کردی ہے۔ صفحہ 44 کی بات سے بریلوی خوش ہوں گے اور صفحہ 58 کی بات کے باعث دیوبندی حضرات بھی کسی شکوہ کے لائق نہ رہے ہوں گے"

(مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ: 13)

پیر صاحب کی مصلح کلیت کے صدقے یہ کتابچہ "تحذیر الناس میری نظر میں" چونکہ دونوں دھڑوں کو ایک ادا میں رضا مند کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے اس لئے تضادات کا پایا جانا بدیہی امر ہے۔ بہرحال پیر صاحب کے پاس مندرجہ بالا سوالات کا طلوع صبح قیامت تک جواب ناممکن ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

علمائے اہلِ سنّت کا عجیب رویہ

کچھ معزز علمائے اہل سنت، پیر صاحب کے اس رویے سے سخت نالاں ہیں اور وہ پیر صاحب سے کوئی میل جول نہیں رکھتے۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ ان کی کئی کتب اہل باطل کے خلاف شائع ہو رہی ہیں مگر پیر صاحب کے اس رویے پر کسی نے ایک لفظ تک تحریر نہیں فرمایا۔ کچھ علمائے اہل سنت اور گدیوں کے سجادہ نشین یہ واقفیت رکھتے ہوئے بھی پیر محمد کرم شاہ صاحب سے بھرپور رابطہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ یہ معزز طبقہ تجاہل عارفانہ بے جا رواداری اور چشم پوشی کا مرتکب ہو رہا ہے جو کہ اس کے شایان شان نہیں۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جو ان مسائل سے سرے سے آگاہ ہی نہیں، اگر ہے بھی تو بس سرسری سا اور محض واجبی سا، یہ طبقہ پیر صاحب کے

خلاف ایک لفظ تک سننا گوارا نہیں کرتا۔ سمجھانے کی کوشش پر جواب ملتا ہے کہ تم زیادہ پڑھے لکھے ہو یا پیر کرم شاہ صاحب جو الازہر کے فارغ التحصیل ہیں۔ مجھے ان ہر دو طبقوں سے سخت شکوہ ہے۔ کیا یہ رویہ عجیب سے عجیب تر نہیں کہ تحذیر الناس اور اس کی حمایت کرنے والے دیوبندیوں کے خلاف ہمارے زبان وقلم شعلے اگلیں مگر جب پیر صاحب کی بات آجائے تو اپنا کہہ کر دونوں کی نوک زباں پر مہر سکوت لگ جائے۔ کیا پیر صاحب اس لحاظ سے اپنے ہیں کہ وہ میلاد وعرس اور گیارہویں کے قائل ہیں؟ کیا دیوبندیوں سے ہمارا اختلاف میلاد وگیارہویں پر ہے؟ دیوبندی تحذیر الناس کی حمایت کریں تو مفتیوں کی مسندوں اور علماء کے سٹیجوں سے ان کے خلاف تحریروں تقریروں اور فتووں کے انبار لگ جائیں اور پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی تحذیر الناس کی حمایت کریں تو یہی مفتی وعالم انہیں "ضیاء الامت" کے خطاب سے نوازیں۔

این چہ بوالعجبی است۔

اگر ہم سنی بریلوی علماء کا یہی رویہ رہا تو کل کون کہہ سکے گا کہ دیوبندیوں سے ہمارا اختلاف اصولی ہے اور اس اصولی اختلاف کی بنیاد تحذیر الناس و براہین قاطعہ وغیرہ ہیں؟

اس مختصر سے مضمون میں خدا کے فضل وکرم سے بندہ ناچیز نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر تھے اور ان پر امام احمد رضا بریلوی اور علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ قطعی طور پر درست ہے۔ پیر صاحب تو مجھے انتہائی غیر معروف اور کم علم سمجھ کر توجہ نہیں فرمائیں گے مگر میں سنی علماء ومفتی صاحبان اور گدیوں کے سجادہ نشینوں سے عاجزانہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ لوگ مل بیٹھ کر پیر صاحب کو سمجھائیں۔ مان جائیں تو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر، نہ مانیں تو پھر دینی غیرت اور مذہبی حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے میل جول اور اختلاط باقی نہ رکھا جائے۔ البتہ یہ بات معلوم طلب ہے کہ گدیوں کے سجادہ نشینوں اور معزز

1. سیال شریف کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی تو ان عبارات کو گستاخانہ اور کفریہ ثابت کر کے مولوی حق نواز جھنگوی کو عبرتناک شکست بھی دے چکے ہیں۔ وہی اس بات پر توجہ فرمائیں اور پیر صاحب کو سمجھائیں۔

علمائے کرام کو خود بھی تحذیر الناس کی کفریہ عبارات سے متعلق کچھ آگاہی ہے یا نہیں ؟۔

پیر کرم شاہ صاحب ہزاروں لاکھوں بار محبت رسول اور عشق مصطفی ﷺ کا دم بھریں اور ان سے بے پناہ ادب و احترام کا والہانہ اظہار کریں مگر تحذیر الناس وغیرہ کی حمایت نے ان کی تمام خدمات جلیلہ پر پانی پھیر رکھا ہے۔ وہابی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ یعنی حرمین شریفین میں بیٹھ کر کیا اللہ اللہ نہیں کرتے جن سے خود پیر صاحب بھی شدید اختلاف رکھتے ہیں اور عموماً کہتے نظر آتے ہیں کہ مدعیان توحید کو ان حقائق کی ہوا تک نہیں لگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت کی روشنی عطا فرمائے۔

پیر صاحب کے استدلالی پیرے کا رد

یہاں پر پیر صاحب کے اس استدلالی پیرے کا رد پیش خدمت ہے جس کو پیر صاحب نے اپنے رسالہ میں نانوتوی صاحب کے حق میں ان کے ختم نبوت زمانی کے اقراری ہونے کے جواز میں پیش فرمایا ہے۔ صاحب نظر اور صاحب انصاف ہمارے جواب کے اندر ذرا حق کی جلوہ گری ملاحظہ فرمائیں۔ پیر صاحب رقمطراز ہیں:

''مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے۔ کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کرے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ص 47 کے آخر میں وہ رقمطراز ہیں:

''سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی انت منی بمنزلة

ھارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی او کما قال '' جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا، گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہو گا۔ جب تواتر عدد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہو گا''۔

(تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ: 58, 59)

متضاد عبارت کسی دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی

مولوی محمد قاسم نانوتوی کی جو عبارت پیر صاحب نے نقل کی ہے اس میں ایک تو بات یہ ہے کہ پوری عبارت میں خاتم النبیین کا معنی صرف اور صرف آخر النبیین نہیں لیا گیا کیونکہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی قطعی اور اجماعی ہیں اور علمائے اسلام نے تصریح کی ہے کہ لفظ خاتم کے ظاہری معنی فقط آخر کے ہیں اور یہی بغیر کسی تاویل کے مراد ہیں۔ صحابہ کرام تابعین اور آئمہ مجتہدین میں سے کسی نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے علاوہ بیان نہیں کئے۔ یہ معنی تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ تو مندرجہ بالا پیرے میں جس کو پیر صاحب نے نقل کیا ہے خاتم النبیین کا حقیقی اور اصلی معنی ''آخری نبی'' کی بجائے ''خاتمیت ذاتی'' لیا گیا اور یہ معنی نانوتوی صاحب کا پسندیدہ معنی ہے جیسا کہ گزشتہ اوراق میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ نانوتوی صاحب نے بار بار اس بات کی تصریح کی ہے کہ شایان شان محمد خاتمیت مرتبی ہے خاتمیت زمانی نہیں۔ اور آپ مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے نہیں۔ اس پیرے میں بھی خاتم النبیین کا معنی آخری نبی اور صرف آخری نبی کہ جس پر تمام امت کا اجماع ہے نہیں لیا گیا بلکہ مختلف صورتیں بیان کی گئیں۔ اور جس صورت کے اندر حقیقی معنی لیا گیا وہ بھی خاتمیت مرتبی ہی لیا گیا۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

دوسری سب سے بڑی بات یہ کہ نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں تعداد رکعات فرائض کے تواتر میں وتر کی رکعات کو بھی شامل کرلیا ہے ہر مسلمان جانتا ہے کہ اعداد رکعات فرائض کا منکر اسی لئے کافر ہے کہ اعداد تواتر سے ثابت ہیں اور تواتر شرعی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ جب نانوتوی صاحب نے اس تواتر میں وتر کو بھی شامل کرلیا ہے تو نانوتوی صاحب کے نزدیک وتر کی تعداد رکعات کا منکر بھی کافر قرار پائے گا اور کافر بھی ایسا کہ جیسا ختم نبوت کا منکر کافر ہوتا ہے۔ لیکن ہر مسلمان یہ بھی جانتا ہے کہ فرائض کی رکعات کی تعداد کی طرح وتر کی رکعات کی تعداد تواتر میں شامل نہیں۔ آج تک فرضوں کی رکعتوں کی تعداد میں اختلاف نہیں پایا گیا لیکن سلف صالحین سے لے کر آج تک وتر کی رکعتوں میں بدستور اختلاف پایا جاتا ہے۔ صحیح بخاری شریف اور فتح الباری وغیرہ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ وتر کی رکعتوں کی تعداد ایک بھی ہے تین بھی اور پانچ بھی اور سات بھی۔ ایک پڑھنے والا تین پڑھنے والے کو کافر نہیں کہہ سکتا اور نہ تین رکعت وتر پڑھنے والا ایک رکعت وتر پڑھنے والے کو کافر کہہ سکتا ہے۔ یہ بھی امت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ مگر نانوتوی صاحب نے ''تواتر عدد رکعات فرائض و وتر'' کہہ کر فرضوں کے تواتر کے ساتھ وتر کو بھی شامل کر کے دونوں کے منکر کو منکر ختم نبوت کی طرح کافر قرار دے ڈالا ہے۔ گویا نانوتوی صاحب کے نزدیک معاذ اللہ وہ تمام اسلاف کرام اور آئمہ دین کافر قرار پائیں گے جنہوں نے وتر کی تعداد رکعات میں اختلاف کیا ہے۔ اب جس پیرے کو پیر صاحب نے نقل کیا ہے اس کو صحیح تسلیم کیا جائے تو جملہ سلف صالحین معاذ اللہ کافر قرار پاتے ہیں۔ لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ نانوتوی صاحب کا یہ عقیدہ درست نہیں اور یہ عبارت متضاد عبارت ہے۔ البتہ فرائض کی رکعات کا منکر کافر ہے جبکہ اعداد رکعات وتر کا منکر کافر نہیں۔ لہذا تحذیر الناس کی اس عبارت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ منکر ختم نبوت ان کے نزدیک کافر ہے کیونکہ وتر کے تواتر کا منکر ختم نبوت کے منکر کی طرح کافر نہیں جبکہ نانوتوی صاحب اسے کافر قرار دیتے ہیں یہ عبارت متضاد عبارت ہے اور متضاد عبارت کسی دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ اس عبارت

میں نانوتوی صاحب خود بری طرح پھنس گئے ہیں۔ پیر صاحب کو سوچنا چاہئے اور اس پر غور کرنا چاہئے کہ اگر آپ نانوتوی صاحب کے خلاف وتر کے معاملہ میں امت مسلمہ کے مسلک کو حق سمجھتے ہیں تو ان پر اجماع قطعی کے انکار کا حکم لگانا پڑے گا اور ساتھ ہی یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ان کی عبارت منقولہ بالا کے مفہوم میں صریح تضاد پایا جاتا ہے۔ اب جبکہ پیر صاحب خود بھی وتر کے تواتر کے قائل نہیں اور نہ اس کے منکر کو ختم نبوت کے منکر کی طرح کافر مانتے ہیں ایسا عقیدہ موجود ہو وہ عبارت کسی مسئلے میں بطور استدلال کس طرح پیش فرما سکتے ہیں۔

اس پیرے کو لے کر نامور اور سرخیل دیوبندی عالموں اور مناظروں نے اپنا اپنا ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے کسی طور نانوتوی صاحب کے سر سے فتوے کا بوجھ اٹھ جائے مگر خدا کی شان دیکھئے کہ یہ بوجھ اور بڑھ کر مزید پکا ہو گیا گویا سب کے سب انکار ختم نبوت زمانی کے اقبالی مجرم ہوئے۔ نانوتوی صاحب کے وکیل صفائی مولوی محمد منظور سنبھلی نعمانی لکھتے ہیں:

''قرآن عزیز میں جو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔ اس سے آپ کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے ذاتی بھی اور زمانی بھی'' (تحذیر الناس، صفحہ :118 طبع دوم، گوجرانوالہ) آگے چل کر مزید لکھتے ہیں۔

''لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم زمانی بھی ہیں اور خاتم ذاتی بھی۔ اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لئے قرآن کریم کے اسی لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے (صفحہ: 119) پھر ایک جگہ لکھتے ہیں:

''خاتمیت زمانی مع خاتمیت ذاتی مراد لینا خود مولانا (نانوتوی) مرحوم کا مسلک مختار ہے۔ تین سطر بعد پھر لکھا:

''اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کے اس (خاتم النبیین) لفظ سے حضور ﷺ کیلئے

خاتمیت زمانی بھی ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت ذاتی بھی۔" (ص:123)

ایک جگہ رقمطراز ہیں:

"تحذیر الناس کے صفحہ 56 پر حضرت مولانا نانوتویؒ نے جس کو خود اپنا مختار (اختیار کیا ہوا معنی) بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی و ختم ذاتی کو اس کی دو نومیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونو بیک وقت مراد لی جائیں۔" (صفحہ 119)

پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی تشریح سے قبل نامور دیوبندی مناظر کی عبارات اس لئے دی گئی ہیں تاکہ آگے چل کر پوری بات آپ کی سمجھ میں آجائے۔ یہ عبارات در حقیقت نعمانی صاحب کی معرکۃ الآرا کتاب "فیصلہ کن مناظرہ" کی ہیں جن کو دیوبندی کاریگروں نے ہتھیار کے طور پر تحذیر الناس کے جدید ایڈیشن کے آخر میں لگایا ہے۔ نعمانی صاحب کا سارا زور صرف اور صرف اس پر رہا کہ خاتمیت محمدی سے مراد بیک وقت دونوں قسم کی خاتمیت ہے ذاتی اور زمانی بھی۔ اور دونوں میں وقت کا مفہوم باقی کچھ نہیں رہتا اور اسی کو نانوتوی صاحب کا پسندیدہ معنی بتلایا ہے۔

یہ بات آپ کے ذہن میں بیٹھ گئی ہے تو اب پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی طرف آیئے جس کو دیوبندی ماہنامہ "الرشید" نے یوں نقل کیا ہے۔ قوسین کے اندر والی عبارات بھی ان کی اپنی ہیں ہماری طرف سے نہیں۔

"سو اگر (آیت میں خاتمیت کے تینوں اقسام کا) اطلاق اور عموم (مراد) ہے۔ تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ (اگر تینوں اقسام میں سے صرف ایک قسم مراد ہے تو وہ خاتمیت مرتبی ہو سکتی ہے اندریں صورت) تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔" (ماہنامہ "الرشید" لاہور دیوبند نمبر صفحہ 675)

ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت ذاتی یا

مرتبی ہی ہے البتہ خاتمیت زمانی اس کو لازم ہے۔ خاتمیت ختم زمانی کا معنی نانوتوی صاحب لیتے ہی نہیں کیونکہ یہ ان کے نزدیک عوامی معنی ہے۔ پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی تشریح مولوی محمد منظور نعمانی صاحب نے تین صورتوں میں بتائی ہے:

"ایک یہ کہ لفظ خاتم کو خاتمیت زمانی اور ذاتی کے لئے مشترک معنوی مانا جائے اور جس طرح مشترک معنوں سے اس کے متعدد افراد مراد لئے جاتے ہیں اسی طرح یہاں آیۃ کریمہ میں بھی دونوں قسم کی خاتمیت مراد لی جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک معنی کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے اور آیت کریمہ میں لفظ خاتم سے بطور عموم مجاز ایک ایسے عام معنی مراد لئے جائیں جو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہو۔

ان دونوں صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف خاتمیت ذاتی مراد لی جائے۔ مگر چونکہ اس کے لئے بدلائل عقلیہ ونقلیہ خاتمیت زمانی لازم ہے لہذا اس صورت میں بھی خاتمیت زمانی پر آیت کریمہ کی دلالت بطور التزام ہوگی۔ ان تینوں صورتوں کے لکھنے کے بعد "تحذیر الناس" کے صفحہ 56 پر حضرت مولانا (نانوتوی) نے جس کو خود اپنا مختار بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی و ختم ذاتی کو اس کو دونو میں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونو بیک وقت مراد لی جائیں۔" (صفحہ 119,118)

فیصلہ کن مرحلہ

علمائے دیوبند کی شب و روز کاوشوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس پیرے میں تین صورتیں ہیں (1) مشترک (2) حقیقی ومجازی (3) خاتمیت ذاتی کو خاتمیت زمانی لازم ہے خاتمیت

محمدی کے معنی میں چوتھی کوئی صورت نہیں بتلائی گئی۔ بار بار یہ بتایا جارہا ہے کہ خاتمیت محمدی کے معنی میں ہر جگہ، ہر مقام پر اور ہر صورت میں دونوں قسم کی خاتمیت موجود رہے گی جہاں کہیں بھی خاتمیت محمدی کی بات کی جائے گی یہ دونوں معنی ساتھ ساتھ رہیں گے۔ اس بات کو سمجھ گئے ہیں تو اب ذرا نانوتوی صاحب کی عبارت کا یہ جملہ ملاحظہ فرمایئے۔

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔ (صفحہ 85)

یہ بات تو آپ کے ذہن میں مکمل موجود ہے کہ خاتمیت محمدی کا معنی کرتے وقت کل تین ہی صورتیں تھیں اور علمائے دیوبند کی وضاحت کے مطابق تینوں صورتوں میں دونوں قسم کی خاتمیت (ذاتی بھی اور زمانی بھی) اس لفظ خاتمیت محمدی کے اندر موجود رہے گی۔ ورنہ بیک وقت کا اور معنی ہی کیا ہے۔ تو اب نانوتوی صاحب کی عبارت کا مطلب یہ ہوگا۔

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (خاتمیت ذاتی اور خاتمیت زمانی) میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔ لیجئے قصہ تمام ہوگیا۔ اب دیوبندی کس منہ سے کہتے ہیں کہ اس عبارت میں صرف خاتمیت مرتبی کا بیان ہے زمانی کا نہیں۔ کیا انہیں نانوتوی صاحب کا مختار و محقق معنی اور تینوں صورتیں بھول گئیں؟ بتایئے اس عبارت کے اندر موجود لفظ ''خاتمیت محمدی'' پر مشترک، حقیقی و مجازی اور ذاتی کو زمانی لازم ہے' کا اطلاق کیونکر نہیں کیا جائے گا۔ دیوبندی علماء کی بوکھلاہٹ کا اندازہ فرمایئے کہ ایک طرف تو یہ لکھ لکھ کر اپنے قلم گھسا چکے ہیں کہ نانوتوی صاحب کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ خاتمیت ذاتی اور خاتمیت زمانی دونوں قسم کی خاتمیت لفظ خاتم النبیین (یا خاتمیت محمدی) سے تعلق ہے اور ان دونوں قسموں کو بیک وقت مراد لیا جائے گا۔ لیکن اس کے برعکس جب بالفرض والے جملے کی عبارت دیکھی جان پر بن گئی تو بوکھلاہٹ میں پچھلی بات بھول کر نیا راگ الاپنے لگے کہ:

''ان دونوں فقروں میں حضرت (نانوتوی) مرحوم صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرمارہے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا' (9) رہی خاتمیت زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں اور نہ کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا'' (تحذیر الناس، صفحہ: 121 مولوی محمد منظور نعمانی)

صد افسوس! کہ نعمانی صاحب کو اپنی پیش کردہ تینوں صورتیں یاد نہ رہیں۔ ڈاکٹر خالد محمود بھی کہنے لگے:

''یہاں یہی بات شرط کے ساتھ کہی جارہی ہے اور موضوع ختم نبوت مرتبی کا بیان ہے (1)..................... آخری الفاظ'' خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا' سے ختم نبوت زمانی مراد لینا اس عبارت میں بڑا ظلم ہوگا'' (مقدمہ تحذیر الناس صفحہ 23)۔

کیا ڈاکٹر صاحب کو خاتمیت کو جنس مان کر دونوں قسم کی خاتمیت مراد لے کر بیک وقت لے لینا بھول گیا؟

علمائے دیوبند دونوں طرح سے گرفتار بلا ہیں۔ اگر کہتے ہیں کہ خاتمیت محمدی سے مراد صرف ایک معنی خاتمیت ذاتی ہے تو آپ کی پیش کردہ تینوں صورتوں کا خاتمہ ہوا اور نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے منکر ٹھہرے اور جب یہ کہتے ہیں کہ خاتمیت محمدی سے تینوں صورتیں یعنی مشترک، حقیقی و مجازی' اور خاتمیت ذاتی کو زمانی لازم ہے' مراد ہے تو بالفرض بعد زمانہ نبوی.........الخ'' والے جملے میں ذاتی کے ساتھ زمانی کو بھی ماننا پڑے گا۔ اور جملہ پھر اس طرح ہوگا۔

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت زمانی اور خاتمیت

1۔ ہم پچھلے اوراق میں ثابت کر چکے ہیں کہ تکمیل دین قیامت تک آپ کی نبوت کا جاری رہنا اور امت کی نسبت آپ کی طرف ہونے کا تعلق تاخر زمانی سے ہے اور یہ اوصاف باعث فضیلت ہیں ان کے نہ ہونے سے خاتمیت ذاتی میں بھی فرق آتا ہے۔

ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئے گا" اس طرح بھی نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے منکر ٹھہرے۔

الف: علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ بالفرض والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت ذاتی ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ پہلی تحقیق کے خلاف یہاں نہ مشترک معنی مانا جائے نہ لفظ خاتم کو جنس سمجھا جائے اور نہ نانوتوی صاحب کی پیش کردہ رجس والی مثال کو صحیح تسلیم کیا جائے۔ گویا خاتم کے اندر دو نوعیں نہیں بلکہ ایک نوع ختم ذاتی مراد لی جائے۔ بتایئے کہ وہ کون سی خاتمیت محمدی ہے جس میں دونوں معنی بیک وقت لئے جائیں گے اور یہ کون سی خاتمیت محمدی ہے جس میں فقط ایک معنی ختم ذاتی لیا جائے گا دیوبندی اس گورکھ دھندے کو خود ہی حل کریں۔

ب: "بالفرض بعد زمانہ نبوی............... الخ" والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد اگر خاتمیت مرتبی ہے تو دوسری صورت حقیقی ومجازی کا بھی خاتمہ ہوا کہ عموم مجاز تو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہوگی اور آپ ہیں کہ پہلے تحقیق کے برعکس یہاں ایک ہی معنی ماننے پر مصر ہیں۔ ختم ذاتی تو ہو گیا حقیقی معنی اب مجازی معنی کو یہاں پر لانے کی صورت کیا ہوگی۔ یا آپ نے منطق کی کوئی نئی کتاب پڑھ لی ہے کہ عموم مجاز میں ایک کو لے لیا گیا اور دوسرے کو ترک کر دیا۔ دونوں صورتیں تحریر کرنے کے بعد کیا نعمانی صاحب نے یہ جملہ نہیں لکھا:

"ان دونوں صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی" اور مطابقی کی تعریف ہی یہی ہے کہ وہ دلالت جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دلالت کرے۔ بتایئے آپ کی پہلی تحقیق کو قبول کر کے دونوں قسم کی خاتمیت مانی جائے یا پہلی تحقیق کے خلاف دوسری تحقیق قبول کر کے صرف ایک قسم مانی جائے۔ کہیں خاتمیت محمدی سے مراد دونوں قسم کی خاتمیت اور کہیں ایک قسم کی خاتمیت' یہ کیا دھرم ہے؟

ج: "بالفرض بعد زمانہ نبوی............... الخ" والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد اگر خاتمیت ذاتی یا مرتبی ہے تو آپ لوگوں کی پیش کردہ تیسری صورت کی وجہ سے یہاں خاتمیت ذاتی بھی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ تیسری صورت میں یہ تھا کہ "خاتمیت ذاتی کو خاتمیت زمانی لازم ہے" تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی کا یہی مطلب ہے۔ یعنی خاتمیت ذاتی ملزوم اور خاتمیت زمانی اس کو لازم۔ اب جب علمائے دیوبند یہ کہتے ہیں کہ بالفرض والے جملے میں لفظ خاتمیت محمدی میں صرف خاتمیت ذاتی کا بیان ہے (جو کہ ملزوم ہے) اور خاتمیت زمانی (جو اسے لازم ہے) اس کا بیان ہرگز نہیں؟ تو اس طرح جب خاتمیت زمانی (جو کہ لازم تھی) وہ نہ رہی تو (اس لازم کا ملزوم) خاتمیت ذاتی بھی باطل ہو گئی۔ کیونکہ لازم کے باطل ہونے سے ملزوم خود بخود باطل ہو جاتا ہے۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی خود لکھتے ہیں:

"اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہے" (حفظ الایمان مع تغییر العنوان، ص:19)

امید ہے پیر صاحب کو بھی معلوم ہو گیا ہوگا اور ان کی غلط فہمی بھی دور ہو گئی ہوگی کیونکہ انہوں نے بھی نانوتوی صاحب کی حمایت میں فرمایا ہے۔ "پھر آپ ہزار بار کہیں کہ ختم نبوت زمانی ختم نبوت مرتبی کو مستلزم ہے" (صفحہ 43) اگر ختم نبوت زمانی' ختم نبوت مرتبی کو مستلزم ہے تو "بالفرض بعد زمانہ نبوی............... الخ" والے جملے میں لفظ "خاتمیت محمدی" میں یہ مستلزم کہاں جائے گا؟ پیر صاحب جواب دیں اور وہ بھی نقد۔ بتایئے اس مقام پر دیوبندی کس منطق کی رو سے مستلزم کو اڑا رہے ہیں؟ لہٰذا ہر طرح گھمانے پھرانے کے بعد بھی پرنالہ وہیں کا وہیں رہا اور جملے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت ذاتی اور خاتمیت زمانی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

پیر صاحب کے استدلالی پیرے سے ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب ایک طرف ختم

نبوت زمانی کے منکر بھی ہیں اور دوسری جانب ختم نبوت زمانی کے منکر کو کافر بھی کہتے ہیں۔ یہ
اقبالِ جرم تو ہو سکتا ہے مگر ختم نبوت کا اقرار ہونا نہیں مانا جا سکتا۔ دیکھئے مرزا غلام احمد نے حضور
نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اقرار بھی اپنی تحریروں میں کیا لیکن اس کے باوجود دعویٰ
نبوت کر کے حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کر دیا۔ وہ بھی تو کہتا ہے:

''اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو
قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد
کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔''

(اعلان مورخہ 2 اکتوبر 1891ء منقول از کتاب
''مجدد اعظم'' بحوالہ مقالات کاظمی، حصہ سوم، صفحہ: 491)

ان عبارات کے علاوہ بکثرت عبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی ہیں جن میں
اس نے صاف اور واضح طور پر ختم نبوت کا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کیا ان عبارات کی بناء پر مرزا کو
ختم نبوت کا قائل اور معتقد و مقر مان لیا جائے گا؟

دنیا جانتی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اور یونہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ لہٰذا اس
کی ایسی تمام عبارات نا قابل قبول ہیں جن میں وہ مدعی نبوت کو کاذب و کافر قرار دیتا ہے۔
اسی طرح پیر صاحب یا کوئی اور نانوتوی صاحب کی لاکھ عبارات دکھاتا پھرے جن میں وہ ختم
زمانی کو اپنا عقیدہ قرار دے کر اس کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں سب نا قابل قبول ہیں جب تک کہ
ان کی ان عبارات سے توبہ نہ دکھائی جائے جن میں انہوں نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے
اور ہم نے پچھلے اوراق میں ثابت کر دیا ہے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر
ہیں۔ یہاں بار بار دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ جس طرح پیر صاحب نے تحذیر الناس کی دیگر
عبارات سے آنکھیں بند کر کے فقط ایک پیرا نانوتوی صاحب کے حق میں پیش کر دیا اسی طرح
دیوبندی حضرات بھی عموماً نانوتوی صاحب کی ایسی عبارات ان کی دوسری کتب سے پیش

کرتے رہتے ہیں۔ ان عبارات سے متعلق حضرت مولانا علامہ غلام علی اوکاڑوی فرماتے
ہیں۔

''دیوبندی حضرات بتائیں کہ کسی کافر کا محض اقرار کفر اس کو مسلمان ثابت کر سکتا
ہے؟ اگر اس عبارت کو نانوتوی صاحب کی عبارت تسلیم کر لیا جائے تو اس میں بقول حسین احمد
صاحب نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین کا انکار کرنے اور آپ کا زمانہ سب
انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا اور خود تحذیر
الناس کے صفحہ 3 پر خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر انکار کیا
اور اسی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے کو خیال عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا
اور اس طرح صفحہ 14 صفحہ 28 کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکنے کی تصریح
کر کے خود اپنے اوپر کفر کا حکم دیا تو یہ عبارت (یعنی پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی عبارت
نانوتوی کے) اپنے ہی کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی'' (التنویر صفحہ: 43,44)

علامہ صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی ایک جگہ ایسی بات کر جاتا ہے
کہ وہ صریح کافر ہو جاتا ہے اور کسی دوسرے مقام پر اسی بات کو کفر بھی قرار دیتا ہے تو یہ اقرار کفر
اس کا پہلا کفر دفع نہیں کر سکتا اور نہ وہ مسلمان ہو سکتا ہے جب تک کہ سابقہ کفر سے توبہ نہ کرے
لہٰذا اگر پیر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پیش کردہ پیرے میں نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی
کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں تو یہ بقول حضرت علامہ اوکاڑوی مدظلہ اپنے ہی کافر ہونے کی
اقبالی ڈگری ہوئی۔ لہٰذا نانوتوی صاحب پر علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ اور پکا ہو گیا۔ باقی خود
پیر کرم شاہ صاحب کو بھی اقرار ہے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے معنی ''آخری نبی''
کو خیال عوام کہا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''اس عبارت کے پڑھنے سے سب سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کے اس مفہوم کی
اہمیت ختم ہو جاتی ہے جس پر آج تک امت خاتم النبیین کا اجماع رہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے

بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا'' (تحذیر الناس میری نظر میں صفحہ 35)

پیر صاحب کی اس عبارت کو بار بار پڑھئے اور فیصلہ کیجئے کہ خود پیر صاحب ہی کے قلم سے نانوتوی صاحب منکر ختم نبوت ٹھہرے یا نہیں؟

پیر صاحب مزید لکھتے ہیں:

''نانوتوی صاحب کی یہ تصریح کرنا کہ خاتم النبیین کا مفہوم اگر ختم نبوت زمانی لیا جائے تو نہ آیت میں استدارک درست ہوگا اور نہ آیت مقام مدح کے لئے موزوں ہوگی ایک طرفہ تماشا ہے یعنی ایک آیت مدح مصطفیٰ کے لئے نازل ہوئی مسلم اب اگر مولانا (نانوتوی) کی تشریح کو مانا جائے تو آیت مقام مدح کے مطابق ہوگی اور اگر خاتم النبیین کی جو تفسیر احادیث سے مذکور ہے اگر اس کو مانا جائے تو یہ آیت مقام مدح کے لئے موزوں نہ رہے اور اس میں حبیب کبریا کی توصیف وثنا کا کوئی پہلو باقی نہ رہے'' (ایضاً صفحہ 39)

''گویا ختم نبوت زمانی جس کا ثبوت احادیث نبوی سے ہوتا ہے اس کے باعث تو فضیلت نبوی دوبالا نہیں ہوتی بلکہ گھٹ جاتی ہے اور (نانوتوی صاحب کی) اس نئی تشریح سے شان نبوی بلند ہو جاتی ہے'' (ایضاً صفحہ 45)

پیر صاحب کی عبارات سے ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب احادیث مبارکہ کے مقابلے میں اپنی رائے اور تحقیق کو بہتر برتر اور زیادہ مستند قرار دیتے ہیں۔ چونکہ احادیث مبارکہ قرآن کی تفسیر کہلاتی ہیں اس صورت میں نانوتوی صاحب کی ذاتی رائے قرآن عزیز کے مقابلہ میں ٹھہری۔ گویا تفسیر بالرائے ہوئی۔ اور تفسیر بالرائے سے متعلق خود نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں یہ فتویٰ دیا ہے۔ '' من فسر القرآن برایہ فقد کفر (تحذیر الناس، صفحہ 99)

اب پیر صاحب کے مطابق بھی نانوتوی صاحب تفسیر بالرائے کے مجرم قرار پائے اور صفحہ 99 پر نقل کردہ حدیث شریف کے الفاظ میں من فسر القرآن .... جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی پس وہ کافر ہوگیا'' نانوتوی صاحب اپنے ہی کافر ہوتے

کی اقبالی ڈگری ہوئی 1۔ بخدا ہم نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہیں کیا۔ عبارات کو تطبیق دے کر نتیجہ پیش کر دیا ہے۔

پیر صاحب مزید فرماتے ہیں:

''جب کوئی علم کلام کا ماہر یہ لکھے کہ خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم ختم نبوت مرتبی ہے اور اگر اس سے مراد ختم نبوت زمانی لی جائے تو پھر یہ آیت اس قابل نہیں رہتی کہ اسے مقام مدح میں ذکر کیا جائے اور ساتھ ہی اس جملہ کا اضافہ کردے ''مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی بالذات کچھ فضیلت نہیں'' تو اسے پڑھ کر منکرین ختم نبوت کی خوشی کی انتہا نہ رہے گی۔ یہ کہنے سے اب انہیں کون روک سکتا ہے کہ خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم تو ختم نبوت مرتبی ہے۔ اور اس حقیقی مفہوم کو ہم نے ہی سمجھا ہے اور چاردانگ عالم میں نبوت محمدی کا پرچار کرنے والے ہم لوگ ہی ہیں۔ باقی رہا ختم نبوت زمانی کا عقیدہ تو یہ عوام کا اخذ کردہ مفہوم ہے۔

''ہم عوام کالانعام کے پیروکار نہیں کہ نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لئے مقفل کردیں''

(تحذیر الناس میری نظر میں، ص:43)

پیر صاحب نے نانوتوی صاحب کے عقیدہ ختم زمانی کو ''عوام کا خیال'' کہنے کے متعلق لکھا ہے۔

''اور یہ کہنے کی تو شاید کوئی بھی جسارت نہ کر سکے کہ سارے صحابہ زمرہ عوام میں سے تھے ان میں سے کوئی اہل فہم نہ تھا'' (ایضاً صفحہ 35)

قارئین کرام اب جان گئے ہوں گے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کا معنی

1۔ اس اقبالی ڈگری کی تائید خود دیوبندیوں کے مشہور مولوی انور شاہ کشمیری نے یوں کی (ترجمہ) بالذات اور بالعرض صرف فلسفہ ہے، صرف قرآن مجید اور محاورہ عرب نہیں ہے اور نظم قرآن کو اس معنی کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔ پس اضافہ و استفادہ نبوت محض اختراع ہوئی یعنی خواہش نفس کی پیروی کی وجہ سے قرآن پر زیادتی ہے (رسالہ خاتم النبیین ص 38) اور جب کہ استفادہ نبوت کا قول نانوتوی صاحب اور ان کے متبعین کا ہے؟ اختراع ہوئی تفسیر بالرائے ہوئی۔ اور تفسیر بالرائے کو خود نانوتوی صاحب بھی کفر کہتے ہیں۔ میر شاہ صاحب نے اپنی کتاب ''عقیدۃ الاسلام'' کے صفحہ 256 پر بالذات اور بالعرض کی تقسیم کا شدید رد کیا ہے۔

''آخری نبی'' لینے والوں کو عوام کہا ہے اور یہ لفظ ''اہل فہم'' کے مقابلہ میں لائے ہیں۔ پیر صاحب نے اعتراض کرتے ہوئے صرف صحابہ کرام کو زمرہ عوام میں شامل کر لئے جانے کا لکھا ہے حالانکہ خاتم النبیین کا معنی ''آخری نبی'' صحابہ کرام کو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ اس طرح نانوتوی صاحب کے نزدیک نہ صرف صحابہ بلکہ خود حضور ﷺ بھی (معاذ اللہ) زمرہ عوام میں سے ٹھہرے۔ اور نانوتوی صاحب اور ان کے شیدائی اہل فہم ہوئے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔ آخر میں پیر صاحب اور علمائے دیوبند کے لئے مشہور دیوبندی مولوی انور شاہ صاحب کشمیری کی عبارت پیش کرتا ہوں۔ اس عبارت کو پڑھ کر نانوتوی صاحب کے بارے میں بھی یہی فیصلہ سامنے آتا ہے۔

''ان کی (یعنی مرزا قادیانی کی) کتابوں سے ایسے اقوال پیش کرنا جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعض عقائد میں اہل سنت و جماعت کے ساتھ شریک ہیں' ان کے اقوال وافعال کفریہ کا کفارہ نہیں بن سکتے جب تک اس کی تصریح نہ ہو کہ جو عقائد کفریہ انہوں نے اختیار کئے تھے' ان سے توبہ کر چکے ہیں' اور جب تک توبہ کی تصریح نہ ہو' چند عقائد اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتے' کیونکہ زندیق اسی کو کہا جاتا ہے جو عقائد اسلام ظاہر کرے اور قرآن و حدیث کے اتباع کا دعویٰ کرے لیکن ان کی ایسی تاویل و تحریف کر دے جس سے ان کے حقائق بدل جائیں' لہٰذا جب تک اس کی تصریح نہ دکھلائی جائے کہ مرزا صاحب ختم نبوت اور انقطاع وحی کے اس معنی کے لحاظ سے قائل ہیں' جس معنی سے کہ صحابہ و تابعین اور تمام امت محمدیہ قائل ہے۔ اس وقت تک ان کی کسی ایسی عبارت کا مقابلہ میں پیش کرنا مفید نہیں ہو سکتا جس میں خاتم النبیین کے الفاظ کا اقرار کیا ہو............ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا صاحب اپنی آخری عمر تک دعوائے نبوت پر قائم رہے اور اپنے کفریہ عقائد سے کوئی توبہ نہیں کی۔ علاوہ ازیں اگر یہ ثابت بھی نہ ہو تو کلمات کفریہ اور عقائد کفریہ کہنے اور لکھنے کے بعد اس وقت (تک) ان کو مسلمان نہیں کہہ سکتے جب تک ان کی طرف سے ان عقائد سے توبہ کرنے کا اعلان نہ پایا

جائے اور یہ اعلان ان کی کسی کتاب یا تحریر سے ثابت نہیں کیا گیا''

(کتاب ''ملفوظات محدث کشمیری'' ص: 59 مرتب سید احمد رضا بجنوری دیوبندی۔ ادارہ دعوت اسلام جامعہ یوسفیہ بنوریہ کراچی)

نانوتوی صاحب نے بھی خاتم النبیین کے جو معنی آخری نبی کے بجائے ختم ذاتی کے پیش کئے یہ معنی صحابہ و تابعین اور تمام امت محمدیہ کے پیش کردہ معنی کے قطعی خلاف ہیں۔ جبھی تو خود پیر صاحب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ نانوتوی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے اس مفہوم کی اہمیت ہی ختم کر کے رکھ دی جس پر آج تک اُمتِ خاتم النبیین کا اجماع رہا۔ نانوتوی صاحب آخری عمر تک اسی عقیدہ پر جمے رہے اور توبہ نہیں کی۔

نانوتوی صاحب کو اپنے گھر سے مار

نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے اجماعی معنی ''آخری نبی'' کو عوام کا خیال قرار دیا اور کہا:

''بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں

(تحذیر الناس، صفحہ: 41 طبع دوم، گوجرانوالہ)

یہ جملہ لائق توجہ ہے ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں'' عوام کو اہل فہم کے مقابلے میں لایا گیا ہے۔

یعنی جو نافہم ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔ پھر یہ بات بھی

"آخری نبی" لینے والوں کو عوام کہا ہے اور یہ لفظ "اہل فہم" کے مقابلہ میں لائے ہیں۔ پیر صاحب نے اعتراض کرتے ہوئے صرف صحابہ کرام کو زمرہ عوام میں شامل کر لئے جانے کا لکھا ہے حالانکہ خاتم النبیین کا معنی "آخری نبی" صحابہ کرام کو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ اس طرح نانوتوی صاحب کے نزدیک نہ صرف صحابہ بلکہ خود حضور ﷺ بھی (معاذ اللہ) زمرۂ عوام میں سے ٹھہرے۔ اور نانوتوی صاحب اور ان کے شیدائی اہل فہم ہوئے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔ آخر میں پیر صاحب اور علمائے دیوبند کے لئے مشہور دیوبندی مولوی انور شاہ صاحب کشمیری کی عبارت پیش کرتا ہوں۔ اس عبارت کو پڑھ کر نانوتوی صاحب کے بارے میں بھی یہی فیصلہ سامنے آتا ہے۔

"ان کی (یعنی مرزا قادیانی کی) کتابوں سے ایسے اقوال پیش کرنا جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعض عقائد میں اہل سنت و جماعت کے ساتھ شریک ہیں' ان کے اقوال و افعال کفریہ کا کفارہ نہیں بن سکتے جب تک اس کی تصریح نہ ہو کہ جو عقائد کفریہ انہوں نے اختیار کئے تھے' ان سے توبہ کر چکے ہیں' اور جب تک توبہ کی تصریح نہ ہو' چند عقائد اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتے' کیونکہ زندیق اسی کو کہا جاتا ہے جو عقائد اسلام ظاہر کرے اور قرآن و حدیث کے اتباع کا دعویٰ کرے لیکن ان کی ایسی تاویل و تحریف کرے' جس سے ان کے حقائق بدل جائیں' لہٰذا جب تک اس کی تصریح نہ دکھلائی جائے کہ مرزا صاحب ختم نبوت اور انقطاع وحی کے اس معنی کے لحاظ سے قائل ہیں' جس معنی سے کہ صحابہ و تابعین اور تمام امت محمدیہ قائل ہے۔ اس وقت تک ان کی کسی ایسی عبارت کا مقابلہ میں پیش کرنا مفید نہیں ہو سکتا جس میں خاتم النبیین کے الفاظ کا اقرار کیا ہو .... یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا صاحب اپنی آخری عمر تک دعوائے نبوت پر قائم رہے اور اپنے کفریہ عقائد سے کوئی توبہ نہیں کی۔ علاوہ ازیں اگر یہ ثابت بھی نہ ہو تو کلمات کفریہ اور عقائد کفریہ کہنے اور لکھنے کے بعد اس وقت (تک) ان کو مسلمان نہیں کہہ سکتے جب تک ان کی طرف سے ان عقائد سے توبہ کرنے کا اعلان نہ پایا

جائے اور یہ اعلان ان کی کسی کتاب یا تحریر سے ثابت نہیں کیا گیا"

(کتاب "ملفوظات محدث کشمیری" ص: 59 مرتب سید احمد رضا بجنوری دیوبندی۔ ادارہ دعوت اسلام جامعہ یوسفیہ بنوریہ کراچی)

نانوتوی صاحب نے بھی خاتم النبیین کے جو معنی آخری نبی کے بجائے ختم ذاتی کے پیش کئے یہ معنی صحابہ و تابعین اور تمام امت محمدیہ کے پیش کردہ معنی کے قطعی خلاف ہیں۔ تبھی تو خود پیر صاحب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ نانوتوی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے اس مفہوم کی اہمیت ہی ختم کر کے رکھ دی جس پر آج تک اُمت خاتم النبیین کا اجماع رہا۔ نانوتوی صاحب آخری عمر تک اسی عقیدہ پر جمے رہے اور توبہ نہیں کی۔

نانوتوی صاحب کو اپنے گھر سے مار

نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے اجماعی معنی "آخری نبی" کو عوام کا خیال قرار دیا اور کہا:

"بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"

(تحذیر الناس، صفحہ: 41 طبع دوم، گوجرانوالہ)

یہ جملہ لائق توجہ ہے "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں" عوام کو اہل فہم کے مقابلے میں لایا گیا ہے۔

یعنی جو نافہم ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔ پھر یہ بات بھی

گی۔ یہ انہی لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات ازراہِ بے ادبی نہیں مانا کرتے.........اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا ہو تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفلِ نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا" (صفحہ: 85, 86)

معلوم ہوا کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے کوئی معنی اپنی طرف سے ضرور کئے ہیں۔ اور جو معنی کئے ہیں انہیں صحیح ٹھہرانے کے لئے کوئی نہ کوئی تاویل و تخصیص ضرور کی ہے۔ اب ذرا مفتی محمد شفیع دیوبندی کی سُنیئے:

"خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتلا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول اور اس پر بھی اجماع و اتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص، اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بکواس و ہذیان ہے اور اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی کیونکہ وہ اس نصِ صریح کی تکذیب کرتا ہے جس کے متعلق اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں ہے"

(ختم نبوت، صفحہ: 101)

"قرآن عزیز اور احادیثِ نبویہ اور اجماعِ صحابہ اور اقوالِ سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کردیا ہے۔ کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے نہ اس میں کوئی مجاز ہے نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص"

(ختم نبوت کامل، ص: 114)

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کو ہدیہ تبریک

میں محترم محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب (فرزندِ ارجمند پیر کرم شاہ صاحب) کو پوری سنی قوم کی طرف سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ جو وہابیوں، دیوبندیوں کے رد میں اپنے ادارہ کی جانب سے ایمان افروز کتب انتہائی خوبصورت انداز سے شائع کر رہے ہیں اللہ کرے زورِ اشاعت اور زیادہ۔

دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات سمجھنے کے لئے اس ادارہ کی کتب "تعارف علمائے دیوبند"، "دیوبند سے بریلی" اور "سفید و سیاہ" خاص طور پر پڑھنے کے لائق ہیں علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی کتاب "سفید و سیاہ" کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔ کتابچہ "جھانس برگ سے بریلی" کے دیوبندی مصنف کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی وغیرہ نے اگر غلطی کی ہے، کفر کیا ہے تو آپ کفریہ عبارات لکھنے والوں کے حامی نہ بنیں اور ان کی کفریہ عبارات کے قائل اور قابل بن کر اپنے لیے کفر جمع نہ کریں"

(سفید و سیاہ، صفحہ: 156، اشاعت اول 1989ء)

میں پیر صاحب کے صاحبزادگان محترم کی توجہ اس گھمبیر اور انتہائی سنجیدہ مسئلے کی جانب دلانا چاہوں گا کہ تحذیر الناس کی عبارات کو زیرِ نظر مضمون میں دلائل حقہ سے ایک بار پھر ہم نے کفریہ ثابت کردیا ہے[1]۔ اب انہیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ کفریہ عبارات کی حمایت کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا؟ انہیں سوچنا چاہیے اور مفتیوں سے پوچھنا چاہیے کہ صریح کفریہ عبارات کی طرفداری اور حمایت سے عقیدہ ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں بلکہ مسئلے کا احساس

1 علمائے دیوبند ایک اور زبردست دھوکہ دیتے ہیں کہ امام احمد رضا بریلوی نے تحذیر الناس کے مختلف صفحات سے جملے لے کر انہیں جوڑ کر کفریہ عبارت بنائی۔ گویا عبارت کا کفر علمائے دیوبند نے بھی تسلیم کرلیا۔ لیکن میں نے کئی چوٹ پہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ تینوں عبارات علیحدہ علیحدہ بھی مستقل طور پر کفریہ ہیں، اور زیرِ نظر مضمون میں یہ دعویٰ دلائل حقہ کے ساتھ پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔

کرتے ہوئے اولین فرصت میں انہیں کوئی فیصلہ کرنا چاہئے۔ بندہ ناچیز نے جو کچھ تحریر کیا اور جہاں کہیں بھی قلم کی تلخی اور شدت دکھائی دیتی ہے یہ سب الحب للہ والبغض للہ کے جذبے کے تحت کیا ہے۔ کوئی ذاتی پرخاش نہیں اور جہاں سخت الفاظ میں گرفت کی ہے وہ بھی اس لئے

ع   کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب سے استفسار

مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ جواب نہیں دیں گے مگر ''کنزالایمان'' کی وساطت سے میں آپ سے براہ راست مخاطب ہوں کہ ''حسام الحرمین'' کی تائید یا تردید میں آپ کا نقطہ نظر بھی واضح نہیں ہے۔ علم غیب' نور و بشر' گیارھویں وسیلا داور صلوۃ سلام وغیرہ جیسوں مسائل پر تو آپ دیوبندیوں کے رد میں بلاشبہ مدلل تقریریں فرما کر داد وصول کر رہے ہیں۔ حالانکہ علماء فرماتے ہیں کہ یہ فروعی اختلافات ہیں دوسری طرف جن کتب کی عبارات کی وجہ سے دیوبندیوں سے ہمارا اصولی اور بنیادی اختلاف ہے' ان کے بارے میں آپ مکمل طور پر خاموش ہیں۔ یعنی تحذیر الناس' براہین قاطعہ اور حفظ الایمان وغیرہ سے متعلق کبھی بھی آپ نے گفتگو نہیں کی اور ہمیشہ سکوت اختیار فرمایا۔ آپ پوری دنیا کو دعوت اسلام دینے کے دعوے دار ہیں۔ ذرا سوچیں اور غور فرمائیں کہ ایسے فروعی اختلافات کہ جن کے ہوتے ہوئے بھی شفاعت کا حق باقی ہو (اور شفاعت ہے تو مغفرت بھی ہے) آپ ان اختلافات پر تو دھڑلے سے دھوئیں دار تقریریں فرما کر دلائل کے انبار لگا دیں اور وہ اصولی اختلافات کہ جن کے ہوتے ہوئے شفاعت کا حق بھی باقی نہ رہا ہو (یعنی مغفرت کا ہونا بھی ختم ہو چکا ہو) ان اختلافات پر ایک لفظ تک نہ بولیں' آپ کیسے مصلح اور معالج ہیں؟ یہ بھی عجیب دعوت اسلام ہے۔ بدن پر گرمی دانے نکلے ہوں تو ڈاکٹر پوری توجہ اور تندہی سے علاج میں لگ جائے اور کسی قسم کی کمی یا کوتاہی نہ کرنے پائے لیکن ساتھ ہی بڑے بڑے زخم اور پھوڑے جو کینسر کی شکل اختیار کر چکے

ہوں انہیں یکسر نظر انداز کر دے تو کیا وہ ڈاکٹر (معالج) کہلانے کا حقدار ہے، ذرا سوچیے کہ ایک مقام پر مسلمان کہلانے والے محض کسی گناہ میں مصروف ہوں تو ان کی اصلاح کے لئے ایک عالم دن رات ایک کر دے لیکن وہیں پر مسلمان کہلانے والے کسی کفر کا ارتکاب کر رہے ہوں تو ان کے خلاف اور انکی اصلاح کے لئے زبان سے ایک لفظ تک نہ بولا جائے اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود ان کے بارے میں سکوت اختیار کر لیا جائے تو ایسے عالم کو پھر عالم کہنا چاہیے؟ بتایئے کفر اشد ہے یا گناہ؟ کفر سے بچا کر اسلام میں لے آنا بہت بڑی نیکی ہے یا محض کسی گناہ سے بچا لینا۔ جس کے دل میں ایمان کی روشنی باقی ہو بغرض اصلاح ساری قوت وطاقت اس پر خرچ کی جانی چاہئے یا اس پر جس میں ایمان کی روشنی باقی نہیں رہی۔ ہدایت کا نور کس کے لئے زیادہ ضروری ہے؟ آپ دیوبندیوں کی متنازعہ عبارات کفریہ سمجھتے ہیں یا نہیں کھل کر اعلان کریں۔ اور اگر کفریہ نہیں سمجھتے تو انہیں پھر بے غبار اور اسلامی ثابت کر دکھائیں[1]۔ میں نے پورے خلوص اور دینی جذبے کے تحت چند سطور آپ کے لئے تحریر کی ہیں اور کوئی غرض وغایت نہیں۔ اسی پر مضمون کا خاتمہ کرتا ہوں۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] اس مسئلہ کے تکفیری فتووں سے متعلق آپ کی تقریری کیسٹ نشست سے سوال وجواب بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی

بنام

پیر کرم شاہ صاحب

تفسیر ”ضیاء القرآن“ کی صدائے بازگشت

اعلیٰحضرت امام اہل سنّت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک و منصب تجدید کو درج ذیل دو شعروں میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ:

دودھ کا دودھ پانی کا پانی کیا
کس نے تیرے سوا شاہ احمد رضا

دوست دشمن کی تھی کچھ نہ ہم کو خبر
تو نے ظاہر کیا شاہ احمد رضا

تفسیر ”ضیاء القرآن“ میں چونکہ اس مسلک مبارک کے برعکس دودھ میں پانی ملا دیا گیا ہے اور دوست دشمن کی تمیز ختم کر دی گئی ہے۔ اس لئے ”رضائے مصطفےٰ“ کے گزشتہ شمارہ میں ”ضیاء القرآن“ کی صلح کلی دورنگی پالیسی کی نشاندہی کی گئی تھی تاکہ برادران اہل سنت و حامیان مسلکِ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ بھی کسی مغالطہ میں نہ رہیں۔ اور مخالفین اہل سنت کو بھی مسلکِ اعلیٰحضرت کے خلاف ”ضیاء القرآن“ پیش کرنے کی گنجائش نہ رہے۔

حضرات علماء کرام و برادران اہل سنت نے الحمدللہ ”رضائے مصطفےٰ“ کے اس اقدام کو وقت کی ضرورت سے تعبیر کیا، بنظر استحسان ملاحظہ فرمایا، مبارکباد کے پیغامات بھجوائے اور ماشاء اللہ اس ”آواز حق“ کو ”رضائے مصطفےٰ“ کی روایات کے عین مطابق قرار دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

دوسری طرف: بعض قارئین ”رضائے مصطفےٰ“ نے دو شبہات کا اظہار کیا پہلا یہ کہ اگر ”ضیاء القرآن“ واقعی مشکوک ہے تو پھر مولانا شاہ احمد نورانی اور بعض دیگر علماء اہل سنت نے ”ضیاء القرآن“ کی تحسین و تعریف کیوں کی ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اگر ضیاء القرآن“ میں مولانا

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے دیوبندی، مودودی، وہابی مکتب فکر کے حوالہ جات دیئے ہیں تو ایسا تو دیگر علماء اہل سنت کی تصانیف میں ہوا ہے پھر پیر صاحب پر اعتراض کیوں؟

جواباً عرض ہے کہ جہاں تک "ضیاء القرآن" کے متعلق مولانا۔ نورانی اور دیگر علماء کے بیانات کا تعلق ہے یہ محض پیر صاحب کی شہرت ان سے حسن ظن کے بنا پر ہے۔ ورنہ "رضائے مصطفےٰ" میں "ضیاء القرآن" کی جو نشاندہی کی گئی ہے اس پر مطلع ہونے کے بعد کوئی سنی بریلوی عالم نہ "ضیاء القرآن" کے حق میں ایسا بیان دے سکتا ہے نہ اہل سنت کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دلا سکتا ہے۔

باقی رہا حوالہ جات کا معاملہ تو بے شک علماء اہل سنت نے اپنی تصانیف میں اغیار کے حوالے دیئے ہیں مگر وہ بطور حجت و سند ان کی مدح و تعریف کیلئے نہیں بلکہ سنی، وہابی، دیوبندی میں امتیاز قائم رکھتے ہوئے اختلافی مسائل میں محض الزامی طور پر ان کا ذکر کیا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی ذمہ دار سنی بریلوی عالم نے فرق ظاہر کئے بغیر مثبت مسائل میں ترجمہ و تفسیر کرتے ہوئے بطور سند اور "اظہار حق" کسی دیوبندی، مودودی کا حوالہ دیا ہو۔ انہیں شیخ الہند اور علامہ جیسے وزنی القاب دیئے ہوں اور "پاکانِ اُمت" میں شمار کیا ہو، انہیں رحمۃ اللہ علیہ (؟) لکھا ہو۔ مودودی کی "تفہیم القرآن" کے "لطیف نکتے اور مفید عبارتیں" نقل کر کے اس کی اہمیت بڑھائی ہو۔ لہٰذا مخالفین کے حوالہ جات کے سلسلہ میں "ضیاء القرآن" کے مصنف اور دیگر علماء اہل سنت کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے اور یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ پیر محمد کرم شاہ صاحب بنیادی و اصولی طور پر سنی وہابی دیوبندی بریلوی کے درمیان فرق کے قائل ہی نہیں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے صاف لکھا ہے کہ "باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل سنت و جماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے اسے دو گروہوں (سنی بریلوی اور دیوبندی وہابی) میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں ....اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے..........اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کئے آستینیں چڑھائے لٹھ لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں"

(ضیاء القرآن، صفحہ: 11)

غور فرمایئے! پیر صاحب اپنے ماڈرن "اجتہاد" کی بناء پر کس بے پرواہی کے ساتھ دیوبندی، مودودی، وہابی ٹولہ کو بھی اہل سنت میں شمار کر کے انہیں اہل سنت کا ایک گروہ قرار دے رہے ہیں۔ کفر و شرک کے صریح فتاویٰ کے باوجود دونوں میں کلی موافقت بیان فرما کر دونوں کو ایک ترازو میں تولتے ہوئے سب کو ایک ہی نظر سے ملاحظہ کر رہے ہیں۔ پیر صاحب کے نزدیک وہابیہ کا اہلسنت پر شرک کا اطلاق، معاذ اللہ کذب باری تعالیٰ کا عقیدہ، ختم نبوت کی تحریف، بارگاہ رسالت کی صریح توہین و تنقیص اصولی نہیں بلکہ فروعی مسائل ہیں۔ پیر صاحب کے نزدیک ظالم و مظلوم حق و ناحق میں کوئی فرق نہیں ان کے ہاں اہل سنت ہیں تو دونوں اور بلا تفریق و امتیاز ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کر رہے ہیں تو دونوں۔

اس قدر وضاحت و صراحت کے بعد اب اس امر میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ پیر صاحب کا دیوبندی مودودی وہابی مکتب فکر کا حوالہ دینا معاذ اللہ انہیں اہل سنت اور بزرگ و معتبر سمجھنے کی بنا پر ہے نہ کہ کسی اور وجہ سے۔ اگر ایسا نہیں تو پیر صاحب یا ان کے کوئی خلیفہ مجاز مذکورہ تصریحات کی روشنی میں وجہ فرق بیان فرمائیں تا کہ صلح کلیت و دورنگی کا بادل چھٹ جائے۔

"ضیاءِ حرم" کی کھلم کھلا دیوبندیت وہابیت نوازی

"پاکستان کے قیام سے کچھ پہلے مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا حسین احمد مدنی' سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا محمد داؤد غزنوی' علامہ مشرقی اور مولانا ظفر علی خان وغیرہ کی صورتوں میں جو مشاہیر اسلام موجود تھے۔ آج ہم ان سے محروم ہو چکے ہیں" (ماہنامہ ضیاءِ حرم،

مئی 1973ء صفحہ 191 زیر ادارت پیر محمد کرم شاہ) ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، صفحہ: ۱۴،۱۵، شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ)

علامہ مولانا مفتی محمد غلام سرور صاحب قادری کا مکتوب گرامی

سلام مسنون! آپ کی بیباکی و دلیری، احقاقِ حق ابطالِ باطل، بلاخوف لومۃ لائم اہل سنت کیلئے مایۂ فخر ہیں اور قابلِ تقلید۔ اللہ تعالیٰ ہر سنی میں آپ ایسا جذبہ پیدا فرمائے۔ تفسیر ضیاء القرآن کے مصنف پر تنقید کا ہر سنجیدہ سنی نے خیر مقدم کیا ہے۔ تفسیر کے مقدمہ کے صفحہ 11 والی عبارت رسالہ میں نہیں آئی وہ تو سخت خطرناک عبارت ہے کہ دیوبندیوں کو اہل سنت شمار فرما کر باہمی نزاع کو فروعی قرار دے گئے ہیں کس قدر افسوسناک بات ہے۔ بہر صورت آپ نے بروقت مواخذہ فرمایا ہے یہ مسلک کا معاملہ ہے اس میں مداہنت و تسامح نقصان دہ ہے پیر صاحب کو چاہئے کہ وہ تحریری طور پر رجوع کریں۔ میرے سمیت ہر صحیح العقیدہ سنی عالم کے یہی تاثرات ہیں خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

ہمارا ہر ممکن تعاون آپ کے ساتھ ہے کہ آپ مسلک کے نمائندہ ہیں۔ محمد ابوسعید غلام سرور قادری رضوی مصطفوی مدرس جامعہ نظامیہ لاہور۔

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، صفحہ ۱۵، شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ)

پیر صاحب سے استفسار

فرمانِ رسالت و تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ یعنی میری اُمت تہتر گروہ میں متفرق ہوگی۔ جن میں سے بہتر جہنمی اور ایک گروہ ناجی و جنتی ہوگا۔ (الحدیث، مشکوٰۃ شریف، صفحہ: 30)

دوسری حدیث: میں فرمایا کہ "آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو میرے صحابہ کی شان میں تنقیص و تنقید کرے گی۔ خبردار ان کے ساتھ کھانا پینا نہ رکھو۔ خبردار ان کے ساتھ رشتہ ناتا نہ کرو۔

خبردار ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ خبردار ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ ان پر لعنت پڑ چکی ہے۔ (غنیۃ الطالبین، صفحہ: 288) "کتاب الشفاء میں اس کا بھی اضافہ ہے کہ ان کے ساتھ مجلس نہ کرو۔ اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کے لئے نہ جاؤ"۔ (الشفاء، صفحہ: 266)

لیکن گیارہ ربیع الاول کی درمیانی رات ادارہ منہاج القرآن کے زیر اہتمام مینار پاکستان لاہور میں منعقدہ کانفرنس میں جس "علماء کونسل" کا پیر محمد کرم شاہ صاحب کو چیئرمین بنا کر امت مسلمہ کا اتحاد قائم کیا گیا ہے۔ اس میں چار "شیعہ علماء" کو شامل کیا گیا ہے۔ لہذا پیر صاحب سے یہ استفسار ہے کہ کیا طاہر القادری اور آپ کی یہ مخلوط کونسل مندرجہ بالا دونوں احادیث صریحہ کی صریحا خلاف ورزی تو نہیں؟

اس لئے کہ پہلی حدیث کے مطابق امت 73 گروہ میں متفرق ہوگی، متحد نہیں ہوگی تو آپ حضرات کا "اتحاد امت کا فارمولا" اور طاہر القادری کا قاطع فرقہ واریت و داعی اتحاد امت کہلانا کیا حدیث پاک کا انکار و مقابلہ نہیں اور کیا فرمان رسالت کے خلاف کوئی فارمولا کامیاب ہو سکتا ہے؟

ثانیا: دوسری حدیث کے مطابق حضور ﷺ نے جب بار بار خبردار فرما کر مخالفین شان صحابہ کے ساتھ جملہ تعلقات سے منع فرمایا ہے۔ تو کیا آپ حضرات کا ایسے لوگوں کو اپنے پروگرام میں شامل کرنا حدیث کی مخالفت نہیں؟ تعجب ہے کہ حدیث کی تو مخالفت کی جائے اور جن کے متعلق حدیث کی وعید ہے ان سے اتحاد رچایا جائے۔

ثالثا: جب آپ حضرات نے شیعہ، مودودی، دیوبندی، وہابی مکاتب فکر سے اتحاد قائم کر کے ان سے تعلقات بحال کر لئے ہیں اور ما بین حد پامال کر کے انکے ساتھ مخلوط کانفرنس کر کے مخلوط کونسل بنالی ہے تو اس کے بعد حدیث پاک کی مخالفت سے بچانے کے لئے عوام اہلسنت کو آخر کس بنا پر مخالفین اہل سنت کی مجالس و تقریر و تحریر سے روکا جا سکتا ہے یا اب

سب کچھ جائز ہو گیا ہے؟

رابعاً: جن شیعہ علماء کو آپ نے اپنے ساتھ "متحد کیا ہے کیا وہ حضرات صحابہ وخلفاء ثلاثہ کے مخالف نہیں؟ کیا وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ اور خال المسلمین امیر معاویہ (رضی اللہ عنہم) کے مخالف نہیں؟ اگر مخالف نہیں تو تحریری ثبوت دیں کہ شیعہ ان حضرات کو مومنین مخلصین جانتے ہیں۔ اور اگر وہ ان کے مخالف ہیں تو جن کا صحابہ وخلفاء اور ام المومنین وخال المسلمین سے کوئی تعلق اور اتحاد واتفاق نہیں، آپ حضرات کا ان سے اتحاد کیونکر روا ہے۔ اور قیامت کے دن ان حضرات کے سامنے ان کے مخالفین سے اتحاد کا کیا جواز وجواب ہوگا؟

خامساً: حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر جن لوگوں کے ناپاک حملوں کے رد میں آپ نے شیعہ امامیہ کا نام لے کر ان کے خلاف "ضیاء حرم" کا "صدیق اکبر نمبر" اور "فاروق اعظم نمبر" شائع کیا ہے۔ اب انہیں کے ساتھ اتحاد کی کھچڑی پکانا کیونکر درست ہے۔ آپ نے تفسیر "ضیاء القرآن" میں "سورۃ فتح" کے بالکل آخر میں مخالفین صحابہ کے رد میں مزید جو احادیث صریحہ نقل کی ہیں کیا ان کی موجودگی میں ان لوگوں کے ساتھ اتحاد جائز ہے؟ اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں خود آپ نے صحابہ کو برا بھلا کہنے اور طعنہ وتشنیع کرنے والوں پر حدیث پاک سے اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت نقل کی ہے اور اب خود ان لوگوں کو "اتحاد امت مسلمہ" میں شامل کر لیا ہے۔ لہذا بتایا جائے کہ تنقیص صحابہ کے مرتکبین اہل لعنت اور اہل سنت میں وجہ اتحاد اور قدر مشترک کونسی ہے؟

سادساً: سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے کتاب "رد روافض" اور اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کتاب "رد الرفضہ" میں روافض کے متعلق جو شرعی احکام بیان فرمائے کیا ان فتاویٰ کی موجودگی میں آپ کا ان سے اتحاد جائز ہے؟ اور اگر آپ کے اتحادی روافض ان فتاویٰ سے مستثنیٰ ہیں تو پھر ان دونوں اماموں کی دونوں کتابیں جن

روافض کے رد میں ہیں اس کی وضاحت فرمائیں۔

پیر صاحب: چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمہ حق کہنے اور کسی دلیل وسوال کا جواب دینے کی اہلیت سے محروم ہیں اور انہوں نے اپنے خلاف شائع ہونے والی دس مستقل تصانیف کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے آپ کی طرف ان کا ہمنوا ہونے اور مخلوط علماء کونسل کا چیئرمین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔ خدارا آپ ضرور توجہ فرمائیں اور اس استفسار کی ساری شقوں کا ترتیب وار جواب تحریر فرما کر اپنی دینی، اخلاقی، شرعی اور مسلکی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔ نیز گذارش ہے کہ آپ کے شیخ طریقت حضرت علامہ خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ نے مخالفین صحابہ کے متعلق جو کتاب اور فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں ان پر بھی نظر فرمائیں تو بہتر ہے۔ شکریہ۔

(ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ، ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ)

"ضیاء القرآن" میں اتحاد کا رد اور عملاً اتحاد کا معمہ؟

"رضائے مصطفےٰ" کے گذشتہ شمارہ میں منکرین شان رسالت ومخالفین شان صحابیت پر مشتمل پروفیسری اتحاد کے چیئرمین وترجمان پیر محمد کرم شاہ صاحب کی خدمت میں بعنوان "پیر صاحب سے استفسار" ہم نے دو احادیث صریحہ کی روشنی میں چھ سات شقوں پر مشتمل مضمون میں یہ عرض کیا تھا کہ "چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمہ حق کہنے اور کسی دلیل وسوال کا جواب دینے کے اہلیت سے محروم ہیں..... اس لئے آپ کی طرف ان کا ہمنوا ہونے اور مخلوط علماء کونسل کا چیئرمین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔ الخ

مگر افسوس کہ پیر صاحب نے بھی اپنے ممدوح ومنظور نظر پروفیسر صاحب کی طرح نہ کوئی جواب دیا ہے نہ رجوع الی الحق کا اعلان کیا ہے۔ تعجب ہے کہ اپنی ہی لکھی ہوئی باتوں پر نہ عمل کیا جاتا ہے اور نہ قول وفعل کے تضاد کا معمہ حل کیا جاتا ہے۔ پیر صاحب اپنی بزرگی وعلمی

سب کچھ جائز ہو گیا ہے؟

رابعاً: جن شیعہ علماء کو آپ نے اپنے ساتھ "متحد کیا ہے کیا وہ حضرات صحابہ وخلفاء ثلاثہ کے مخالف نہیں؟ کیا وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ اور خال المسلمین امیر معاویہ (رضی اللہ عنہم) کے مخالف نہیں؟ اگر مخالف نہیں تو تحریری ثبوت دیں کہ شیعہ ان حضرات کو مومنین مخلصین جانتے ہیں۔ اور اگر وہ ان کے مخالف ہیں تو جن کا صحابہ وخلفاء اور ام المومنین وخال المسلمین سے کوئی تعلق اور اتحاد واتفاق نہیں، آپ حضرات کا ان سے اتحاد کیونکر روا ہے۔ اور قیامت کے دن ان حضرات کے سامنے ان کے مخالفین سے اتحاد کا کیا جواز وجواب ہوگا؟

خامساً: حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر جن لوگوں کے ناپاک حملوں کے رد میں آپ نے شیعہ امامیہ کا نام لے کر ان کے خلاف "ضیاء حرم" کا "صدیق اکبر نمبر" اور "فاروق اعظم نمبر" شائع کیا ہے۔ اب انہیں کے ساتھ اتحاد کی کھچڑی پکانا کیونکر درست ہے۔ آپ نے تفسیر "ضیاء القرآن" میں "سورۂ فتح" کے بالکل آخر میں مخالفین صحابہ کے رد میں مزید جو احادیث صریحہ نقل کی ہیں کیا ان کی موجودگی میں ان لوگوں کے ساتھ اتحاد جائز ہے؟ اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں خود آپ نے صحابہ کو بُرا بھلا کہنے اور طعنہ وتشنیع کرنے والوں پر حدیث پاک سے اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت نقل کی ہے اور اب خود ان لوگوں کو "اتحاد امت مسلمہ" میں شامل کر لیا ہے۔ لہذا بتایا جائے کہ تنقیص صحابہ کے مرتکبین اہل لعنت اور اہل سنت میں وجہ اتحاد اور قدر مشترک کونسی ہے؟

سادساً: سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ نے کتاب "رد روافض" اور اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کتاب "رد الرفضۃ" میں روافض کے متعلق جو شرعی احکام بیان فرمائے کیا ان فتاوٰی کی موجودگی میں آپ کا ان سے اتحاد جائز ہے؟ اور اگر آپ کے اتحادی روافض ان فتاوٰی سے مستثنیٰ ہیں تو پھر ان دونوں اماموں کی دونوں کتابیں جن

روافض کے رد میں ہیں اس کی وضاحت فرمائیں۔

پیر صاحب: چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمہ حق کہنے اور کسی دلیل وسوال کا جواب دینے کی اہلیت سے محروم ہیں اور انہوں نے اپنے خلاف شائع ہونے والی دس مستقل تصانیف کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے آپ کی طرف ان کا ہمنوا ہونے اور مخلوط علماء کونسل کا چیئرمین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔ خدارا آپ ضرور توجہ فرمائیں اور اس استفسار کی ساری شقوں کا ترتیب وار جواب تحریر فرما کر اپنی دینی، اخلاقی، شرعی اور منصبی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔ نیز گذارش ہے کہ آپ کے شیخ طریقت حضرت علامہ خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمتہ نے مخالفین صحابہ کے متعلق جو کتاب اور فتاوٰی تحریر فرمائے ہیں ان پر بھی نظر فرمائیں تو بہتر ہے۔ شکریہ۔

(ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ، ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ)

"ضیاء القرآن" میں اتحاد کا رد اور عملاً اتحاد کا معمہ؟

"رضائے مصطفےٰ" کے گذشتہ شمارہ میں منکرین شان رسالت ومخالفین شان صحابیت پر مشتمل پروفیسری اتحاد کے چیئرمین وترجمان پیر محمد کرم شاہ صاحب کی خدمت میں بعنوان "پیر صاحب سے استفسار" ہم نے دراحادیث صریحہ کی روشنی میں چھ سات شقوں پر مشتمل مضمون میں یہ عرض کیا تھا کہ "چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمہ حق کہنے اور کسی دلیل و سوال کا جواب دینے کے اہلیت سے محروم ہیں..... اس لئے آپ کی طرف ان کا ہمنوا ہونے اور مخلوط علماء کونسل کا چیئرمین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔ الخ

مگر افسوس کہ پیر صاحب نے بھی اپنے ممدوح ومنظور نظر پروفیسر صاحب کی طرح نہ کوئی جواب دیا ہے نہ رجوع الی الحق کا اعلان کیا ہے۔ تعجب ہے کہ اپنی ہی لکھی ہوئی باتوں پر نہ عمل کیا جاتا ہے اور نہ قول وفعل کے تضاد کا معمہ حل کیا جاتا ہے۔ پیر صاحب اپنی بزرگی وعلمی

پاس بیٹھنا اور ان کی مجلس وجلوسوں میں شرکت کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے۔ ہم اپنی نادانی سے ان کی صحبت کو بے ضرر خیال کرتے ہیں اور اپنی سادہ لوحی سے بے دھڑک ان کے پاس آمدورفت رکھتے ہیں لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ وہ ہر وقت اس موقع کی تاڑ میں رہتے ہیں جبکہ وہ پھونک مار کر تمہارے ایمان کی شمع کو گل کر دیں۔ اس لئے اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ ان بد عقیدہ لوگوں کی صحبت سے احتراز کریں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی سنگت کرنا اور ان کی تقویت کا باعث بننا جو لوگوں کے حقوق تلف کرتے ہیں، یہ بھی شرعاً ناجائز ہے۔ تمہاری تائید اور اعانت صرف ان لوگوں کے لئے ہونی چاہئے جو صحیح عقیدہ کے علمبردار ہیں اور اپنی عملی زندگی میں عدل وانصاف کی قدروں کو سر بلند دیکھنے کے لئے کوشاں ہیں۔ مذاہب باطلہ کی فرقہ بازیاں سیاسی جتھہ بندیاں اور قبائلی تعصب ملت کے لئے تباہ کن ہیں۔ (ضیاء القرآن، جلد: 2، صفحہ: 396)

پیر صاحب یاد فرمائیں کہ انہوں نے کلام خداوندی کی روشنی میں بد عقیدہ و بد مذہب ظالموں کے ساتھ اتحاد و میل ملاپ اور ان کی صحبت ومجلس کا کتنا شدید رد فرمایا ہے اور اس کے بعد اگر وہ طاہر القادری کو راہ راست پر نہیں لا سکتے تو کم از کم خود ہی ملّی کونسل سے مستعفی ہو جائیں۔ (ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ، صفحہ ۷، ۶، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ)

"ضیاء القرآن" میں مخالفین کا رد اور عملاً اتحاد چہ معنی دارد؟

"رضائے مصطفیٰ" کے گذشتہ شمارہ میں بعنوان "تفسیر القرآن میں اتحاد کا رد اور عملاً اتحاد کا معمہ" اور اس سے قبل کے شمارہ میں "پیر صاحب سے استفسار" شائع ہو چکا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ پیر صاحب نے اپنے رفیق خاص پروفیسر طاہر القادری کی صلح کلیت کے زیر اثر لاہور میں ولادت باسعادت کی بارہویں پاک رات میں ناپاک اور گستاخانہ عقائد رکھنے والے فرقوں کے علماء سے نہ صرف عملاً اتحاد کیا بلکہ اس اتحاد کی "ملّی علماء کونسل" کے چیئرمین بھی

منتخب ہوئے اس لئے پیر صاحب پر لازم وفرض تھا کہ وہ ہمارے استفسار اور "ضیاء القرآن" کے پیش کردہ حوالہ جات کی روشنی میں اپنے اتحاد کا شرعی جواز پیش کر کے اپنا اور اپنے رفیق خاص کا حق بجانب ہونا ثابت کرتے یا رجوع الی الحق فرما کر اس نام نہاد اتحاد سے اظہار برات فرماتے اور ملّی کونسل سے مستعفی ہونے کا اعلان کرتے۔ مگر افسوس کہ بایں بزرگی ومفسر قرآن ہونے کے پروفیسر کی طرح پیر صاحب بھی خاموش ہیں۔ حالانکہ حق بیانی سے خاموشی ان کے شایان شان نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پیر صاحب اور ان کے پروفیسر صاحب ہمیں حقیر وصغیر تصور کر کے اپنے سٹینڈرڈ کا نہ سمجھ کر نظر انداز فرما رہے ہوں مگر انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر چہ ہم چھوٹے ہیں لیکن بفضلہٖ تعالیٰ ہمارا موقف اور ہمارے دلائل بہت بڑے ہیں۔ خصوصاً جبکہ خود یہ دلائل ان کی تفسیر ومسلمات سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ان کا جواب شرعاً اخلاقاً ضروری ہے اور استفسار کی تیسری قسط حاضر خدمت ہے۔

آیتِ مبارکہ: محمد رسول اللّٰہ والذین معہٗ کے تحت مخالفین صحابہ شیعہ شنیعہ کے متعلق لکھا ہے "آج بھی صحابۂ کرام سے محبت وعقیدت ایمان کی علامت ہے اور ان سے کینہ وعداوت ان کی بدگوئی اور غیبت ان کے حیرت انگیز کارناموں کا انکار اور ان پاکیزہ ہستیوں پر طرح طرح کی الزام تراشیاں وہی لوگ کرتے ہیں جن کی مذمت سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے ......حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جن کے دلوں میں صحابہ کرام ؓ کا بغض وعناد ہوگا اس لئے حضور ﷺ نے پہلے ہی اپنی امت کو اس گروہ کی شر انگیزیوں سے آگاہ کر دیا...... جو لوگ کسی غلط فہمی کے باعث صحابہ کرام ؓ کے بارہ میں سوء ظن میں مبتلا ہیں انہیں چاہئے کہ لیغیظ بھم الکفار کے جملہ میں غور کریں اور ارشادات رسالتمآب ﷺ کو غور سے پڑھیں...... بعض لوگوں کے دلوں میں اسلام سے عداوت کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ وہ حق سننے اور دیکھنے سے گریزاں ہیں۔

(ضیاء القرآن، جلد:4، صفحہ:571-572 ملخصاً)

ثانی اثنین اذھما فی الغار کے تحت لکھا ہے کہ ستیاناس ہو تعصب اور ہٹ دھرمی کا کہ یہ دل سے خلوص عقل سے فہم، زبان سے اعتراف حق اور قلم سے اظہار صداقت کی جرات سلب کر لیتی ہے۔........ اور انسان ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے کہ سننے والے مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر بلکہ تحریف کرتے ہوئے بعض شیعہ علماء نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس کی ایک دردناک مثال ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ ضیاء القرآن کے صفحات ایسی بے معنی مباحث سے پاک رہتے لیکن محبت اہل بیت کی آڑ میں قصر اسلام کو منہدم کرنے کی جو ناپاک کوششیں ہو رہی ہیں ان کا تقاضہ یہ ہے کہ ان باتوں کو بھی زیر بحث لایا جائے تاکہ سادہ لوح عوام کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر متاع ایمان کو گم نہ کر بیٹھیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

بعض شیعہ مصنفین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کو داغدار کرنے کے جنون میں آیت طیبہ پر اس طرح طبع آزمائی کی ہے کہ دل لرز اٹھتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی توفیق ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو انسان ایسی ہی بے سروپا باتیں کرنے لگتا ہے..... اگر آج کل بے عمل ''مسلمان'' حضرت صدیق اکبر ﷺ پر زبان طعن دراز کرنے کی جرات کرتا ہے تو وہ اپنا ہی کچھ بگاڑتا ہے صدیق اکبر ﷺ کی شان میں کمی نہیں ہو سکتی۔..... اور کوئی صاحب ایمان ایسا کہنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور شمع جمال مصطفوی کے پروانوں کی عزت و احترام اور پیروی کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔ آمین

(تفسیر ضیاء القرآن، صفحہ:213 جلد دوم)

بیعت رضوان: کے بیان کے تحت لکھا ہے کہ ''اگر کوئی بدباطن یا کم فہم ان (صحابہ) سے برہم یا ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے ان کی شان رفیع میں گستاخی کرتا ہے تو کرتا رہے۔ اس طرح وہ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرے گا۔ ان نفوس قدسیہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

(ضیاء القرآن، جلد:4، صفحہ:556)

شیعہ کے بعد وہابیہ: کے متعلق بھی پیر محمد کرم شاہ صاحب نے اپنی تفسیر میں جابجا پُر زور رد فرما کر بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو ان کی گستاخانہ ذہنیت سے خبردار کیا ہے۔ (ملاحظہ فرمایئے)

''جو لوگ (علم غیب) کو یہاں تک تنگ کر دیتے ہیں کہ حضور کو اور تو اور اپنے انجام کا بھی علم نہ تھا ان کی تنگ دلی اور تنگ نظری مستحق ہزار تاسف ہے''۔ (ضیاء القرآن، ج:1، ص:301)

''یہ کہنا کتنی بڑی جسارت بلکہ گستاخی ہے کہ حضور پُر نور شافع یوم النشور ﷺ کو نعوذ باللہ اپنے انجام کی خبر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نور ایمان سے محروم نہ کرے ورنہ حضرت انسان بایں جبہ و دستار برسر منبر لوگوں کے سامنے اس قسم کی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (ضیاء القرآن، جلد:2، صفحہ:316)

قُل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعاً الا ماشاء اللہ کے تحت لکھا ہے..... ''یار لوگوں نے اس آیت کی آڑ لے کر حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ کے فضائل و کمالات کا انکار شروع کر دیا اور ایسی اناپ شناپ باتیں کرنے لگے جن سے دین و دانش دونوں ہی شرمندگی محسوس کرتے ہیں کہ حضور کچھ نہیں دیتے، حضور کچھ نہیں کر سکتے۔ بارگاہ رسالت میں اپنے دکھوں دردوں کی فریاد کرنا شرک ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(ضیاء القرآن، جلد:2، صفحہ:305)۔

لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ''جو لوگ حضور کی شان رفیع میں سوقیانہ باتیں کرتے ہیں، حضور ﷺ کے علم خداداد پر معترض ہوتے ہیں، ادب و احترام کو ملحوظ نہیں رکھتے...... وہ اپنے انجام کے بارے میں خود سوچ لیں..... اس جملہ میں گستاخوں کی اس محرومی و بدنصیبی کا بیان ہے۔ اس کو سن کر بھی علم و زہد کا خمار اگر نہ اترے فضیلت و پارسائی کا طلسم اگر نہ ٹوٹے تو بدقسمتی کی انتہا ہے..... اعمال کا جو باغ تم نے لگایا تھا

اسے تو بے ادبی اور گستاخی کی بادِ صرصر نے خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد 4، صفحہ: 580)

کتاب ''تحذیر الناس میری نظر میں'' میں پیر صاحب رقمطراز ہیں کہ دیوبندی مسلک کے...... مولوی محبوب خدا ﷺ کی ذات پاک اور صفات کمال کو ہدف تنقید بنایا کرتے...... کبھی علم خداداد پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے...... اور بڑی ڈھٹائی سے دنیا کو بتایا جاتا کہ دین اسلام کا داعی العیاذ باللہ بے علم یا کم علم تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشاق جب اپنے رؤف ورحیم آقا کی خدمت میں درد بھری فریاد کرتے تو انہیں مشرک بلکہ ابو جہل اور ابولہب سے بھی بڑے مشرک اور کافر کہا جاتا...... کہ جنہیں یا رسول اللہ کہہ کر پکارتے ہو انہیں تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تھا۔ حضور کو اپنا جیسا بشر یا زیادہ سے زیادہ بڑا بھائی کہنے کہلوانے پر اصرار کیا جاتا اور یہ کہنے اور غرانے والے وہ لوگ تھے جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتے......

تحذیرالناس: (از مولوی قاسم نانوتوی بانی دیوبند) کی (ختم نبوت کے خلاف) متعدد ایسی عبارت ہیں۔ جن پر اعلحضرت امام اہل سنت نے شدید نوعیت کی گرفت کی...... آپ کی اس بے باک تنقید کے باعث مسلمان بیدار ہو گئے۔''

ایک طرف نام نہاد خالص ''بریلوی انداز'' میں یہ تصریحات اور دوسری طرف انہی بے ادب وبدعقیدہ لوگوں سے اتحاد وملاوط کونسل کی ''چیئر مینی'' کا معمہ کتنی عجیب چیز ہے اور اپنا معمہ حل نہ کرنا اس پر مستزاد۔

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، ص: ۲۳۸، جمادی الآخری، ۱۴۰۹ھ)

''ضیاء حرم'' فتاویٰ رضویہ کی عدالت میں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

تحقیق مسئلہ مفقود ''زوجہ مفقود'' (گمشدہ) کے لئے چار برس کی مہلت جو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے۔ جمہور ائمہ کرام اس کے مخالف ہیں۔ قرآن عظیم صاف صاف ارشاد فرما رہا ہے کہ والمحصنت من النساء تم پر حرام ہیں وہ عورتیں جو دوسرے کے نکاح میں ہیں'' اس عورت (زن مفقود) کا نکاح مفقود میں ہونا تو یقیناً معلوم اور چار برس کے بعد اس کی موت مشکوک وموہوم۔ کیا آدمی اتنی مدت میں خواہ مخواہ مر ہی جاتا ہے اس کی مرگ پر غلبہ ظن کرتا ہے؟ اور تمام ائمہ کرام کا اجماع کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ تو نص قطعی (قضیہ یقینی) کے خلاف ایک موہوم بات پر کیونکر زن زید نکاح عمر میں آ سکتی ہے؟ ادھر احادیث حضور سید المرسلین ﷺ میں اس مذہب (مالکی) کا کہیں پتا نہیں بلکہ حدیث آئی ہے تو ہمارے (احناف) ہی کے موافق آئی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں؟ امرأۃ المفقود امرأتہا حتی یاتیہا البیان مفقود کی زوجہ اسی کی عورت ہے۔ یہاں تک کہ اس کی موت کا خیال ظاہر ہو۔ (سنن دار قطنی عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ)

علی المرتضیٰ ؓ۔ امیر المومنین مولی المسلمین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ ؓ سید الفقہاء سند الائمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہماری ہی طرف ہیں کہ ہی امرأۃ ابتلاھا اللہ تعالیٰ فلیصبر حتی یاتیہا البیان یہ ایک عورت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بلا وآزمائش میں مبتلا فرمایا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ صبر کرے یہاں تک کہ شوہر کی موت وحیات ظاہر ہو۔ (رواہ عنہما عبد الرزاق فی مصنفہ) اور قوت بر قوت یہ کہ امیر المومنین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم

ﷺ کہ پہلے قائل چار سال کے تھے بلکہ وہی پہلے قائل چار سال کے ہوئے بعد قول حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف رجوع فرمایا۔ کما ذکرہ فقیہ الکوفہ ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نقلہ المحقق فی الفتح۔ تو وہ دلیل کے مالکیہ کو اس قول پر حاصل تھی یعنی تقلید فاروقی وہ بھی نہ رہی اسی طرح امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ارشد تلامذہ امام مالک ہیں، پہلے قول امام مالک کے قائل تھے پھر ہمارے (احناف) ہی کے قول کی طرف رجوع لائے۔ اور وہی ان کے مذہب میں راجح قرار پایا۔ کما فی میزان الشریعۃ الکبریٰ و رحمۃ الائمۃ فی اختلاف الائمۃ۔

قول ضعیف تو جو اس قول کے قائل تھے ان پر بھی اس کا ضعف ظاہر ہوا جب تو اس سے رجوع کرتے آئے اور قول ضعیف پر حکم و فتویٰ جہل و مخالفت اجماع ہے۔ (در مختار) پھر معاملہ کون سا۔ معاملہ فروج کا جس میں شریعت مطہرہ کو سخت احتیاط ملحوظ یہاں تک کہ با آنکہ اصل اشیاء میں اباحت و حلت ہے فروج میں اصل حرمت ٹھہری تو ایسے امر میں ایسے قول کی طرف اپنا ایسا قوی و مدلل مذہب چھوڑ کر جانا کیسی کھلی بے احتیاطی ہے۔ (اس تفصیل کے باوجود) حنفی قاضی اگر قول امام مالک پر ہی عمل کیجئے تو اول تو یہاں قاضی مالکی کہاں اور قاضی حنفی اپنے خلاف مذہب کیوں حکم دینے لگا۔ غرض خلاصہ مقصود یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے۔ اللہ سے ڈرے۔ اللہ سے ڈرے۔ اور امر فروج کو کھل نہ جانے نہ فقدان شوہر کو مرگ شوہر کے پلے میں رکھے۔

محارم: اگر (زوجہ مفقود) کی خبر گیری کر سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ثواب عظیم لیں اپنی بیٹی بہن کے بے شوہر بیوگی نگاہ غیر کی بلائیں نہ پڑنے دیں؟ یہ دینی حکم ہے اور اپنی ناموس کے خواص حرام و حلال کا معاملہ۔ اس میں ذرا غیرت و حمیت کو کام میں لائیں اور سمجھ بوجھ کر انجان نہ بنیں۔ وباللہ التوفیق وھو الهادی الی سواء الطریق"۔

"فتویٰ ثانی" (مذہب) ائمہ حنفیہ جمہور ائمہ کرام میں زن مفقود پر انتظار فرض ہے اور اس کی

تقدیر مفتی بہ مؤید بہ حدیث صحیح یہ ہے کہ روز ولادت مفقود سے 70 سال گزر جائیں..... ورنہ (نکاح زوجہ مفقود) حرام حرام حرام۔ اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ والمحصنت من النساء (واللہ تعالیٰ اعلم) (فتاویٰ رضویہ، جلد: 18، ص: 116)

"بہار شریعت" میں صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "مفقود کی مقدار یہ ہے کہ اس کی عمر سے 70 برس گزر جائیں۔ اب قاضی اس کی موت کا حکم دیگا اور عورت عدت وفات گزار کر نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ بحوالہ فتح القدیر (بہار شریعت جلد اول، ص: 18)

سبحان اللہ: اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی قرآن کریم و حدیث پاک اور فقہ شریف پہ کتنی گہری نظر اور کیسی تحقیقی فتویٰ نویسی ہے اور مسئلہ مفقود الخبر کو کتنی تفصیل و جامعیت سے تحریر فرمایا ہے۔ (جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

جبکہ: پیر محمد کرم شاہ کی زیر سرپرستی شائع ہونے والے ماہنامہ "ضیاء حرم" نے ماہ رمضان کے شمارہ میں فتاویٰ رضویہ" کے برعکس اس مسئلہ میں مذہب مالکی کے ضعیف و مرجوح موقف پر مبنی مذہب حنفی کے خلاف ایک غیر تحقیقی زنانہ فتویٰ شائع کرکے بہت غلط تاثر دیا ہے۔ لہذا اہل علم و اہل ذوق و تحقیق پسند حضرات "ضیاء حرم" کے خلاف تحقیق "زنانہ فتویٰ" کے متعلق "فتاویٰ رضویہ" کی عدالت "بہار شریعت" کا فیصلہ پڑھیں اور غلط فہمی و غلط تاثر سے بچیں۔

تعجب ہے کہ "ضیاء حرم" کے "زنانہ فتویٰ" میں یہ تسلیم کرنے کی باوجود کہ مذہب حنفی و امام اعظم ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) کا وہی فتویٰ ہے جو فتاویٰ رضویہ میں مدلل و مفصل طور پر مذکور ہوا پھر بھی اسے نامناسب و نادرست قرار دے کر مالکی مذہب کو حنفی مذہب پر ترجیح دی ہے۔ فیا للعجب وضیعۃ الادب "علاوہ ازیں" "ضیاء حرم" کے فتویٰ میں کہا گیا ہے کہ قرآن کریم میں اس مسئلہ کے متعلق کوئی صریح حکم نہیں ہے اور نہ ہی احادیث میں، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے بیان کی گئی ہے۔ کہ مفقود کی بیوی چار سال تک انتظار کرے۔ حالانکہ "فتاویٰ

رضویہ" میں اس سے حضرت عمر کا رجوع بھی ثابت کیا ہے۔ اور اس مسئلہ میں قرآن وحدیث سے بھی حکم بیان کیا گیا ہے۔ بہرحال مذہب امام اعظم ابوحنیفہ ہی ہر طرح مدلل ومویدو محتاط ہے اور اس کے خلاف 'ضیاء حرم' کا زنانہ فتویٰ خلاف تحقیق وخلاف مذہب حنفی ہے جو احناف اہلسنت کے لئے قابل عمل ولائق توجہ نہیں۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ: روزنامہ "جنگ" لاہور 28 جنوری کی اشاعت میں ایک وہابی مولوی نے پیر محمد کرم شاہ صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ "انہوں نے ایک مستقل رسالہ میں بڑی شدومد کے ساتھ اس مسلک کی تائید کی ہے۔ کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کیا جائے۔ اگر واقعی پیر صاحب کا غیر مقلدین وہابیہ کی موافقت میں یہی موقف ہے تو "ضیاء حرم کے "زنانہ فتویٰ" کی طرح پیر صاحب کا تین طلاقوں کو ایک شمار کرنے کا فتویٰ بھی بالکل خلاف تحقیق اور مذہب حنفی واجماع امت کے برخلاف ہے۔ لہذا کسی سنی حنفی عامی وعالم کو پیر صاحب کے نام سے متاثر اور غلط فہمی میں مبتلا ہو کر تین طلاقوں کو ایک شمار کر کے مطلقہ مغلظہ عورت سے رجوع کر کے حرامکاری میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ علامہ محمود احمد رضوی شارح بخاری نے بھی لکھا ہے۔ کہ "اگر انہوں نے اہل سنت کے موقف۔ کے خلاف کوئی رائے دی ہے۔ تو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ جمہور مسلمین ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے مقلد ہیں۔ پیر کرم شاہ کے مقلد نہیں"۔ (ماہنامہ رضوان جنوری فروری 1996) علاوہ ازیں پیر صاحب کے شیخ، شیخ طریقت خواجہ محمد قمر الدین علیہ الرحمۃ نے بھی مسئلہ طلاق ثلاثہ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔

"التحقیق فی التطلیق"، جس میں محققانہ طور پر تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کرنے کے غیر مقلد نظریہ کا رد کیا ہے اور شبہات کا جواب دیا ہے۔ افسوس کہ پیر صاحب نے نہ از خود روزنامہ جنگ میں اپنے متعلق وہابی مولوی کے بیان کا جواب دیا ہے نہ ہی ماہنامہ "ضیاء حرم" میں اس کے متعلق کوئی وضاحت کی ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں ہمارے جوابی رجسٹری مکتوب کا

جواب دیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ واللہ اعلم

(ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ، ص ۱۰ تا ۱۲، شوال المکرم ۱۴۰۶ھ)

ماہنامہ "ضیاء حرم" لاہور

نے ماہ شعبان کی اشاعت میں رسالہ "تکبیر" کراچی کے سابق ایڈیٹر صلاح الدین کے قتل پر اپنے اداریہ میں انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے "مینارہ نور" قرار دیا ہے۔ اور یہ جانتے ہوئے ان کی قصیدہ خوانی ومرثیہ خوانی کی ہے کہ وہ نجدی مودودی جماعت سے وابستہ تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ وہ "نظریاتی لحاظ سے ایک خاص جماعت سے وابستہ تھے" اور وہ "خاص جماعت" کونسی ہے۔ یہی مودودی جماعت جس کے خود ساختہ نظریات ونجدی عقائد کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ بلکہ صلاح الدین کی انتہا پسندی کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ اس نے شان رسالت وجشن میلاد مصطفےٰ ﷺ کے خلاف نہایت دل آزار وگستاخانہ مضمون شائع کیا تھا۔ جس پر عاشقان شان رسالت نے شدید احتجاج کیا تھا۔ اور بعض نوجوان دفتر تکبیر پر حملہ آور بھی ہوئے تھے جبکہ صلاح الدین نے (بقول رسالہ اہلحدیث لاہور) یہ وصیت کی ہوئی تھی کہ میری وفات کے بعد ختم قل اور تیجہ وغیرہ کی کوئی رسم ادا نہ کی جائے۔ ایک طرف صلاح الدین کا ایسا تعصب اور دوسری طرف "ضیاء حرم" کی طرف سے ایسے شخص کے لئے قصیدہ گوئی ومرثیہ خوانی پر سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ "ضیاء حرم" کا یہ اداریہ ضیاء حرم اور ضیاء القرآن کی ضیاء سے محرومی ہے اور ضیاء حرم کا یہ تاریک پہلو ہے۔ تعجب ہے کہ شہید اہلسنت مولانا محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے عظیم المیہ پر رسالہ "تکبیر" سمیت کوئی نجدی مودودی وہابی رسالہ ٹس سے مس نہ ہوا لیکن صلاح الدین کے قتل پر "ضیاء حرم" مرثیہ خوانی پر مجبور ہو گیا۔

دیکھ مسجد میں شکست رشتہ تسبیح شیخ
بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

(ماہنامہ ''رضائے مصطفٰے'' گوجرانوالہ صفحہ ۲۰، رمضان و شوال ۱۴۱۵ھ)

ماہنامہ ''ضیاء حرم'' اور نام نہاد تفسیر جواہر القرآن کے گستاخانہ عقائد باطلہ

جیسا کہ ''رضائے مصطفٰے'' کے گذشتہ شمارہ شعبان و اکتوبر میں ''ضیاء حرم'' کے مضمون نگار محمد یونس مئو کے حوالہ سے نام نہاد تفسیر ''بلغتہ الحیر ان'' کے گستاخانہ عقائد باطلہ کا رد کیا گیا تھا۔ اور ادارہ ''ضیاء حرم'' کو اس کے ازالہ و تردید کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ ﴿﴾ اسی طرح مئو صاحب کے مضمون میں چونکہ مشہور غالی دیوبندی مولوی غلام خان کی نام نہاد تفسیر ''جواہر القرآن'' کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ''جواہر القرآن'' کا بھی ''بلغتہ الحیر ان'' کی طرح رد کیا جائے تاکہ ''ضیاء حرم'' میں اس کے حوالہ و تذکرہ سے کسی کو مغالطہ نہ ہو۔ یاد رہے: کہ مولوی غلام خان کی کتاب ''جواہر القرآن'' میں خالص نجدی و خارجی ذہنیت کے تحت کفار و مشرکین اور بتوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کیا گیا ہے۔ اور کافر و مشرک قرار دیا گیا ہے۔ اور محبوبانِ خدا حضرات انبیاء و اولیاء پر چسپاں کر کے ان کے کمالات و تصرفات و علوم مبارکہ کی بڑی شقاوت و خباثت قلبی کے تحت نفی کی گئی ہے۔ اور یہاں تک دریدہ دہنی کی گئی ہے کہ معاذ اللہ ﴿﴾ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو نفع و نقصان دینے کی طاقت اور نہ ہی غیب جاننے کی طاقت اللہ جل شانہ، کی طرف سے دی گئی ہے۔

نبی کو جو حاضر و ناظر کہے　　　بلا شک شرع اس کو کافر کہے

(جواہر القرآن، ص: 141)

ایسی وہابی خارجی گستاخانہ عقائد باطلہ اور تفسیر سے ''جواہر القرآن'' بھری پڑی ہے۔ اور بڑے تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ ''ضیاء حرم'' میں ایسی کتاب کو تفسیر کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ اور پھر ان کی اکابر مفسرین کی تفاسیر مبارکہ سے پیوندکاری کی گئی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

معلوم ہونا چاہئے کہ مولوی غلام خان ایسا غالی دیوبندی خارجی تھا کہ خود علماء دیوبند نے بھی اس کا رد بلیغ کیا ہے۔ اور اس کے خلاف فتویٰ جاری کیا ہے۔ چنانچہ ایک ضخیم کتاب ''ہدایۃ الحیر ان فی جواہر القرآن'' کے تعارف میں لکھا ہے کہ ''تفسیر جواہر القرآن'' مؤلف مولانا غلام خان کی ان مقامات پر گرفت کی گئی ہے اور ان کا خلاف حق و تحقیق ہونا بادلیل ثابت کیا گیا۔ جس میں مؤلف ''جواہر القرآن'' نے اہلسنت و جماعت اکابر علماء دیوبند کی تحقیقات کے خلاف راہ اختیار کی ہے۔ اور جادہ مستقیمہ سلف صالحین کے نقش قدم سے انحراف کیا ہے۔ (ص ۱) اس سے مولوی غلام خان کی گمراہی و بے دینی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خود علماء دیوبند نے بھی اس کے عقائد باطلہ نظریات فاسدہ سے اتفاق نہیں کیا بلکہ اس کا رد بلیغ کیا ہے۔

فتویٰ: اور مولوی غلام خان کے خلاف ایک اشتہار بھی شائع ہوا ہے۔ کہ ''مولوی غلام خاں علماء دیوبند کی نظر میں'' جس میں کہا گیا ہے کہ ﴿﴾ مولوی غلام خاں نہ دیوبندی ہے نہ بریلوی یہ ایک جدید فتنہ انگیز طائفہ کا بانی ہے۔ مسلمانوں کو خبردار رہنا چاہئے ﴿﴾ مولوی غلام خاں اور اس کے ہم خیالوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہے۔ ان کو مساجد کا امام نہ بنایا جائے۔ دین کی حفاظت کے لئے ان سے سلام و کلام بند کر دینا چاہئے۔ صدر مفتی دار العلوم دیوبند اور دیگر علماء کا فتویٰ تفصیل کے لئے اشتہار ''مولوی غلام خاں علماء دیوبند کی نظر میں'' مکتبہ رضائے مصطفٰے چوک دار السلام گوجرانوالہ سے (چھ) روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔ حرف آخر: کاش کہ ادارہ ''ضیاء حرم'' تفصیل مذکور کے ساتھ ''جواہر القرآن'' کے گمراہ کن عقائد کا ازالہ کرے اور قارئین ''ضیاء حرم'' کو تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھلائے تاکہ کوئی مسلمان ''ضیاء حرم'' کے صفحات پر نام نہاد تفسیر ''جواہر القرآن'' کے ذکر سے دھوکا نہ کھائے۔ اور اس سے متاثر نہ ہو۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

(ماہنامہ رضائے مصطفی، گوجرانوالہ، ص: 13، رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ نومبر 2003ء)

ماہنامہ ”ضیائے حرم“ میں شائع شدہ ایک مضمون اور اس کا تحقیقی رد

بنام

علماء و مشائخ اہل سنت

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم۝

اما بعد

ماہنامہ ضیائے حرم نومبر 2004ء کے صفحہ 13-14 پر پروفیسر حافظ احمد بخش بھیروی صاحب کا ایک مضمون بنام ”جمال کرم میں شائع ہونے والے حضرت ضیاالامت کے ملفوظات عالیہ کے بارے ایک ضروری وضاحت“ چھپا ہے۔ حافظ احمد بخش صاحب نے اس مضمون میں کذب بیانی سے کام لیا۔ مگر افسوس کہ جھوٹ بولنے کے باوجود جسٹس کرم شاہ[1] الازھری کی جان چھڑوانے کے چکر میں اپنی جان پھنسا بیٹھے۔ کیسے؟

یہ بیان کرنے سے قبل ہم پیر کرم شاہ بھیروی صاحب کا مختصر تعارف کروانا ضروری سمجھتے ہیں۔ پیر کرم شاہ صاحب اپنی تصنیفات اور ادارہ کی بدولت عوام الناس میں خوب متعارف ہیں۔ یہ وہی پیر کرم شاہ صاحب ہیں جنہوں نے اکابرین اہل سنت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔

1- طلاق ثلاثہ یعنی بیک وقت تین طلاق کے تین واقع ہونے پر اجماع امت کی مخالفت کی اور ابن تیمیہ اور اس کے پیروکاروں کی حمایت کر کے آئمہ اربعہ، فقہاء ملت رضی اللہ عنھم اجمعین کے مؤقف کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک طلاق ثلاثہ والے معاملے میں اجماع امت کا مخالف گمراہ

---

1 یاد رہے کہ کرم شاہ صاحب سید نہیں ہیں بلکہ ہاشمی ہیں اور حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ اکثر خواص و عوام ان کے نام کے ساتھ لفظ شاہ پڑھ کر انہیں سید سمجھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ ثبوت کے لئے پیر صاحب کا شجرہ ملاحظہ کریں، جمال کرم جلد اول صفحہ ۱۹ و ضیائے حرم ”ضیا الامت نمبر“ صفحہ ۲۲،۲۳ (ہارون)

ہے۔ پیر کرم شاہ صاحب نے اس موضوع پر نہ صرف اپنا الگ موقف اپنایا بلکہ ایک پوری کتاب بنام "دعوت فکر و نظر" تحریر کی جسے لاہور کے وہابیہ کے کتب خانہ "نعمانی کتب خانہ" نے چھاپ کر اہل سنت وجماعت پر اتمام حجت کرنے کی ناکام کوشش کی۔

2- تحذیر الناس جو کہ مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے تحریر کی ہے یہ وہ ناپاک کتاب ہے جس میں سرکار مدنی تاجدار ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کیا گیا اور آپ ﷺ کے بعد نبی آنے سے ختم نبوت میں کچھ فرق نہ آنا بتلایا گیا۔ انہی صریح کفریات کی وجہ سے علماء عرب وعجم نے بالاتفاق اس کتاب کے مصنف پر بایں الفاظ فتویٰ صادر فرمایا کہ "من شك فی کفرهم و عذابهم فقد کفر" کہ جس شخص نے اس کے کفر یا عذاب میں شک کیا تحقیق اس نے بھی کفر کیا۔ مگر اکابرین اسلام کے اس اجماعی موقف کو رد کر کے پیر کرم شاہ صاحب نہ صرف تحذیر الناس کی شان میں رطب اللسان نظر آتے ہیں بلکہ قاسم نانوتوی جیسے صریح کافر و مرتد کے بارے میں بایں الفاظ تعریفی کلمات ادا کرتے نظر آتے ہیں:

"یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی ومتواتر سمجھتے تھے انہوں نے اس بات کو صراحۃً ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(تحذیر الناس میری نظر میں، ص 58: مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

اسی طرح پیر کرم شاہ صاحب نے منکر ختم نبوت قاسم نانوتوی کے ان اقوال کی تائید کی جن سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کو تقویت پہنچائی۔ بلکہ مرزا قادیانی

کی مزعومہ نبوت کی بنیاد ہی تحذیر الناس تھی اور پھر بقول مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی۔

جس وقت مولانا نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی کے (افاضات الیومیہ جلد چہارم ص 570 ملفوظ نمبر 927)

یعنی جس کتاب کی تائید عالم اسلام میں سے کسی ایک بھی ذمہ دار شخص نے نہ کی اس کتاب کی کفریہ عبارات کو نہ صرف پیر صاحب صحیح تسلیم کرتے ہیں بلکہ درج بالا عبارت میں نانوتوی کو ختم نبوت کا منکر نہیں مانتے۔

ہم اس عبارت کی روشنی میں پیر کرم شاہ صاحب کے چاہنے والوں سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر قاسم نانوتوی نے ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں کیا اور وہ اسے ضروریات دین میں شمار کرتا تھا اور اس کے منکر کو کافر قرار دیتا تھا تو پھر علمائے حرمین شریفین سمیت تقریباً چار سو علماء اسلام نے اسے کافر کیوں قرار دیا اور کیوں فرمایا کہ

من شك فی کفره و عذابه فقد کفر؟

اور پھر یہ کہ اس کتاب تحذیر الناس کو بے غبار ثابت کر کے کیا مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوت کو پھر سے سہارا دینے کی کوشش نہیں کی گئی؟

بعض لوگوں نے اس کتابچے "تحذیر الناس میری نظر میں" کو کرم شاہ صاحب کا رجوع بتلایا۔ مگر ایسا کہنا اپنے آپ کو دھوکے میں ڈالنا ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب نے پورے کتابچے میں متنازعہ عبارات کو کفر نہیں کہا اور قاسم نانوتوی کو کافر نہیں کہا بلکہ عبارتوں کو غلط فہمی کو جنم دینے والی عبارات قرار دیا۔ بقول ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی "پیر صاحب نے بریلویوں کو خوش کرنے کیلئے ایک بات اب پیدا کی ہے کہ تحذیر الناس کی بعض عبارات سے کچھ غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔ لیکن پیر صاحب نے ان عبارات کو غلط نہیں کہا۔ اس فہم کو غلط کہا ہے جو ان سے ختم نبوت زمانی کے خلاف کوئی دوسرا نتیجہ نکالے۔ دوسرے لفظوں میں اسے یوں سمجھئے کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی نے بات غلط نہیں کی مولانا احمد رضا خان نے اسے غلط سمجھ لیا۔

سو پیر صاحب یہاں کسی غلط بیانی کی نشاندہی نہیں کر رہے مولانا احمد رضا خان اور ان کے پیروؤں کی غلط فہمیوں کو نمایاں کر رہے ہیں''۔

(تحذیر الناس مع مقدمہ از ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی، مطبوعہ مکتبہ حنفیہ، ص: 12، گوجرانوالہ)

یہ تو تھی تحذیر الناس کی حمایت اور طلاق ثلاثہ والے معاملے میں پیر کرم شاہ صاحب کا اجماع امت سے عدول مگر نہ جانے کیا مصلحت تھی کہ ہمارے بعض علماء انہی باتوں کی وجہ سے دہابیہ دیابنہ کے خلاف بھرپور طریقے سے قلمی ولسانی جہاد میں مصروف نظر آتے ہیں لیکن جب معاملہ کرم شاہ صاحب کا آتا ہے تو بغیر کسی دلیل وحوالہ کے انہیں ضیاء الامت وغیرہ جیسے مقدس القابات سے نوازا جاتا ہے۔

ہمارا ان بعض علماء ومشائخ سے یہ سوال ہے کہ اگر طلاق ثلاثہ والے معاملے پر اجماع امت کا انکار کر کے اور تحذیر الناس کی کفریہ عبارات کی حمایت کر کے پیر کرم شاہ صاحب ضیاء الامت ہو سکتے ہیں تو پھر قاسم نانوتوی علیہ ما علیہ قاسم العلوم والخیرات کیوں نہیں ہو سکتا؟ اور دیگر اجماع امت کا انکار کرنے والے انہی القابات کے مستحق کیوں نہیں؟ آخر ان کا قصور کیا ہے؟

3- پیر کرم شاہ صاحب بھیروی دیوبندیوں وہابیوں کو باوجود ان کی گستاخانہ عبارتوں کے اہل سنت وجماعت میں شامل کرتے ہیں۔ ثبوت کیلئے ملاحظہ فرمائیں۔ (ضیاء القرآن، جلد: اول، ص: 11) پیر صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں:

''اس باہمی وداخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنّت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں (بریلوی، دیوبندی) میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے۔ لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوء ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر وتحریر میں

احتیاط واعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر وبیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے لٹھ لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں''۔

اس عبارت میں پیر کرم شاہ صاحب نے دیوبندیوں کو اہل سنت وجماعت میں گردانا مگر حافظ احمد بخش صاحب اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

''آپ سے (کرم شاہ صاحب سے) ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ مقدمہ ضیاء القرآن میں اہل سنت والجماعت کے جن گروہوں کے باہمی اختلافات کا ذکر ہے ان سے مراد کون ہیں؟ آپ نے فرمایا ان سے مراد گستاخان رسول نہیں جو رسول اللہ ﷺ کا گستاخ ہے اس کا شمار اہل السنۃ میں تو کجا اہل اسلام میں ہی نہیں کیا جا سکتا؟ (ماہنامہ ضیائے حرم ص 13 ماہ نومبر 2004ء)

اسے کہتے ہیں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا۔ پہلے تو پیر صاحب کے صاحبزادہ اور سجادہ نشین صاحب کی تصدیق کے ساتھ ضیاء القرآن سے جمال کرم نامی کتاب چھاپی گئی جس میں تمام متنازعہ امور کو جان بوجھ کر اچھالا گیا اور اب اس مضمون میں پیر صاحب کی اس عبارت کی ایسی وضاحت کی کہ بجائے بچنے کے مزید پھنس گئے۔ اس وضاحت سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ صلح کلی حضرات کے پاس پیر کرم شاہ صاحب کی اس عبارت کا کوئی جواب نہیں ہے۔

1- ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر دو گروہوں میں سے دوسرا گروہ دیوبندی گروپ نہیں تو پھر کون سا گروہ مراد ہے؟

2- وہ کون سے دو گروہ ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر میں بقول کرم شاہ صاحب عمریں برباد کر رہے ہیں؟

3- اس عبارت میں پیر صاحب نے اہل سنت اور دیوبندیوں کے اختلافات کو فروعی قرار دیا اور دین کے بنیادی اصولوں میں موافقت بتلائی۔ اگر یہ اختلافات فروعی

ہیں تو پھر صرف فروعی اختلافات کی بنا پر پیر کرم شاہ صاحب اور دیگر صلح کلی حضرات کا دیو بندی گروہ سے الگ رہنا اپنی علیحدہ مساجد اپنے الگ دار العلوم بنانے کی کیا تک بنتی ہے؟ حالانکہ فروعی اختلافات کی بنیاد پر اتنا سخت ردعمل ہرگز مناسب نہیں۔

4- پھر پیر کرم شاہ صاحب کی جانب سے جو وضاحت حافظ احمد بخش صاحب نے پیش کی ہے اس وضاحت میں پھر دیو بندیوں کی حمایت کا حق ادا کیا گیا کہ اس سے مراد گستاخان رسول نہیں یعنی دیو بندی گستاخان رسول نہیں اور جب گستاخان رسول نہیں تو اہل سنت میں شامل ہیں بات صاف ہوگئی کیونکہ اگر پیر صاحب موصوف دیو بندی عقائد کو گستاخی پر مبنی سمجھتے تو ضرور بالضرور اس بات کو واضح کرتے اور کچھ یوں وضاحت کرتے کہ اس عبارت سے مراد دیو بندی نہیں کیونکہ دیو بندی گستاخان رسول ہیں اور ان کا شمار اہل سنت میں تو کجا اہل اسلام میں ہی نہیں کیا جا سکتا۔

نیز مضمون کے شروع میں بھی حافظ احمد بخش صاحب نے پیر صاحب موصوف کی صلح کلیت کو بایں الفاظ تسلیم کرلیا:

''آپ کی طبیعت میں ملت اسلامیہ کے تمام مکاتب فکر کیلئے برداشت کا مادہ موجود تھا''یعنی دوسرے لفظوں میں موصوف صلح کلی طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔

پیر صاحب کی اسی روش کے بارے میں علامہ اقبال احمد فاروقی صدر مرکزی مجلس رضا لاہور یوں رقم طراز ہیں:

''مگر وہ اعتدال مزاج کے مالک تھے مذہب میں تختی یک رخی اور تعصب کو نہیں لاتے تھے۔ آپ کی اس اعتدالی روش کو بعض سخت گیر سنی علماء کرام ''نرم گوشے والا پیر'' ''صلح کلی'' کہا کرتے تھے''۔(جمال کرم، ج: سوم، ص: 96 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور)

اب ہم اس مضمون میں حافظ احمد بخش صاحب کی غلط بیانی کا پردہ فاش کرنے جا

رہے ہیں قصہ کچھ یوں ہے کہ پیر صاحب موصوف کے باطل نظریات پر مبنی ایک استفتاء مرتب کیا جو پاکستان، بھارت، انگلستان، امریکہ وغیرہ کے معروف و ذمہ دار مفتیان کرام کی خدمت میں ارسال کیا گیا۔ اس استفتاء میں جمال کرم کی جلد سوم ص 694 پر ذکر کردہ ایک ملفوظ کا حوالہ بھی دیا گیا تھا ملفوظ کچھ یوں تھا: ''کسی گستاخ رسول ﷺ کو کافر کہنے کا دور گزر گیا ہے''

اس دل ہلا دینے والی عبارت کے ظاہر ہونے پر علماء اسلام اور عشاقان رسول کریم کا شدید ردعمل ہوا اس عبارت کا جواب تو چونکہ تھا نہیں اس لئے عبارت بدلنے کی مذموم کوشش کی گئی۔ حافظ احمد بخش صاحب لکھتے ہیں:

''علامہ محمد الطاف ازہری نے آپ کے ملفوظات تحریر فرمائے جنہیں ماہنامہ ضیائے حرم کے ضیاء الامت نمبر میں شائع کیا گیا اور یہیں سے نقل کر کے بعد ازاں حضرت ضیاء الامت کی سوانح حیات ''جمال کرم'' میں شائع کیا گیا۔ ملفوظات درج کرتے وقت کتابت کے دوران ایک جملہ ادھورا رہ گیا............ کتابت کی غلطی کی اصلاح کیلئے ہم ان سطور میں آپ کے ملفوظات عالیہ کی وضاحت کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ جمال کرم کے اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے گی۔ جن احباب کے پاس جمال کرم ہے وہ وضاحت کے مطابق اس مقام پر تصحیح کرلیں۔ (جمال کرم جلد ثالث صفحہ نمبر 694)

آپ نے فرمایا: کسی کو گستاخ رسول یا کافر کہہ کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا دور گزر گیا''

جمال کرم میں جملے کے درمیان یا کا لفظ بھی رہ گیا ہے اور اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے الفاظ بھی درج نہیں'' (ماہنامہ ضیائے حرم، ماہ نومبر 2004ء، صفحہ: 14)

بھیرہ کے ان ناظم تعلیمات نے مذکورہ بالا بیان میں صریح خلاف واقعہ بات لکھی

[1] محترم قارئین کرام! اگلے صفحات پر ہم ضیائے حرم کے ضیاء الامت کے متعلقہ صفحے کا عکس دے رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں اور حافظ صاحب موصوف کی دیانت کی داد دیں۔ (ہارون)

جسے مہذب سے مہذب زبان میں بھی جھوٹ ہی کہا جاسکتا ہے اور کچھ نہیں۔ ہم حافظ احمد بخش صاحب سمیت تمام حامیان پیر کرم شاہ صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر وہ ہمیں ضیائے حرم کے ضیاء الامت نمبر میں یہ عبارت یوں ہی دکھا دیں [1]۔ جیسا کہ حافظ احمد بخش صاحب نے بیان کی تو ہم پیر کرم شاہ صاحب کے نظریات باطلہ کی مخالفت ترک کر دیں گے۔ مگر صبح قیامت تک وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ آیئے ہم یہ عبارت دکھاتے ہیں جو ضیائے حرم کے ضیاء الامت نمبر میں الطاف ازہری صاحب کے مضمون بنام "حضور ضیاء الامت بحر علم وحکمت کے عظیم شناور" صفحہ 361 میں ہے وہ لکھتے ہیں۔

"فرمایا: کسی کو گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا۔"

اور پھر یہ ملفوظ مکتبہ جمال کرم سے چھپنے والے "ملفوظات ضیاء الامت" ص 36 پر بھی موجود ہے۔ حافظ احمد بخش صاحب کو چاہئے کہ وہ پیر صاحب کے مذکورہ اقوال کی غلطی تسلیم کر لیں اور وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ کی طرح بے جا اور بے تکی تاویلات نہ کریں اور سوچیں کہ آخر دیوبندیوں کو اس حال تک کس چیز نے پہنچایا کہ آج وہ اپنی گستاخانہ عبارات عوام سے چھپاتے پھر رہے ہیں۔ انہی بے جا تاویلات نے انہیں کہیں کا نہ چھوڑا۔ حسین احمد ٹانڈوی کے نزدیک ایک تاویل صحیح تو منظور نعمانی کے نزدیک اس تاویل کا ماننے والا کافر اور منظور نعمانی کی تاویل کے مطابق حسین احمد ٹانڈوی کافر۔

تو جناب عرض ہے کہ بے جا تاویلات کو چھوڑیں اور صاف صاف اقرار کریں کہ پیر صاحب موصوف کی عبارات غلط اور باطل نظریات پر مبنی ہیں۔ نیز حافظ احمد بخش صاحب کا کہنا ہے کہ "کسی گستاخ رسول کو کافر کہہ کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا دور گزر گیا"

یہ جملہ در پردہ اکابر علماء اہل سنت پر طعن ہے اور ان کی توہین ہے۔ کیا علامہ فضل

---

[1] محترم قارئین کرام! اگلے صفحات پر ہم ضیائے حرم کے ضیاء الامت کے متعلقہ صفحہ کا عکس دے رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں اور حافظ صاحب موصوف کی دیانت کی داد دیں۔ (ہارون برکاتی)

رسول بدایونی، امام المنطق علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ مفتی نقی علی خان بریلوی، علماء حرمین شریفین، علمائے پاک وہند اور تمام دنیا کے علماء گستاخ رسول کو کافر کہہ کر اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوشی اختیار کرتے رہے؟ حافظ احمد بخش صاحب کے نزدیک اس جملے کا مطلب یہ ہوگا کہ۔

کسی کو گستاخ رسول یا کافر کہہ کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش (بری الذمہ، فارغ وغیرہ) ہونے کا دور گزر گیا۔

کافر کو کافر کہنا اور گستاخ رسول کو کافر کہنا علماء اسلام کی شرعی ذمہ داری ہے اور اگر وہ گستاخ رسول کو کافر قرار دیتے ہیں تو اپنی ذمہ داری احسن طریقے پر ادا کر رہے ہیں نہ کہ اس سے سبکدوشی کا اظہار۔ پھر پیر صاحب کا یہ کہنا کہ "کسی گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا۔" بعینہ وہی بات ہے جو مرزا غلام قادیانی نے جہاد کے بارے میں کہی کہ جہاد کا دور گزر گیا۔" (ملخصاً) دیکھیں (اربعین نمبر: 4 ص: 47)

قادیانی نے مزید لکھا

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب اگر قادیانی امت اس بکواس کی یہی تاویل کرے کہ جناب مرزا صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ "جہاد کر کے فی زمانہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا دور گزر گیا ہے"

تو حافظ احمد بخش صاحب کیا جواب دیں گے؟ فما جوابکم فھو جوابنا۔

اس مختصر مضمون میں چونکہ حافظ احمد بخش صاحب کی غلط بیانی کا جواب مقصود ہے لہٰذا اتنے پر بس ہے۔

محمد رضا برکاتی، غفرلہ

نوٹ: یہی مضمون ماہنامہ ضیائے حرم کے شمارہ جولائی 2005ء میں حافظ اسلم رضوی کے نام سے بھی چھپا ہے اور اس میں دبے لفظوں میں ہمیں دھمکی بھی دی گئی ہے۔

فتاوٰئے علمائے اہل سنت
بر نظریاتِ پیر کرم شاہ صاحب

مفصل استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ مندرجہ ذیل عبارات کے مدنظر پیر کرم شاہ صاحب بھیروی کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے۔

1۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں کی وجہ سے ان پر کفر کا فتویٰ دیا۔ عرب وعجم کے علماء نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اس مسئلہ میں تصدیق کی مگر پیر کرم شاہ صاحب اہل سنت وجماعت اور دیوبندیوں کے اس اختلاف کو اصولی اور بنیادی نہیں مانتے بلکہ اسے فروعی کہتے ہیں۔ اور اصولی طور پر اہل سنت اور دیوبندیوں کو متفق بتاتے ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

''اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل سنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے۔ جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی، حضور کریم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے۔ لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور باہمی سوء ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر وتحریر میں احتیاط اور اعتدال کا مسلک اختیار کر لیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر وبیشتر مسائل میں اختلافات ختم ہو جائیں۔ اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے۔ تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے تمام تقاضوں سے چشم پوشی کئے آستینیں چڑھائے لٹھ لئے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

ملت اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ ان رستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع

خندہ تو انائیوں کو واپس لاتا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی اور عقلمندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسوروں کو اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں"۔

(ضیاء القرآن، جلد: اول، ص:11 طبع 1995ء)

پھر تفسیر ضیاء القرآن میں دیوبندیوں، وہابیوں، اور مودودیوں کے حوالے بطور حجت واتحارٹی نقل کیے گئے ہیں۔ مثلاً

تفسیر ماجدی کا حوالہ (ضیاء القرآن ج ا ص 61) تفہیم القرآن کے حوالے (ضیاء القرآن ج ا ص 153,393) بیان القرآن کے حوالے (احیاء القرآن ج ا ص 386,393)

مندرجہ بالا حوالے بطور حجت وسند وہابیہ، دیوبندیہ کی مداح وتعریف کے لئے دیئے گئے ہیں جو کہ ان کے انداز گفتگو سے ظاہر ہے۔ پیر صاحب نے اللہ جل مجدہ کے لئے لفظ ستم ظریفی استعمال کیا ہے۔ (ضیاء القرآن، جلد: اوّل، ص:130)

اصل عبارت ملاحظہ ہو

"قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ ہو۔ ایک طرف مظاہر فطرت کو اتنا حسین بنادیا کہ دل بے ساختہ ان کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں۔ دوسری طرف ان میں اتنا غموض رکھ دیا ہے۔ کہ لاکھ سر پٹخیے ان کی دل کشی اور حسن کا راز معلوم نہیں ہوتا اور اس پر ستم ظریفی یہ فرمائی کہ کھوج لگانے کی تڑپ اور سراغ رسانی کی بے تابیاں مضطر کردیں۔

محترم پیر صاحب سورۃ المؤمن کے ترجمہ میں حضور ﷺ کے لئے (موہومہ) کوتاہی کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (ضیاء القرآن جلد: چہارم، ص: 311 آیت نمبر 55)

پیر صاحب موصوف کی دیوبندیت نوازی اور مداح وتعریف کرنے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ تین دیوبندی مولویوں کی کتابوں پر پیر صاحب نے تاثرات لکھے ہیں۔ مثلاً

(۱) دیوبندی مولوی نافع کی کتاب "رحماء بینھم"

(۲) دیوبندی تنظیم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ خالد دیوبندی کی کتاب "ثبوت حاضر

ہیں"

(۳) مودودی جماعت کے چوہدری نذر محمد کی کتاب "احکام القرآن" جس میں مودودی صاحب کے ترجمے کا التزام کیا گیا ہے۔

پیر صاحب خود بھی مودودی صاحب کے بڑے مداح ہیں۔ مثلاً پیر صاحب لکھتے ہیں۔ "مولانا مودودی نے بڑا لطیف نکتہ لکھا ہے"۔ (ضیاء القرآن ج ا ص 378 طبع 95ء)

اور مزید تفسیر ضیاء القرآن میں پیر صاحب نے عام مسائل میں مودودی صاحب کو حجت وسند کے طور پر پیش کیا۔ مزید یہ کہ مودودی جماعت کے رسالہ تکبیر (کراچی) کے ایڈیٹر صلاح الدین کی وفات پر پیر صاحب کے رسالہ ضیائے حرم (شعبان 1415ھ) کے اداریے میں اسی صلاح الدین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے منارۂ نور قرار دیا۔ یہ وہی صلاح الدین ہے جس نے تکبیر رسالہ میں شان رسالت اور جشن میلاد کے خلاف نہایت دل آزار اور گستاخانہ مضمون شائع کیا تھا۔ جس پر عاشقان مصطفیٰ نے شدید احتجاج کیا تھا۔ اور رسالہ "المنقول" (لاھور) کے بقول اس نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد قل شریف اور تیجا وغیرہ ادا نہ کیے جائیں۔ ایسے متعصب شخص کو پیر صاحب کی زیر سرپرستی نکلنے والے رسالے میں منارۂ نور قرار دیا گیا۔

(۴) دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی کی "تحذیر الناس" کی بعض عبارات پر عرب وعجم کے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا اور مولوی قاسم نانوتوی کو منکر ختم نبوت اور کافر قرار دیا، دیکھیے حسام الحرمین شریف اور الصوارم الہندیہ مگر پیر کرم شاہ صاحب نے پہلے تو ایک دیوبندی مولوی کو خط لکھا جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:

حضرت قاسم العلوم کی تصنیف مسمی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور وتامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف وسرور حاصل ہوا۔"

اس کے بعد علماء اہل سنت کے احتجاج کرنے کے بعد پیر کرم شاہ صاحب نے ایک

کتاب لکھی جس کا نام ”تحذیر الناس میری نظر میں“ ہے۔ اس کتاب میں پیر کرم شاہ صاحب نے تحذیر الناس کی عبارت کے متعلق یہ تسلیم کیا کہ ان عبارات سے ختم نبوت کی اہمیت ختم ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ تسلیم کرنے کے باوجود اپنا فیصلہ یوں دیا ہے کہ:

”مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلا شبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے۔ اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کرے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے“۔ (تحذیر الناس میری نظر میں ص 58) پیر صاحب موصوف تحذیر الناس کی ان کفریہ عبارات کو غلط نہیں کہتے بلکہ غلط فہمی کو جنم دینے والی قرار دیتے ہیں۔ یعنی بقول دیوبندی ڈاکٹر خالد محمود صاحب: ”پیر صاحب نے ان عبارات کو غلط نہیں کہا اس فہم کو غلط کہا ہے جو ان سے ختم نبوت زمانی کے خلاف کوئی دوسرا نتیجہ نکالے۔ دوسرے الفاظ میں اسے یوں سمجھئے کہ مولانا قاسم نانوتوی نے بات تو غلط نہیں کی مگر مولانا احمد رضا خان (علیہ الرحمۃ) نے اسے غلط سمجھ لیا“۔ پیر صاحب کی اصل عبارت تحذیر الناس میری نظر میں ص 44 پر دیکھی جا سکتی ہے۔ پیر صاحب کی اصل عبارت اور اس پر ڈاکٹر خالد محمود کا تبصرہ مندرجہ ذیل ہے:

”مولانا نانوتوی نے سنگین قسم کی غلط فہمیوں کو جنم دینے والے اس مضمون کو فقط ایک بار تحذیر الناس میں ذکر کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے بار بار دہرایا گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی“۔ (ص 44)

تبصرہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی: مخدوم محترم! جب آپ نے ان خطرناک نتائج کو خود بھی غلط

فہمی پر مبنی قرار دیا ہے تو اب آپ کو افسوس کس بات کا ہے؟ کیا اس بات کا ہے کہ آپ نے اچھی تعلیم کیوں حاصل کی؟ کہ آپ ان غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوئے۔ اور مولانا احمد رضا اپنی کم علمی کے باعث تحذیر الناس کے ان مطالب کو نہ پا سکے جو حجۃ الاسلام کی مرادات تھے کیا آپ کو اس بات کا افسوس ہے؟

ہاں آپ کا یہ کہنا کہ پہلی بار مطالعہ کرنے سے آپ کی توجہ ان نتائج تک نہ جا سکی تھی اپنی جگہ ضرور کچھ وزن رکھتا اگر آپ نے واقعی ایک دفعہ مطالعہ کے بعد تحذیر الناس کے حق میں اپنی رائے دی ہوتی۔ ہم کہہ دیتے کہ ذہن کمزور تھا پہلے مطالعہ میں بات کو پا نہ سکا لیکن جب یہ دیکھتے ہیں کہ آپ نے تحذیر الناس کے بارے میں اپنی رائے اسے کئی دفعہ پڑھنے کے بعد دی تھی تو بے ساختہ حافظہ نباشد کی مثل یاد آ جاتی ہے۔ آپ کا خط جس کا عکس فوٹو اس مقدمہ تحذیر الناس کے صفحہ ۴۰ پر ہم دے رہے ہیں اس کا پہلا جملہ یہ ہے۔ ”حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا“۔

اب آپ ہی بتائیں کہ اس خط میں آپ نے جو رائے ظاہر کی ہے کیا وہ صرف پہلی بار کے مطالعہ پر مبنی ہے یا آپ نے متعدد بار اس کا مطالعہ کیا تھا اور کیا سرسری مطالعہ کیا تھا یا آپ اسے پڑھتے رہے تھے اور اگر آپ اسے واقعی غور سے پڑھتے رہے تھے تو کیا کوئی خطرناک نتیجہ آپ کے ذہن میں آتا رہا یا ہر بار آپ کو نیا لطف و سرور حاصل ہوتا رہا۔ مذکورہ بالا جملہ بھی آپ کا ہی ہے اور ”تحذیر الناس میری نظر میں“ کی صفحہ ۴۴ کی درمیانی عبارت بھی آپ کی ہے کہ پہلی بار مطالعہ سے آپ کی توجہ ادھر مبذول نہ ہو سکی۔ ہم حیران ہیں کہ آپ کی کس بات کو درست مانیں؟ اور پھر بات خود بھی مانتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسم نے بھی یہ بات صرف ایک جگہ نہیں لکھی بار بار دہرائی ہے ہاں آپ دونوں میں تطبیق دے دیں تو یہ آپ کی ایک نئی علمی شان ہوگی۔ ہم تو پھر بھی شکر گزار ہیں کہ آپ نے اپنی صفحہ ۴۴ کی بات کی۔ صفحہ ۵۸ پر تردید کر دی ہے صفحہ ۴۴ کی بات سے بریلوی خوش ہوں گے اور صفحہ ۵۸ کی بات کے باعث

کتاب لکھی جس کا نام ''تحذیر الناس میری نظر میں'' ہے۔ اس کتاب میں پیر کرم شاہ صاحب نے تحذیر الناس کی عبارت کے متعلق یہ تسلیم کیا کہ ان عبارات سے ختم نبوت کی اہمیت ختم ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ تسلیم کرنے کے باوجود اپنا فیصلہ یوں دیا ہے کہ:

''مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلا شبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے۔ اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کرے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔ (تحذیر الناس میری نظر میں ص 58) پیر صاحب موصوف تحذیر الناس کی ان کفریہ عبارات کو غلط نہیں کہتے بلکہ غلط فہمی کو جنم دینے والی قرار دیتے ہیں۔ یعنی بقول دیوبندی ڈاکٹر خالد محمود صاحب: ''پیر صاحب نے ان عبارات کو غلط نہیں کہا اس فہم کو غلط کہا ہے جو ان سے ختم نبوت زمانی کے خلاف کوئی دوسرا نتیجہ نکالے۔ دوسرے الفاظ میں اسے یوں سمجھئے کہ مولانا قاسم نانوتوی نے بات تو غلط نہیں کی مگر مولانا احمد رضا خان (علیہ الرحمۃ) نے اسے غلط سمجھ لیا''۔ پیر صاحب کی اصل عبارت تحذیر الناس میری نظر میں ص 44 پر دیکھی جا سکتی ہے۔ پیر صاحب کی اصل عبارت اور اس پر ڈاکٹر خالد محمود کا تبصرہ مندرجہ ذیل ہے:

''مولانا نانوتوی نے سنگین قسم کی غلط فہمیوں کو جنم دینے والے اس مضمون کو فقط ایک بار تحذیر الناس میں ذکر کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے بار بار دہرایا گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی''۔ (ص 44)

تبصرہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی: مخدوم محترم! جب آپ نے ان خطرناک نتائج کو خود بھی غلط

فہمی پر مبنی قرار دیا ہے تو اب آپ کو افسوس کس بات کا ہے؟ کیا اس بات کا ہے کہ آپ نے اچھی تعلیم کیوں حاصل کی؟ کہ آپ ان غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوئے۔ اور مولانا احمد رضا اپنی کم علمی کے باعث تحذیر الناس کے ان مطالب کو نہ پا سکے جو حجۃ الاسلام کی مرادات تھے کیا آپ کو اس بات کا افسوس ہے؟

ہاں آپ کا یہ کہنا کہ پہلی بار مطالعہ کرنے سے آپ کی توجہ ان نتائج تک نہ جا سکی تھی اپنی جگہ ضرور کچھ وزن رکھتا اگر آپ نے واقعی ایک دفعہ مطالعہ کے بعد تحذیر الناس کے حق میں اپنی رائے دی ہوتی۔ ہم کہہ دیتے کہ ذہن کمزور تھا پہلے مطالعہ میں بات کو پا نہ سکا لیکن جب یہ دیکھتے ہیں کہ آپ نے تحذیر الناس کے بارے میں اپنی رائے اسے کئی دفعہ پڑھنے کے بعد دی تھی تو بے ساختہ حافظہ نباشد کی مثل یاد آ جاتی ہے۔ آپ کا خط جس کا عکس فوٹو اس مقدمہ تحذیر الناس کے صفحہ ۳۰ پر ہم دے رہے ہیں اس کا پہلا جملہ یہ ہے۔ ''حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا''۔

اب آپ ہی بتائیں کہ اس خط میں آپ نے جو رائے ظاہر کی ہے کیا وہ صرف پہلی بار کے مطالعہ پر مبنی ہے یا آپ نے متعدد بار اس کا مطالعہ کیا تھا اور کیا سرسری مطالعہ کیا تھا یا آپ اسے پڑھتے رہے تھے اور اگر آپ اسے واقعی غور سے پڑھتے رہے تھے تو کیا کوئی خطرناک نتیجہ آپ کے ذہن میں آتا رہا یا ہر بار آپ کو نیا لطف و سرور حاصل ہوتا رہا۔ مذکورہ بالا جملہ بھی آپ کا ہی ہے اور ''تحذیر الناس میری نظر میں'' کی صفحہ ۴۴ کی درمیانی عبارت بھی آپ کی ہے کہ پہلی بار مطالعہ سے آپ کی توجہ ادھر مبذول نہ ہو سکی۔ ہم حیران ہیں کہ آپ کی کس بات کو درست مانیں؟ اور پھر بات خود بھی مانتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسم نے بھی یہ بات صرف ایک جگہ نہیں لکھی بار بار دہرائی ہے ہاں آپ دونوں میں تطبیق دے دیں تو یہ آپ کی ایک نئی علمی شان ہو گی۔ ہم تو پھر بھی شکر گزار ہیں کہ آپ نے اپنی صفحہ ۴۴ کی بات کی۔ صفحہ ۵۸ پر تردید کر دی ہے صفحہ ۴۴ کی بات سے بریلوی خوش ہوں گے اور صفحہ ۵۸ کی بات کے باعث

"تمام علماء احناف (وعلماء مالکیہ وحنبلیہ) اس بات پر متفق ہیں کہ طلاق بدعی (بیک وقت طلاق ثلاثہ) حرام ہے لیکن علماء اسلام کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی اس طرح طلاق دے تو کیا تینوں واقع ہو جاتی ہیں یا ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ جمہور علماء جن میں ائمہ اربعہ بھی داخل ہیں کا مذہب یہ ہے کہ اس طرح تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جب تک حتی تنکح زوجا غیرہ کی شرط پوری نہ کرے اس کے عقد میں نہیں آسکتی اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس طرح صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے باقی لغو ہوتی ہیں۔ علماء مصر نے جن میں علمائے ازہر بھی شامل ہیں زمانہ کے بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر قول ثانی کو ترجیح دی ہے۔" (رسالہ دعوت فکر ونظر صفحہ ۷)

آگے لکھتے ہیں "اس ناچیز کی ناقص رائے میں تو ان حالات میں علمائے مصر اور علمائے ازہر کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنا ارجح ہے"

(رسالہ دعوت فکر صفحہ آخر، جمال کرم، جلد:۱، ص: ۶۲۰، ۶۲۸)

اب سوال یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سمیت تمام عرب وعجم کے علماء کا دیوبندیوں کی تکفیر کا فتویٰ حق ہے یا نہیں اور اگر حق ہے تو پیر کرم شاہ صاحب کا اسے شغل تکفیر بازی اور فرقہ واریت کہنا اور ان سب علمائے حق کے اس فتویٰ کو نادرست قرار دینا اور دیوبندیوں کی مدح سرائی کرنا من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر کے زمرے میں آتا ہے کہ نہیں اور جمہور آئمہ اربعہ کے فیصلہ متعلق طلاق ثلاثہ اور اس مسئلے میں اجماع امت سے انحراف کرنے پر پیر صاحب کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

ہمارے ان سوالات کا شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر اہل سنت وجماعت کی عظمت کو دوبالا فرمائیں تاکہ آپ کے احقاق حق وابطال باطل کرنے سے دیوبندیوں، وہابیوں کا منہ بند ہو سکے۔

السائل ہارون غفرلہ الاحد والصمد

مختصر استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پیر کرم شاہ صاحب بھیروی کے متعلق حکم شرعی بیان فرمایا جائے اس کے عقائد ونظریات یہ ہیں۔

1. اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ سمیت عرب وعجم کے سینکڑوں علماء نے دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کی بنا پر ان پر کفر کا فتویٰ دیا اور یہ کہ جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہوگا (حسام الحرمین) مگر یہ شخص دیوبندیوں کی ضروریات دین میں اہلسنت و جماعت کے ساتھ کلی موافقت جتلاتا ہے اور ان کے ساتھ اختلافات کو فروعی اور ان کی تکفیر کو عمر کا ضیاع قرار دیتا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے:

"اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل سنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت قرآن کریم قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے اگر تقریر وتحریر میں احتیاط واعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر وبیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے لٹھ لئے

ایک دوسری کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن، ج اول، ص 22)

2. یہی شخص اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف قرار دیتا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے کہ
"قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ ہو ایک طرف مظاہر فطرت کو اتنا حسین بنا دیا کہ دل بے ساختہ ان کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور دوسری طرف ان میں اتنا غموض رکھ دیا کہ لاکھ سر پٹخئے ان کی دل کشی اور حسن کا راز معلوم نہیں ہوتا اور اس پر ستم ظریفی یہ فرمائی کہ کھوج لگانے کی تڑپ اور سراغ رسانی کے بے تابیاں مضمر کر دیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن، جلد: اول، صفحہ: 130)

3. اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ سمیت عرب و عجم کے سینکڑوں علماء نے دیوبندیوں کے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کی گستاخانہ عبارات کی بنا پر اس کی تکفیر کی اور اسے منکر ختم نبوت قرار دیا اور یہ کہ جو اس کے کفر میں شک کرے اسے بھی کافر قرار دیا مگر شخص مذکور لکھتا ہے کہ "حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء کے شدید تنبیہ ضیاء القرآن سے چھپنے والی کتاب "جمال کرم" میں لکھا ہے "حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارات (تحذیر الناس کی) انسانوں کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں جبکہ حضور ضیاء الامت (پیر کرم شاہ صاحب) نے نانوتوی موصوف کی عبارات کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے"۔
(جمال کرم، ص: 696، جلد: اول)

4. پیر کرم شاہ صاحب فرماتے ہیں:
i. فرمایا: کسی گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا ہے (جمال کرم صفحہ 694 جلد سوم)
ii. فرمایا: کسی گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا۔

(ضیائے حرم کا ضیاء الامت نمبر 361 مئی 1999ء)
iii۔ پیر کرم شاہ صاحب فرماتے ہیں "کسی کو گستاخ رسول کہنے کا وقت گزر گیا ہے" (ملفوظات ضیاء الامت، صفحہ: 36، مطبوعہ مکتبہ جمال کرم)

5. پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ بیک وقت طلاق ثلاثہ دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہوتی ہیں مگر مذکورہ شخص ایک مجلس کی دی گئی تین طلاقوں کو وہابیہ کی حمایت میں واحد طلاق قرار دیتا ہے۔ آئمہ اربعہ کا اس پر اتفاق تسلیم کرنے کے باوجود فیصلہ یہ دیتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کے واحد ہونے والے قول پر عمل کرنا ارجح ہے (دعوت فکر و نظر، جمال کرم، ص: 648، جلد: اول)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ "اعلیٰحضرت بریلوی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ تکفیر دیوبندیوں کے بارے حق ہے تو یہ شخص ان عبارات کے پیش نظر "من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر" کے زمرہ میں آتا ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف قرار دینے اور گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا ان عبارات کے پیش نظر مذکور شخص پر حکم شرعی کیا ہے؟ مسئلہ طلاق ثلاثہ میں اجماع امت سے انحراف کرنے پر مذکور شخص گمراہ ہے یا نہیں؟ اظہار حق فرما کر عند اللہ ماجور و مشکور فرمائیں۔

السائل
فقیر محمد رضا قادری
لاہور پاکستان۔

فیصلہ شرعیہ مرکزی دارالافتاء ۸۲، سوداگران بریلی شریف

الجواب

حضور سید عالم ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔ اور حضور رحمت عالم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار یا شک کرنا کفر ہے کہ ضروریات دین کا انکار ہے قال اللہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین تتمہ الفتاوی اور الاشباہ والنظائر میں ہے اذا لم یعرف ان محمدا ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات اور تفسیر روح البیان میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کے تحت ہے و من قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر النص وکذلک لو شک فیہ لان الحجۃ تبین الحق من الباطل و تنبأ رجل فی زمن ابی حنیفہ و قال امھلونی حتی اجیء بالعلامات فقال ابو حنیفۃ من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقولہ علیہ السلام (لا نبی بعدی) اہل سنت وجماعت کا اجماع قطعی قائم کہ باری تعالیٰ سے ظلم ممکن نہیں شرح فقہ اکبر میں ہے لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ و عند المعتزلۃ انہ یقدر و لا یفعل اور ایک مجلس میں تین طلاقیں ہو جانے پر جمہور صحابہ وتابعین وآئمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا اجماع ہے ہرگز امام شافعی یا کوئی امام اس کے خلاف کے قائل نہیں۔ امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں قال الشافعی و مالک و ابو حنیفہ و احمد و جماھیر العلماء من السلف و الخلف یقع الثلث لہذا صورت مسئولہ میں شخص مذکور خارج از اسلام ہے اور اس کی کتابوں کا پڑھنا بھی ناجائز ہے اور ان کی اشاعت وخرید وفروخت بھی ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) مہر ودستخط: کتبہ (مفتی) محمد مظفر حسین قادری رضوی

مرکزی دارالافتاء ۸۲، سوداگران بریلی شریف ۲۹ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ

(۲) دستخط و مہر: صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

(حضرت تاج الشریعہ، قاضی اسلام) الفقیر محمد اختر رضا قادری غفرلہ

(۳) دستخط و مہر: صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

(مفتی) قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

(۴) الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

(مفتی) محمد یونس رضا الاویسی الرضوی غفرلہ

(۵) ۸۶/۷ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

(مولانا محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی)

(۶) ۸۶/۷ صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

(مولانا) محمد کوثر علی رضوی

خیابانِ حرم کے خیالات بر صفحہ ۲۶۱ کا عکس

فرمایا کسی کو گستاخ رسول کہنے کافر کہنے کا دور گزر گیا۔ کسی کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں ہمیں تو کرسی سرداری کا پدی نہیں۔ جب تک آپ فدویت کے اس مقام تک نہیں پہنچیں گے۔ یہ خطرات کے بادل نہیں ٹل سکتے۔

سروری در دین ما خدمت گری است
عدل فاروقی و فقر حیدری است

فتویٰ مرکزی دارالافتاء جامعہ منظر اسلام بریلی شریف۔ یو۔ پی۔ بھارت

۸۶/۹۲-۷ الجواب اللّٰھم ہدایت الحق والصواب

مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا فتویٰ تکفیر جو دیوبندیوں کے متعلق ہے یا دوسرے مرتدین کے لیے ہے وہ بالکل حق اور صحیح ہے اور شخص مذکور اپنی کفری بکواس نیز سب کچھ جان بوجھ کر من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر کے تحت قطعاً یقیناً خارج از اسلام مرتد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ الجواب اس شخص نے جو اللہ رب العزت سبوح وقدوس عزوجل کو معاذ اللہ ستم ظریف کہا یقیناً اس نے اللہ جل شانہ کی توہین کی اور اللہ عز جلالہ کی ادنیٰ توہین کفر ہے تو شخص مذکور بلاشک کافر و مرتد ہے۔ پھر یہ کہ اس ملعون نے اللہ کے محبوب عز جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو کافر و مرتد نہ جانا اور صاف صاف کہہ دیا کہ (گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گزر گیا) یعنی اب کوئی ملعون شیطان کا چیلہ جہنمی چاہے منہ بھر بھر کر گستاخی رسول کرے اسے کافر نہ کہا جائے۔ معاذ اللہ رب العالمین۔ اس ملعون جہنمی کے نزدیک وہ مسلمان ہی رہے گا بہر حال شخص مذکور فی السوال اپنی کفریات کے سبب خارج از اسلام ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے اور جو شخص اس ملعون کے کفریات کو جانتے ہوئے اسے مسلمان جانے گا بلکہ اس ملعون کے کفر و عذاب میں ادنیٰ شک کرے گا وہ بھی مسلمان نہیں رہے گا۔ اس خبیث جہنمی ملعون کی کفری بکواس کے ہوتے ہوئے اس کی طلاق ثلاثہ کے متعلق گفتگو کا کیا لحاظ۔ احناف کے نزدیک بیک وقت طلاق ثلاثہ سے طلاق مغلظہ ہی کا حکم ہے اور اسی پر ہمارے دیگر ائمہ کرام علیہم الرضوان متفق ہیں۔ جو اس کے خلاف ہے یقیناً گمراہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر قادری محمد فاروق غفرلہ

خادم الافتاء منظر اسلام بریلی شریف ۳ ربیع النور شریف ۱۴۲۶ھ

تصدیقات فتویٰ منظر اسلام بریلی شریف

1۔ الجواب الصحیح و علیہ الفتویٰ
فقیر قادری محمد غفران علی صدیقی
خادم مسند افتاء وارشاد دارالعلوم نیو یارک
انک بروکی نیو یارک۔ امریکہ

2۔ محمد یعقوب شاہ
جامع مسجد توکلی منڈی بہاؤالدین

3۔ الجواب صحیح۔۔۔۔ دستخط و مہر
محمد حنیف قریشی مدرسہ جامعہ رضویہ
ضیاء العلوم ۔ راولپنڈی

4۔ ذالك كذالك انی مصدق للملك
حررہ عبدالمصطفےٰ سید حبیب الرحمٰن شاہ
ریٹائرڈ رجسٹرار لاء شریعت۔ آزاد کشمیر
مظفر آباد

5۔ الجواب الصحیح والمجیب
مصیب محمد عبدالرشید رضوی
مہتمم جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ

6۔ الجواب الصحیح والمجیب مصیب
ابوالعطا محمد الیاس جامعہ غوثیہ رضویہ جڑانوالہ

7۔ الجواب الصحیح والمجیب مصیب
فقیر محمد شریف غفرلہ
جامعہ سراجیہ رضویہ جھنگ روڈ بھکر

8۔ اصاب من اجاب۔۔۔۔۔۔
محمد عبدالشکور ہزاروی۔۔۔۔ وزیر آباد

9۔ الجواب الصحیح والمجیب مصیب
احقر محمد عبداللطیف غفرلہ خادم علوم دینیہ بدارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور۔ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

فتاوٰی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

الجواب

نمبر۱ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا فتوٰی برحق ہے یہ صرف آپ کا ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کے تمام علماء کرام کا فتوٰی ہے اور شخص مذکور اس زمرے میں آتا ہے۔

نمبر۲ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے متعدد آیات قرآنیہ اس کی شاہد ہیں اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہنا کفر ہے گستاخ رسول کو کافر قرار نہ دینا بھی کفر ہے۔

نمبر۳ طلاق ثلاثہ پر اجماع امت ہے اور اجماع امت کا منکر گمراہ و بددین ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ

کتبہ فقیر ابو الصالح محمد بخش رضوی

جامع رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

14-2-2005

مہر

الجواب صحیح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوهاب

الحمدللہ الذی ارسل رسولہ ﷺ برھانا و انزل علیہ قرانا والصلوۃ والسلام علی رسولہ ومن سبہ یقتل ولا تقبل توبتہ و یدخل اللہ تعالیٰ سقر خالدا فیھا ابدا و سود اللہ وجھہ وعلی آلہ الاطھار و صحبہ الاخیار والائمۃ المجتھدین المقلدین ومن اعرض اجتھادھم وانکر تقلیدھم ضرب اللہ مقاطیع الحدید علی عنقہ ضربا شدیدا۔ امابعد

پیر کرم شاہ صاحب کے افکار قبیحہ و انظار خسیسہ کو منصہ شھود پر لاکر حکم شرعی نافذ کرنے اور احقاق حق اور ابطال باطل کرنے سے پہلے تمہیداً کچھ مقدمات انیقہ اور صحیفہ بیان کرنا مستحسن ہیں تاکہ حکم شرعی نافذ کرنا میسر ہو۔

المقدمة الاولی

ایما امرئ قال لاخیہ کافرا فقد باء بھا احدھما ازاد مسلم ان کان کما قال والا رجعت الیہ

جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے دونوں میں ایک پر بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقت میں کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ آئے گا۔

(صحیح بخاری فی مسائل کلمات الکفر جلد ۲ ص ۹۰۱، صحیح مسلم جلد ۱ ص ۵۷، بحوالہ فتاوٰی رضویہ جدید جلد ۱۱ ص ۳۷۸)

خلاصة العبارة

مفہوم عبارت عیاں ہے عیاں را بیاں چہ معنی دارد مگر تطہیر الاذھان تحدید الافہام کیلئے اتنا ضرور دلنشیں ہو جانا چاہئے مسئلہ تکفیر میں طریق احوط اختیار کرنے میں ہی فلاح وخیر مضمر ہے مگر جب کسی کا کفر آفتاب مہتاب کی طرح عیاں ہو جائے تو مسئلہ تکفیر میں احتیاط کرنا

باعث کفر ہوا کرتا ہے۔

المقدمة الثانیه

من تلفظ بلفظ کفر یکفر و کذا کل من ضحك علیه او استحسنه او رضی به یکفر

جس نے کلمہ کفریہ بولا اس کو کافر قرار دیا جائے گا یونہی جس نے کلمہ کفریہ پر ہنسی کی یا اس کی تحسین کی اور اس پر راضی ہوا اس کو بھی کافر قرار دیا جائے گا۔

(اعلام بقواطع الاسلام ترکی ص:۳۶۹، بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید جلد:۱۱ص:۳۸۱)

توضیح العبارة

عبارت مذکورہ صافیہ شافیہ سے بداہۃ معلوم ہو رہا ہے کہ جو گستاخی پر راضی ہو اور عبارات کفریہ کے قائلین کی تعظیم کرتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

المقدمة الثالثه

ازالة الشبه

اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے (99) وجوہ کفر کی ہوں اور اسلام کی صرف ایک وجہ کا احتمال ہو تو فقہاء کا قول ہے کہ کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ فقہاء کے اس قول کے پیش نظر اکثر لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ کسی مسلمان کی کلام میں ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور اسلام کی صرف ایک وجہ کا احتمال ہو تو ان کو کافر نہیں کہنا چاہئے اور مسلمان کو کافر کہنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس شبہ کا ازالہ ملاحظہ فرمائیں کہ فقہاء کے اس قول کا یہ معنی ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں (99) ننانوے وجہ کفر کا صرف احتمال ہو اور کفر صریح نہ ہو۔ لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو اس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ لفظ صریح میں تاویل ناممکن

ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

قال حبیب ابن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل

حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

(الشفا جلد:۲ص:۲۱۷)

المقدمة الرابعه

جو لوگ حضور سید عالم ﷺ کی توہین کی تاویل کر کے اس کے مرتکب کو کفر سے بچانا چاہیں بالکل اسی طرح قتل کے مستحق ہیں جیسا کہ خود توہین کرنے والا مستوجب حد ہے۔

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ علیه وسلم المتنقص له کافر و الوعید جار علیه بعذاب اللہ و حکمه عند الامة القتل و من شك فی کفره و عذابه کفر

محمد بن سحنون نے فرمایا علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے کافر ہے۔

(الشفاء، جلد:۲ص:۲۱۵۔۲۱۶، نسیم الریاض شرح الشفاء جلد:۴ص:۳۳۸، الرد المحتار، جلد:۳ص:۳۱۷، الصارم المسلول، ص:۴)

المقدمة الخامسه

امام شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواهر و لا نظر للمقصود و النیات و لا نظر لقرائن حاله

توہین رسالت پر حکم کفر کی مدار ظاہر الفاظ پر ہے توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرائن حال کو نہیں دیکھا جائے گا۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء، جلد: ۴، ص: ۴۲۶)

خلاصة المفاهیم

امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت مذکورہ سے معلوم ہوگیا کہ گستاخی کی مدار عرف اور ظاہر پر ہے نہ کہ متکلم کی نیت پر ہے اور نہ ہی توہین میں قرائن حال کو دیکھا جاتا ہے ورنہ توہین رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہوسکے گا کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہ تھا۔ لہذا ضروری ہے کہ توہین صریح میں کسی گستاخ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔

المقدمة السادسة

ایک بار تین طلاق دینے سے نہ صرف حنفیہ کے نزدیک بلکہ اجماع مذاہب اربعہ تین طلاقیں مغلظہ ہو جاتی ہیں۔ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم ائمہ متبوعین سے کوئی امام اس بات میں اصلاً مخالف نہیں۔ (فتح القدیر، باب طلاق السنہ، جلد: 3، صفحہ: 330، مطبوعہ نوریہ رضویہ، بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید)

ذھب جمھور الصحابه والتابعین و من بعدھم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلث

جمہور صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد والے مسلمانوں کے ائمہ کرام کا مسلک ہے کہ یک لفظ تین طلاقیں ہی ہوں گی۔

مفہوم عبارت:

فقہاء کی عبارت رافعہ اور نافعہ سے طلاق ثلاثہ کا مسئلہ عیاں ہے کہ ایک وقت میں تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی اسی پر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

المقدمة السابعة

قیاسات سے نتائج حاصل کرنا:

تمہیداً یہ بات ذہنشین ہو جانی چاہئے کہ قیاس کے دو مقدمے ہوا کرتے ہیں۔ قیاس حملی میں پہلے مقدمہ کو صغریٰ اور دوسرے کو کبریٰ کہتے ہیں اور جو چیز دونوں مقدموں میں تکرار سے آئے اسے حد اوسط کہتے ہیں۔

نتیجہ اخذ کرنیکا طریقہ:

قیاس سے نتیجہ اخذ کرنے کا طریق یہ ہے کہ حد اوسط کو گرا دیتے ہیں تو نتیجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

ضابطہ انیقہ:

قیاس کے دونوں مقدموں کو تسلیم کرنے کے بعد نتیجہ کا تسلیم کرنا جزماً ہوگا جبکہ یہ ناممکن ہے کہ دونوں مقدموں کو تسلیم کرنے کے بعد نتیجہ کا انکار کیا جائے ہاں مدعی کے مقدمات پر دلیل طلب کی جاسکتی ہے۔ الغرض دیابنہ اور وہابیہ کی تمام عبارات شنیعہ قبیحہ کو قیاس کی صورت دیکر ان کی عبارات کو کفریہ ثابت کرنا ممکن ہوگا۔

التمثیل:

اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچے) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات (بھینس و گدھے وغیرہ) وبہائم (بچھو، سانپ وغیرہ) کے لیے بھی حاصل ہے۔

دعویٰ = عبارت مذکورہ خبیثہ ابلیسیہ کفریہ ہے؟

آخر کیوں؟

اس عبارت کا ہم برھان مبین سے کفر ثابت کرتے ہیں۔

البرہان اللامع

صغریٰ = ھذا الکلام منتہز علی شتم النبی ﷺ (یہ کلام النبی الخاتم ﷺ کی گستاخی پر مشتمل ہے)۔

کبریٰ = وکل ما یشتمل علی شتم النبی فھو کفر ہر بات جو نبی کریم کی گستاخی پر مشتمل ہو وہ کفر ہے۔

نتیجہ = ھذا الکلام کفر یہ کلام (ایسا علم تو......) کفر ہے۔

الضابطة الحاسمه

یہ بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ کسی کلام کا کسی کی توہین و تنقیص پر دلالت کرنا صرف قضیہ حملیہ واقعیہ سے خاص نہیں بلکہ قضیہ شرطیہ اور قضیہ فرضیہ بھی توہین اور تنقیص پر دال ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ ہر وہ کلام جس سے عرف و محاورے میں توہین کے معانی مفہوم ہوتے ہیں توہین ہی قرار پائے گا خواہ اس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ عرف اور محاورہ کے خلاف تاویل معتبر نہ ہوگی۔

الحاصل

قائل کا کلام قضیہ حملیہ کا مصداق ہو یا شرطیہ کا ہو دیکھیں گے کہ یہ کلام عرف اور محاورے میں توہین ہے تو وہ کلام جزماً توہین ہی ہوگا۔

التمثیل الاول: ان کان الفلان خنزیراً فیاکل القاذورات

ترجمہ: اگر فلاں آدمی خنزیر ہوتا تو نجاستیں کھاتا۔

خلاصۃ المرام: عرف اور محاورے میں یقیناً یہ کلام اس شخص کی توہین اور تحقیر پر دلالت کرے گا اگرچہ یہ جملہ شرطیہ ہے اس کی شرط کا واقع ہونا ضروری نہیں ہے۔

الحاصل ارباب علم اور اہل انصاف یقیناً اس کلام کو اس شخص کی توہین سمجھیں گے۔

التمثیل الثانی: ان کان الفلان حماراً فکان ناھقا۔

ترجمہ: اگر فلاں آدمی گدھا ہوتا تو وہ ہینگنے والا ہوتا۔

القول الفیصل: کلام قضیہ شرطیہ اور فرضیہ ہو یا خبریہ واقعیہ ہو بہر صورت توہین کی مدار عرف اور

محاورے پر ہے۔ ہر ذی عقل سلیم اور منصف شخص کے نزدیک کلام مذکور یقیناً فلاں کی توہین اور تحقیر پر دال ہوگی۔

التمثیل الثالث: ان کان الفلان ملکاً فیکون من الملائکہ المقربین۔

متکلم کا یہ کلام اس شخص کی عظمت شان پر دلالت کرے گا اگرچہ اس کا مقدم (پہلا جز) ممکن الوقوع نہیں ہے۔

پیر کرم شاہ کے نظریات کا شرعی جائزہ:

ہم قارئین کی خدمت میں تمہیداً کچھ مقدمات کے بیان کرنے کے بعد پیر کرم شاہ کے نظریات کا شرعی جائزہ پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

1. "اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے تمام تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں"

(ضیاء القرآن، جلد: 1، ص: 11 طبع 1995ء)

اقول: کرم شاہ کا یہ قول بدتر از بول ہے۔ اس قول سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں وقت کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی گستاخ رسول جیسی بھی گستاخی کرے اس کو کافر نہیں کہنا چاہئے حالانکہ ہر دور میں جو بھی گستاخی کرے علماء حق کا فریضہ ہے کہ اس پر کفر کا فتوی لگائیں۔ ہر عصر میں شریعت مصطفوی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر گستاخ کو کافر قرار دینا از حد ضروری ہوگا گستاخ رسول کے فتوی تکفیر میں عمر برباد نہیں ہوگی بلکہ عمر آباد ہوگی۔ الحاصل ہر دور میں گستاخی گستاخی ہی شمار ہوگی مثلاً اگر کوئی شخص آج پیر کرم شاہ کی گستاخی کرتا ہے اور اس کے بارے میں یہ کہتا کہ اس کا سر خنزیر جیسا ہے اور اس کا منہ کتے جیسا ہے تو جزماً اور بداھتہ یہ گستاخی ہی ہوگی عام ازیں قائل کا یہ قول

زمانہ ماضی میں ہو یا حال میں ہو۔

پیر کرم شاہ کا یہ قول بلا ریب وشبہ کفر ہے جبکہ اس قول سے انبیاء کی گستاخی کرنے والوں کو گستاخی پر برانگیختہ کرنا ہے۔

2. ''قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ ہو ایک طرف مظاہر فطرت کو اتنا حسین بنا دیا کہ دل بے ساختہ ان کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں۔ دوسری طرف ان میں اتنا غموض رکھ دیا کہ لاکھ سر پٹخیے ان کی دل کشی اور حسن کا راز معلوم نہیں ہوتا اور اس پر ستم ظریفی یہ فرمائی کہ کھوج لگانے کی تڑپ اور سراغرسانی کی بے تابیاں مضمر کریں''۔

لغوی تحقیق: پیر کرم شاہ کے مندرجہ بالا قول پر حکم شرعی نافذ کرنے سے پہلے ہم ناظرین کی خدمت میں ''ستم ظریفی'' کی لغوی تحقیق پیش کرتے ہیں تاکہ اس قول پر حکم شرعی عیاں ہو جائے۔

لفظ"ستم" لفظ فارسی ہے اس کے متعدد معانی ہیں (1) ظلم (2) تکلیف دینا (3) بے انصافی (4) بڑا غضب

لفظ"ظریفی" میں اصل لفظ ظریف ہے اور"یا" آخر میں ملحق ہے لفظ ظریف لغت عربیہ اور اردو یہ دنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ لغت عربیہ میں اس کا معنی عقلمند اور دانا کے ہیں اور لفظ ظریف کی جمع ظرفۃ، ظرف، ظراف اور ظروف آتی ہے۔

لغت اردو یہ میں"ظریف" کا معنی امیروں کا دل بہلانے والا مصاحب وغیرہ کے ہیں اب لفظ مرکب ''ستم ظریفی'' کا معنی ہنسی ہنسی میں ظلم ہونا کے ہیں لفظ"ستم ظریفی" کا استعمال اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کیونکہ ظلم عیب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے منزہ اور مقدس ہے نیز اللہ تعالیٰ کو کوئی شخص جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کرے تو وہ کافر ہوگا۔

فتاویٰ عالمگیری، جلد:2 صفحہ 258، مطبوعہ کوئٹہ میں ہے:

یکفر اذ وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق ...... او نسبہ الی الجھل العجز او النقص

اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو ایسی صفت کے ساتھ موصوف کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص اور عیب کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔

عبارت مذکورہ کے پیش نظر پیر کرم شاہ کی تکفیر از حد ضروری ہے جبکہ اس قول سے عدم رجوع بھی عیاں ہے کیونکہ رجوع کے بعد تفسیر میں اس کلمہ کا ثابت رہنا چہ معنی دارد؟

ناقدانہ تبصرہ:

پیر کرم شاہ نے تفسیر ضیاء القرآن میں بوستان ادب سے خوشہ چینی کرتے ہوئے اور گلستان تحریر کے انواع مختلف کے رنگین پھولوں سے اپنے انظار و افکار کو اس قدر معطر کیا کہ حواس ظاہر اور باطنہ مفلوج ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کیلئے''ستم ظریفی'' کا لفظ استعمال کر کے اپنا ایمان ضائع کر بیٹھے۔ یہ امر تو مسلم ہے کہ پیر کرم شاہ رئیس التحریر اور عین الادباء ہے مگر اسلوب تحریر اور انداز بیان میں اس قدر ضلالت اور گمراہی ہے کہ اس کو بیان کرنا امر دشوار ہے۔

لفظ''ستم ظریفی'' کا استعمال:

تفسیر ضیاء القرآن میں لفظ ستم ظریفی کے استعمال کی صرف دو ہی وجہ ممکن ہیں۔

الوجہ الاول: مفسر ضیاء القرآن کو لفظ ستم ظریفی استعمال کرتے وقت اس کے معنی کا علم تھا کہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہیں ہے تو پھر باوجود علم کے یہ لفظ استعمال کیا ہے آخر کیوں؟

الوجہ الثانی: ''لفظ ستم ظریفی'' استعمال کرتے وقت اس کے معنی کا علم نہیں تھا وجہ ثانی کی صورت میں انتہائی تاسف ہے کہ بزعم خویش مفسر کو لفظ کا معنی تو معلوم نہیں ہے مگر وہ بلا تامل اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسا لفظ استعمال کر رہا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی توہین ہو رہی ہے۔ آخر کیوں؟

دور حاضر کی منفرد تفسیر:

تفسیر ضیاء القرآن عالم اسلام کی تفاسیر میں سے منفرد اور بے مثل تفسیر ہے۔ اس تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی صریح توہین اور گستاخان رسول کی مدح کی گئی ہے نیز سینکڑوں اغلاط نحویہ اور صرفیہ سے مزین ہے[1] اذھان سافلہ کیلئے اس تفسیر کا پڑھنا موجب ضلالت اور گمراہی ہے اور اذھان متوسطہ کیلئے باعث تشویش ہے

پیر کرم شاہ کی عبارات پر کفر عاشق ہے

اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ ''کسی کو گستاخ رسول کہنے کا دور گذر گیا''

(ملفوظات ضیاء الامت، ص: 36، مطبوعہ مکتبہ جمال کرم)

عبارت مذکورہ سے پیر کرم شاہ کا مطلب واضح ہے کہ دور حاضر میں گستاخ رسول کو گستاخ رسول کہنے کا دور نہیں ہے اس قضیہ سے یہ واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی ادوار و اعصار کے گذرنے سے گستاخی نہیں رہے گی حالانکہ ہم مقدمہ ثالثہ میں بیان کر چکے ہیں کہ جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو اس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں ہے الحاصل صریح توہین میں تاویل ناممکن ہے نہ دور کے بدلنے سے اس میں تاویل کی جائے گی اور نہ کسی کی نیت کا اعتبار ہوگا صریح توہین ہر دور میں توہین ہی ہوگی نیز ہم مقدمہ ثانیہ میں بیان کر چکے ہیں'' جس شخص نے کلمہ کفریہ پر ہنسی کی یا اس کی تحسین کی اور اس پر راضی ہوا اسکو بھی کافر قرار دیا جائے گا۔''

اس عبارت مذکورہ سے مسئلہ واضح ہو گیا کہ جو شخص کلمہ کفریہ پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ المقدمہ الرابعہ میں بیان ہو چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی گستاخی اور توہین کرنے

---

[1] علامہ مفتی غلام سرور قادری سابق صوبائی وزیر اوقاف نے بھی ایک محفل میں یہی شکایت کی کہ پیر صاحب کی تفسیر میں صرفی نحوی اغلاط کثرت سے ہیں (بارون)

والا کافر ہے یہ قضیہ مطلقہ ہے کسی زمانہ اور نیت سے مقید نہیں ہے۔ ان مقدمات مذکورہ میں نظر و فکر کرنے کے بعد نتیجہ یہ اخذ ہوگا کہ گستاخی رسول کفر ہے اور جو گستاخ رسول کی تعظیم کرے اس لحاظ سے کہ وہ گستاخ اور مرتد ہے وہ بھی کافر ہے جو گستاخ رسول کو گستاخ رسول نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

گستاخان رسول کی حوصلہ افزائی کیلئے ایسا کلمہ کہنا جزماً کفر ہے۔ اور بلا ریب و شک من شك في كفره وعذابه فقد كفر کے زمرے میں آتا ہے۔ ہم قارئین کی خدمت میں پیر کرم شاہ کی اور عبارت پیش کرتے ہیں امید ہے کہ وہ نظر انصاف سے فیصلہ فرمائیں گے:

''کسی گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گذر گیا ہے''۔

(صفحہ: 694، جمال کرم، جلد: سوم، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

العیاذ باللہ ہلاکت اور تباہی ہے ایسے مقولہ کے قائل کی جس کے نظر و فکر نے ایسے قضیہ کی اجازت دی اور گستاخان رسول کی مدد کر کے ایمان ضائع کر لیا۔ اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عہد نبوی سے لے کر قیامت تک کسی شخص نے بھی رسول اللہ ﷺ کی معمولی بھی تنقیص اور توہین کی یا گستاخان رسول کی مدد کی یا گستاخی رسول کے کفر ہونے کا انکار کیا ان سب صورتوں میں فتویٰ تکفیر اس پر نافذ ہو جائے گا۔ جیسا کہ ہم ''المقدمۃ الرابعۃ'' میں اس مسئلہ کی توضیح کر چکے ہیں ناظرین ''المقدمہ الرابعۃ'' کا مطالعہ فرمائیں تو رفع الاشتباہ ہو جائے گا۔

القول الفیصل: پیر کرم شاہ اگر عبارت مذکورہ سے بغیر رجوع اور توبہ کے دنیا سے چلا گیا ہے تو پھر بلا ریب و شک اس پر فتویٰ تکفیر نافذ ہو جائے گا مگر قرائن و حالات دال ہیں کہ وہ بغیر توبہ اور رجوع کے گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب)

مسئلہ طلاق ثلاثہ

پیر کرم شاہ نے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں یہ رائے قائم کی ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے باقی لغو ہوتی ہیں۔

توضیح المرام مع الف اکرام سلمان مکلف دو نوع پر مشتمل ہے۔

النوع الاول مجتہد

النوع الثانی غیر مجتہد۔

مجتہد ایسے شخص کا نام ہے جس میں اس قدر علمی استعداد علم اور مہارت ہو کہ اشارات قرآنیہ اور رموز و اسرار عربیہ اور الاشباہ والنظائر قرآنیہ کا علم رکھتا ہو جو علم صرف نحو اور بلاغت وغیرہ میں اس کو ملکہ اور استعداد ہو احکام کی تمام آیات اور احادیث پر اس کو دسترس حاصل ہو ورنہ وہ غیر مجتہد ہے۔

تفسیرات احمدیہ صفحہ :524 (مطبوعہ حقانیہ) میں ہے۔

ان یکون لہ قدرة علی معرفة و جوهه ومعانیه و طرقه واحکامه .... اماان یکون لہ مع ذلك ملكة الاستنباط والقدرة التامة علی استخراج المسائل هو المجتهد۔

مجتہد کیلئے یہ ضروری ہے کہ کتاب وسنت کے احکام اور طرق اور معانی پر قدرت ہونے کے ساتھ ساتھ مسائل پر قدرت ہونے کے ساتھ ساتھ مسائل کے استخراج پر ملکہ اور قدرت رکھتا ہو۔

شرط الاجتہاد:

شرح شریف میں جسے اجتہاد سے موسوم کرتے ہیں اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے لیے کتاب وسنت کا علم ہو جیسا حاشیہ نمبر 1 علی التفسیرات الاحمدیہ ص: 524 (مطبوعہ حقانیہ) میں اس مسئلے کی تصریح اور توضیح ہو چکی ہے حاشیہ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

شرط الاجتهاد ان یحوی علم الکتاب بمعانیه اللغویه والشرعیه ووجوهه التی من الخاص والعام والامر والنهی .... ولکن لا یشترط علم جمیع معانی الکتاب بل قدرما یتعلق به الاحکام...... وعلم السنة ......وذلك ایضاً قدرما یتعلق به للاحکام اعنی ثلاث الاف۔

اجتہاد کی شرط یہ ہے کہ وہ حاوی ہو کتاب کے علم پر اس کے معانی لغویہ اور شرعیہ کے ساتھ اور کتاب کی وجوہ خاص اور عام وغیرہ کے ساتھ لیکن اجتہاد کے لیے جو کچھ کتاب میں ہے ان سب چیزوں کا علم ہونا شرط نہیں بلکہ وہ آیات جن کا تعلق احکام سے ہے ان کا علم ضروری ہے اسی طرح اس سنت کا علم بھی ضروری ہے جس کا تعلق احکام سے ہے اور وہ تین ہزار ہیں۔

مذاہب اربعہ سے خروج گمراہی ہے: تفسیر صاوی سورۃ کہف میں ہے۔

ولا یجوز تقلید ماعدالمذاهب الاربعة ولو وافق قول الصحابة والحدیث الصحیح والایة فالخارج عن المذاهب الاربعة ضال مضل وربمااداه ذلك لکفرلان الاخذ بظواهر الکتاب والسنة من اصلو الکفر۔

مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی کی تقلید جائز نہیں ہے۔ اگرچہ وہ صحابہ کے قول اور صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہی ہو اور جو ان چار مذہبوں سے خارج ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اور اکثر یہ کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ حدیث وقرآن کے محض ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے۔

تفسیر صاوی کی عبارت مذکورہ کی روشنی میں پیر کرم شاہ مذاہب اربعہ سے خروج اختیار کر کے ضال اور مضل ہو گیا۔ نیز پیر کرم شاہ بزعم خویش مجتہد بنتا ہے جبکہ مجتہد کے چھ طبقات میں سے کسی میں شمار کرنا عقل نقل کے خلاف ہے اور اجتہاد کی توہین ہے۔ مقدمہ شامی بحث طبقات الفقہاء، جلد: 1 صفحہ: 57 مطبوعہ کوئٹہ میں ہے:

الاول طبقة المجتهدين فى الشرع   پہلا طبقہ مجتہد فی الشرع کا ہے جیسے ائمہ اربعہ

كالائمة الاربعة رضى الله عنهم الخ   رضی اللہ عنہم۔

خلاصۃ العبارۃ: مجتہد کے چھ طبقات ہیں۔ (1) مجتہد فی الشرع (2) مجتہد فی المذہب (3) مجتہد فی المسائل (4) اصحاب التخریج (5) اصحاب الترجیح (6) اصحاب التمیز۔

تحقیق المرام

الطبقۃ الاولیٰ مجتہد فی الشرع: مجتہدین کا ایسا طبقہ ہے جنھوں نے اجتہاد کرنے کے قواعد بنائے جیسے امام اعظم نعمان بن ثابت' امام شافعی' امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

الطبقۃ الثانیہ مجتہد فی المذہب: ایسے فقہاء کو کہتے ہیں جو ان قواعد اور اصول میں تقلید فرماتے ہیں اور ان اصول سے مسائل شرعیہ فرعیہ خود استنباط کر سکتے ہیں جیسے امام ابو یوسف و محمد ابن مبارک رحمھم اللہ تعالیٰ کہ یہ قواعد میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں اور مسائل میں خود مجتہد ہیں۔

الطبقۃ الثالثہ مجتہد فی المسائل: ایسے ائمہ کو کہتے ہیں جو قواعد اور مسائل فرعیہ دونوں میں مقلد ہیں مگر وہ مسائل جن کے متعلق آئمہ کرام کی تصریح نہیں ملتی ان کو قرآن وحدیث وغیرہ دلائل سے نکال سکتے ہیں جیسے امام طحاوی' قاضی خاں' شمس الائمہ سرخسی وغیرہ۔

الطبقۃ الرابعہ اصحاب تخریج: ایسے فقہاء کرام کا نام ہے جو اجتہاد تو بالکل نہیں کر سکتے ہاں ائمہ میں کسی کے مجمل قول کی تفصیل فرما سکتے ہیں۔ جیسے امام کرخی وغیرہ۔

الطبقۃ الخامسہ اصحاب ترجیح: ایسے فقہاء کرام کا نام ہے جو امام صاحب کی چند روایات میں سے بعض کو ترجیح دے سکتے ہیں یعنی اگر کسی مسئلہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دو قول روایت میں آئے تو ان میں سے کسی کو ترجیح دیں۔ یہ وہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح جہاں امام

صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہو تو کسی کے قول کو ترجیح دے سکتے ہیں کہ ھذا اولیٰ یا ھذا اصح وغیرہ جیسے صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ۔

الطبقۃ السادسہ اصحاب تمیز: ایسے فقہاء کو کہتے ہیں جو ظاہر مذہب اور روایات نادرہ اسی طرح قول ضعیف اور قوی   میں فرق کر سکتے ہیں کہ اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو ترک کر دیں اور صحیح روایات اور معتبر قول کو لیں جیسے کہ صاحب کنز اور صاحب درمختار وغیرہ۔

الحاصل جن میں ان چھ وصفوں میں سے کچھ بھی نہ ہو وہ مقلد محض ہیں جیسے ہم اور ہمارے زمانہ کے عام علماء کہ ان کا صرف یہی کام ہے کہ کتاب سے مسائل دیکھ کر لوگوں کو بتا دیں فقط۔

دعوت نظر و فکر

ناظرین نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں تو اس نتیجہ کو ضرور حاصل کر لیں گے کہ آج ان چھ طبقات میں سے کسی بھی مرتبہ کو پانے والا نہیں۔ تو پھر پیر کرم شاہ کس طبقہ میں داخل ہو گا پھر اس دور میں قول اور قلم سے عصمت انبیاء پر حملہ کرے اور ائمہ اربعہ کی مخالفت کرے کوئی اسے روکنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ وہی جذبہ عطا فرمائے اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی محبت رسول ﷺ سے ہمارے صدور اور قلوب کو روشن کرے۔ الحاصل یہ تو ایک پیر کرم شاہ ہے جس کا یہ نظریہ ہے کہ "کسی گستاخ رسول کو کافر کہنے کا دور گذر گیا" اگر ایسے کروڑوں پیر کرم شاہ ہوں تو ان کے لئے ہم نے میزائل فاروقی تیار کر لیے ہیں جو ان کی سرنگوں میں گھس کر انہیں راکھ کر دیں گے۔ وللہ الحمد

"ضیاء الامت" کے موقف کی تائید: "ضیاء الامت" کی عبارات مذکورہ سے عدم رجوع پر اس سے بڑھ کر اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ پیر کرم شاہ کے بعد منظر عام پر آنے والی کتاب "جمال کرم" کے رائٹر پروفیسر حافظ احمد بخش پیر کرم شاہ کے موقف کی تائید کرتے ہوئے یوں رقمطراز

ہیں۔اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"دونوں کی رائے میں صرف اتنا اختلاف ہے کہ تحذیر الناس کی الجھی ہوئی متنازعہ بحث کے متعلق حضرت مولینا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارت انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں جبکہ حضور ضیاء الامت رحمتہ اللہ علیہ نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے اور رائے میں اس نہج کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں" (جمال کرم، جلد: اول، صفحہ: 695-696)

عبارت مذکورہ بالا میں پروفیسر کا قول بدتر از بول انتہائی شنیع اور قبیح ہے اور مولوی قاسم کے قول کی اس طرح توجیہ کرنا نفس الامر اور واقع کے خلاف ہے۔

قارئین کی خدمت میں تحذیر الناس کی اصل عبارت پیش کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

"خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی لہذا اگر حضور علیہ السلام کے بعد اور بھی نبی آ جاویں تو بھی خاتمیت میں فرق نہ آوے گا۔ (تحذیر الناس، مصنف مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند)

توضیح العبارۃ: لفظ خاتم کی معنوی حیثیت

الخاتم بفتح التاء الفوقانیہ بنقطتین و کسرھا الذی یختم بہ۔	خاتم تاء کی فتح کے ساتھ اور کسر کے ساتھ ایسی چیز کو کہتے ہیں، جس کے ساتھ کوئی مہر لگائی جاتی یا جس کے ساتھ کسی چیز کو ختم کیا جاتا ہے۔

(جامع العلوم، ص: 72، جلد: 1)

توضیح المعانی: لفظ خاتم تا پر زبر بھی پڑھی جاتی ہے اور زیر بھی پڑھی جاتی ہے۔ خاتم زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے ساتھ بہر صورت ایسی چیز کا نام ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو ختم کیا جاتا ہے۔ اور جس کے ساتھ مہر لگائی جاتی ہے۔ نیز خاتم کا معنی مہر انگوٹھی اور ہر چیز کا آخر اور منتہی

ہے

والمراد بانھا خاتم الانبیاء انہ لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم و بہ تمت امور النبوۃ	خاتم الانبیاء سے مراد یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اسی کے ساتھ ہی امور نبوت پورے ہو گئے۔

(جامع العلوم، ص: 74، جلد: 1)

عبارۃ مذکورہ سے خاتم النبیین کا معنی عیاں ہے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہی نہیں۔ صفت خاتم النبیین خاصہ ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کسی غیر کی صفت بننا محال ہے اور ممتنع ہے۔

"خاصۃ الشئی ما یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ

کسی شی کا خاصہ ایسی چیز کا نام ہے جو اسی شئی میں ہی پایا جائے اور اس کے غیر میں نہ پائے جائے۔

صفت خاتم النبیین قرآن کی روشنی میں

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔	حضور سید عالم ﷺ تم میں سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

خلاصہ العبارۃ: اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کی اس آیہ میں مدح فرمائی مقام مدح میں ممدوح کی وصف خاص کا ذکر کیا جاتا ہے ورنہ مدح مدح نہیں ہوگی۔ لہذا خاتم النبیین حضور سید عالم ﷺ کا وصف خاص ہے اور کسی غیر میں پایا جانا ممتنع اور محال ہے۔

تحذیر الناس کی عبارت کا علمی محاسبہ

مولوی قاسم دیوبندی کی تحذیر الناس کی اصل عبارت ہم نے ابھی ذکر کی

کذب باری تعالیٰ کی تحقیقی نوعیت

اما اصحابنا بدلیلهم انه لو کان کاذباً لکان کذبه قدیماً ولو کان کذبه قدیما لامتنع زوال کذبه لامتناع العدم علی القدیم ولو امتنع زوال کذبه قدیماً لامتنع کونه صادقاً لان وجود احد الضدین یمنع وجود الاخر فلو کان کاذباً لامتنع ان یصدق لکنه غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورة ان کل من علم شیاء فانه لایمتنع علیه ان یحکم علیه بحکم مطابق للمحکوم علیه والعلم بهذه الصحة ضروری فاذا کان امکان الصدق قائماً کان امتناع الکذب حاصلاً لامحالة

ہمارے اصحاب کی دلیل یہ ہے اگر باری تعالیٰ کذب سے متصف ہو تو اس کا کذب اگر ہوگا تو قدیم ہی ہوگا کہ اس کی کوئی صفت حادثہ نہیں اور جو قدیم ہے وہ معدوم نہیں ہوسکتا اگر کذب جو قدیم ہے اس کا زوال ممتنع ہو تو لازم آئے گا کہ صدق الٰہی محال ہو جائے کیونکہ دونوں ضدوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا دوسرے کے وجود کے لیے مانع ہوتی ہے لہذا اگر اللہ تعالیٰ کاذب ہوا تو اس کا صدق ممتنع ہو جائیگا حالانکہ اس کا صدق تو قدیم ہے۔ اس کا زوال ممتنع ہے۔ المختصر جب صدق کا زوال ممتنع ہے تو اللہ تعالیٰ کیلئے کذب کا حصول جزماً ممتنع ہوگا۔

(تفسیر کبیر۔ مواقف، شرح مقاصد بحوالہ سبحان السبوح ص: 40 مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

خلاصۂ کلام حضور سید عالم ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا یہ مستلزم ہوگا کذب باری تعالیٰ کو اور کذب باری تعالیٰ محال اور ممتنع ہے۔ ان مقدمات میں نظر و فکر کرنے سے نتیجہ یہ اخذ ہوگا۔

حضور سید عالم ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا محال اور ممتنع ہے۔

تنویر صورۃ ثانیہ:

ہم ناظرین کی خدمت میں پہلے صورۃ ثانیہ کا مفہوم واضح کرتے ہیں تا کہ صورت

ثانیہ کی تنویر کا مفہوم واضح اور آشکار ہو جائے۔ صورۃ ثانیہ کا مفہوم یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے بعد بالفعل نبی تو نہیں آئے گا مگر نبی کا آنا ممکن تو ہے اور اللہ تعالیٰ کسی اور نبی کے بھیجنے پر قادر تو ہے۔ الحاصل بالفعل نبی تو نہیں آئے گا مگر نبی کا آنا ممکن تو ہے۔

بطلان امکان سے پہلے کچھ ضابطے بیان کیے جاتے ہیں تا کہ وہ خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کے آنے کے امکان کو باطل کرنے کیلئے معین ثابت ہوں۔ وللہ الحمد

الضابطۃ الاولیٰ: جو ممکن محال کو مستلزم ہو وہ ممکن بھی محال ہو جاتا ہے۔

الاتری انه یستلزم المحال بالذات فلایکون ممکنا فتدبر (سلم)

خبردار جو ممکن محال بالذات کو مستلزم ہو وہ ممکن نہیں ہوگا۔ فتدبر

تنقیح المقال: ایک چیز فی نفسہ تو ممکن ہوا کرتی ہے لیکن اگر اس ممکن سے محال لازم آئے گا تو وہ ممکن بھی ممکن نہیں رہے گا بلکہ وہ محال ہو جائے گا۔

الضابطۃ الثانیہ:

اللہ قدوس کی صفت قدرت کا تعلق ممتنع، قدیم اور واجب سے نہیں ہے۔

القدیم لایستند الی القدرة مواقف بحواله سبحان السبوح

قدیم قدرت کی طرف منسوب نہیں ہوتا یعنی قدرت کا تعلق قدیم سے نہیں ہوا کرتا۔

اس طرح شرح مقاصد میں ہے:

لاشیء من الواجب والممتنع بمقدور (شرح مقاصد)

واجب اور ممتنع میں سے کوئی شئی مقدور نہیں ہے۔

اسی طرح امام یافعی فرماتے ہیں:

جمیع المستحیلات العقلیة لاتعلق للقدرة بها

تمام محالات عقلیہ سے قدرت کا تعلق نہیں ہے

کنز الفوائد میں ہے:

خرج الواجب والمستحیل فلا یتعلقان ای القدرة والارادة بھا۔

واجب اور محال مستثنیٰ ہیں کیونکہ قدرۃ اور ارادہ کا تعلق ان دونوں سے نہیں ہے۔

(کنز الفوائد)

مایمتنع بنفس مفھومہ کجمع الضدین وقلب الحقائق واعدام القدیم لا یدخل تحت القدرة القدیمة

جو چیز اپنے نفس مفہوم کے اعتبار سے ممتنع ہوگی جیسے اجتماع ضدین حقائق کا بدلنا اور قدیم کا معدوم ہونا تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرۃ قدیمہ کے تحت داخل نہیں ہے۔

(شرح فقہ اکبر)

الضابطۃ الثالثۃ:

اللہ تعالیٰ کی صفت علم کا تعلق ہر شی سے ہے عام ازیں کہ وہ واجب ہو یا ممکن، قدیم ہو یا حادث، موجود ہو یا معدوم، مفروض ہو یا موسوم ہو جیسے اللہ فرماتا ہے۔ وھو بکل شئی علیم اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ قضیہ موجبہ کلیہ ہے ہر شی اور مفہوم کو محیط ہے اس قضیہ کے دائرہ وسیعہ سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔ الحاصل مفہومات عامہ (واجب، ممکن اور ممتنع) کے ہر فرد کو شامل ہے۔ اس قضیہ کے عموم سے کوئی چیز مخصوص نہیں ہے۔

شرح مواقف میں ہے:

علمہ تعالیٰ یعم المفھومات کلھا الممکنہ والواجبہ والممتنعہ فھو اعم من القدرة لانھا تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات

اللہ قدوس کی صفت علم تمام مفہومات ممکنہ واجبہ اور ممتنع سب کو شامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم قدرت سے عام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت تو ممکنات سے خاص ہے اور واجبات اور ممکنات سے متعلق نہیں۔

تحقیق المرام: اللہ تعالیٰ کے معلومات مقدورات سے زیادہ ہیں کیونکہ اللہ کی مقدورات صرف

اشیاء ممکنہ ہی ہیں جبکہ معلومات تمام مفہومات عامہ میں قدر بر۔ مثلاً شریک باری کذب اور تمام معیوبات اللہ کے معلومات تو ہیں مگر مقدورات نہیں ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات اللہ تعالیٰ کی معلومات تو ہیں مگر مقدورات نہیں۔ کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی مقدور ہوا کرتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور حادث ہوا کرتی ہے۔ لہذا اگر اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات اللہ تعالیٰ کی مقدورات ہوں تو پھر وہ مخلوق اور حادث ہوں گے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات حدوث سے منزہ ہیں۔

الضابطۃ الرابعۃ:

جو چیز اللہ تعالیٰ کیلئے بالفعل محال ہے وہی چیز بالقوۃ بھی محال ہے لہذا کسی معمولی عیب کا اللہ تعالیٰ کیلئے ہونا محال ہے تو اللہ تعالیٰ کیلئے کسی عیب کا بالقوۃ پایا جانا اور ممکن ہونا بھی۔ الحاصل کذب ایک عیب جس طرح اللہ تعالیٰ میں بالفعل محال ہے اس طرح بالامکان بھی محال ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کسی عیب اور نقص سے بالفعل متصف ہونا اظہر من الشمس محال ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی عیب کے ساتھ متصف ہونا ممکن بھی نہیں یہی کمال تنزیہ اور تقدیس ہے۔

الضابطۃ الخامسۃ:

اگر اللہ تعالیٰ کذب اور جھوٹ سے متصف ہو سکے کہ اس کا کذب اگر ہوگا تو قدیم ہی ہوگا کہ اس کی کوئی صفت حادثہ نہیں ہے اور جو قدیم ہے معدوم نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کا صدق محال ہو جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا صدق محال ہونا بالبداہۃ باطل ہے۔ لہذا ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کا کذب سے متصف ہونا ممکن نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کاذب ہوگا تو پھر کذب اس کی صفت قدیمہ ہوگی کیونکہ اللہ قدوس کی صفات ذاتیہ قدیمہ میں جب کذب صفت قدیمہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ کا صدق محال ہو جائے گا حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے۔ اگر صدق بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوگا تو ظاہر ہے وہ

بھی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہی ہوگی تو لازم آئے گا متضادۃ الصفات قدیمہ کا اجتماع جسے
اجتماع نقیضین کہتے ہیں جبکہ اجتماع نقیضین باطل ہے۔ یہ اجتماع نقیضین اس لیے لازم آیا کہ
اللہ تعالیٰ کیلئے صفت کذب کو مانا ہے لہذا پھر جس سے محال لازم آئے وہ بھی محال ہوا کرتی ہے
تو پھر اللہ تعالیٰ کے لیے صفت کذب کا ہونا محال ہوگا۔

الضابطۃ السادسۃ:

امکان کذب فعلیت کذب بلکہ دوام کذب بلکہ وجوب کذب کو مستلزم ہے۔

ناظرین کی خدمت میں ہم ضابطہ سادسہ کے تحت یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی یہ کہے
کہ اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ بولنا ممکن ہے تو اسے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ قدوس کیلئے جھوٹ بولنا
واجب ہے۔ قبل ازیں کہ ہم یہ بیان کریں کہ امکان کذب مستلزم ہے وجوب کذب کو دو
تمہیدی مقدمے ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

المقدمۃ الاولیٰ:

اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی حالت منتظرہ نہیں ہے جو بھی حالت اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کی
جائے وہ حالت واقعیہ فعلیہ اور واجبہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کیلئے حالت منتظرہ ہونے میں خرابی لازم
آئے گی وہ اس طرح کہ مثلاً اللہ تعالیٰ کیلئے حالت علم منتظرہ تسلیم کی جائے تو ایک وقت ایسا ہوگا
کہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ کیلئے صفت علم کی نفی ہوگی حالانکہ اللہ تعالیٰ کیلئے صفت علم کا ثبوت
ضروری ہے حالت منتظرہ تسلیم کرنے میں اللہ کیلئے صفات ازلیہ کی نفی ہو جس کا فساد ظاہر ہے۔

المقدمۃ الثانیہ:

قدیم اور ممکن میں فرق یہ ہے کہ قدیم کی تمام صفات بھی قدیمہ ہوا کرتی ہیں اور ممکن
کی تمام صفات بھی ممکنہ ہوا کرتی ہیں۔ قدیم کی کوئی صفت بھی ممکن نہیں ہو سکتی اور ممکن کی کوئی
صفت قدیم نہیں ہو سکتی۔ ان تمہیدی مقدموں کے بعد ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیلئے

امکان کذب ماننے سے وجوب کذب لازم آئے گا وہ اس طرح کہ ہم نے مقدمہ اولیٰ میں
بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حالت منتظرہ نہیں ہے سب حالتیں بالفعل ہیں۔ اب اس
صورت میں جب اللہ تعالیٰ کیلئے امکان کذب تسلیم کریں گے تو کذب اللہ تعالیٰ کی صفت بن
جائے گی اور تمام صفات اللہ تعالیٰ کیلئے بالفعل ہوتی ہیں لہذا کذب بالفعل اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت
ہو جائے گا۔ اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اللہ تعالیٰ کیلئے واجب ہیں اور اللہ
تعالیٰ سے جدا ہونا محال ہے۔ اب ان مقدمات کی ترتیب سے نتیجہ یہ اخذ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے
امکان کذب تسلیم کرنے سے وجوب کذب لازم آئے گا۔ وہ اسطرح کہ اللہ تعالیٰ کے لیے
امکان کذب سے کذب بالفعل لازم آئے گا اور کذب بالفعل سے کذب بالوجوب لازم آئے
گا۔

بالفاظ دیگر امکان کذب سے فعلیت کذب لازم آئے گا اور فعلیت کذب سے
امتناع صدق (صدق کا ممتنع ہونا) لازم آئے گا اور جب امتناع صدق ہوگا تو لازماً
حتماً کذب ثابت ہو جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ صدق بھی لازم ہو
کذب بھی لازم یہ تو بالبداہۃ محال ہے تو جب امکان کذب سے فعلیت کذب لازم آئے
گا اور فعلیت کذب سے امتناع صدق لازم آئے گا اور امتناع صدق سے ضرورت کذب متحقق
ہو جائے گی۔ فتدبر فانہ ادق من الدقائق ومن مزال الاقدام۔

الضابطۃ السابعۃ:

قدیم اور ممکن میں فرق یہ ہے کہ ممکن کی مدح اور تعریف کا مدار یہ ہے کہ ممکن (مرد و
زن) تمام برائیوں پر قادر ہونے کے باوجود نہیں کرتا لہذا انسان کی یہی مدح اور خوبی ہے کہ
انسان ہر برائی کر سکتا ہے مگر ہر برائی سے رکتا ہے لہذا یہی کمال انسان ہے۔ مثلاً انسان چوری،
زنا اور شراب وغیرہ کے افعال کا ارتکاب کرنے پر قادر ہے مگر اپنے نفس کو ان برائیوں سے

روک لیتا ہے انسان کا حق کمال یہی ہے کہ برائی پر قادر ہونے کے باوجود برائی نہ کرے۔

قدیم کی حمد اور تعریف کا مدار اس پر ہے کہ اس ذات قدیم سے تمام عیوب اور نقائص کی نفی کرنا ہی حمد اور تعریف ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا تمام نقائص اور عیوب سے متصف ہونا ممتنعات عقلیہ اور مستحیلات ذاتیہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ عیوب اور نقائص پر قادر نہیں ہے مگر اس کے باوجود شان الٰہی کی انتہائی تعریف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی عیب اور نقص سے موصوف تجویز عقلی میں ممکن نہیں ہے اللہ قدوس کے لیے یہی کمال تنزیہ اور تقدیس ہے۔ الحاصل ممکن اور قدیم کی مدح میں فرق واضح ہو گیا کہ ممکن کی مدح کی مدار اس پر ہے کہ کسی برائی پر قادر ہونے کے باوجود نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی مدار اس پر ہے کہ باوجود عیب اور نقص پر قادر نہ ہونے کے اس ذات سے عیوب اور نقائص کی نفی کرنا کمال حمد ہے۔

الضابطہ الثامنہ:

اللہ تعالیٰ کے عجز کا معنیٰ

اللہ تعالیٰ کیلئے عجز کا معنیٰ یہ ہے جس شئی کی شان یہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہو اس پر اللہ تعالیٰ کا قادر نہ ہونا یہ عجز ہے۔ اور ممتنعات عقلیہ اور مستحیلات ذاتیہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تعلق نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے کرنے کا بھی ارادہ نہیں کرتا لہٰذا ممتنعات عقلیہ اور مستحیلات ذاتیہ پر قادر نہ ہونے کا نام عجز نہیں ہے۔ الحاصل ممتنعات عقلیہ اور مستحیلات ذاتیہ (عیوب اور نقائص وشریک باری اور اجتماع نقیضین وغیرہ) کے ساتھ جب قدرت اور ارادہ کا تعلق ہی نہیں تو پھر ان پر قادر نہ ہونے سے عجز کیسے لازم آئے گا عجز تو تب متحقق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کے ارادہ اور قدرت کا تعلق ہو جائے اور وہ چیز کر نہ سکے۔

الضابطہ التاسعہ:

لزوم کفر اور التزام کفر کی شرعی تصویر

کلمات کفریہ دو قسموں میں منحصر ہیں:

(1) القسم الاول: لزوم کفر۔

(2) القسم الثانی: التزام کفر

القسم الاول: لزوم کفر ایسے کلمہ کفریہ کو کہتے ہیں جس میں کسی معنیٰ صحیح کا بھی احتمال ہو۔ بالفاظ دیگر لزوم کفر کا معنیٰ یہ ہے کلمہ تو کفریہ ہے مگر اس کلمہ میں معنیٰ صحیح کا بھی احتمال ہو۔ یعنی کلمہ کے کئی مطالب اور معانی بن سکتے ہیں مگر تمام کے تمام کفر تک پہنچانے والے ہیں مگر اس کلمہ میں ایک معنیٰ صحیح کا بھی احتمال ہے۔

القسم الثانی: التزام کفر ایسے کلمہ کفریہ کا نام ہے جس میں کوئی ایسے معنیٰ نہیں بنتے جو قائل کو کفر سے بچائے۔ بالفاظ دیگر ایسے کلمہ کفریہ کو کہتے ہیں اس کے قائل کو یقیناً کافر کہا جاتا ہے اس میں کسی ایسے معنیٰ کی گنجائش نہیں ہوتی کہ اس کے قائل کو اس معنیٰ کی وجہ سے کفر سے بچایا جا سکے۔

اختلاف فقہاء اور متکلمین کی تشریحی نوعیت:

لزوم کفر کی صورت میں فقہاء اور متکلمین کا اختلاف ہے۔ فقہاء کا موقف تو یہ ہے کہ لزوم کفر کی صورت میں حکم تکفیر دیا جائے گا۔ متکلمین کا نظریہ یہ ہے کہ لزوم کفر کی صورت میں سکوت کیا جائے۔ متکلمین فرماتے ہیں جب تک کی صورت نہ ہو قائل کو کافر کہنے سے سکوت اختیار کیا جائے۔

نتیجہ العبارت: اختلاف کی تشریحی نوعیت کے بعد ہم نتیجہ پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ فقہاء اور متکلمین کے مذہب میں سے احوط مذہب اور جس میں زیادہ احتیاط کی گئی ہے وہ

متکلمین کا ہی مذہب ہے (فتاویٰ امجدیہ، صفحہ: 513-512، جلد: 4)

مسئلہ لزوم کفر اور التزام کفر کی تفصیلی حیثیت:

مسئلہ لزوم کفر اور التزام کفر کی تفصیل کے لیے ہم شیر بیشہ اہل سنت مبین المناظرین حضرت علامہ مولینا حشمت علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت علامہ مولانا حشمت علی علیہ الرحمۃ اور ایک دیوبندی کے درمیان مناظرہ ہوا دوران مناظرہ دیوبندی مناظر نے شکست سے بچنے کیلئے یہ کہا کہ مولینا احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اسماعیل دھلوی کے کلام میں ستر سے زیادہ وجوہ سے کفر ثابت کیا ہے مگر پھر بھی اسے کافر نہ قرار دیا لہذا وہ خود کافر ہو گئے (معاذ اللہ) کیونکہ کافر کو کافر کہنا ضروریات دین سے ہے۔ اس کے جواب میں حضرت علامہ مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اصل بات یہ ہے کہ یہاں تین چیزیں

(1) کلام (2) متکلم (3) تکلم ان تین میں سے جس کسی ایک میں احتمال پیدا ہو گا وہی احتمال شخص کی تکفیر کرنے سے مانع ہو گا۔

الکلام: کلام میں تو یوں کہ وہ اگرچہ کھلا ہوا کلمہ کفریہ اس میں کوئی تاویل قریب نہ نکلتی ہو مگر تاویل بعید ہو تو قول کو کفر کہا جائے گا لیکن قائل کو کافر کہنے سے محققین فقہاء اور حضرات متکلمین احتیاط فرمائیں گے کیونکہ ممکن ہے قائل نے وہی تاویل بعید مراد لی ہو۔

التکلم: تکلم میں اس طرح ہے کلام تو کھلا ہوا نا قابل توجیہ و تاویل کفر صریح ہو مگر اس بات کا قطعی یقینی ثبوت نہ ہو کہ وہ کلام اسی قائل کا ہے تو کلام اگرچہ قطعی کفر ہو گا مگر اس شخص کو کافر نہیں کہیں گے۔

المتکلم: متکلم میں یوں کہ قول تو ایسا کفر صریح ہو جس میں تاویل بعید بھی متعذر ہو مگر قائل کی اس قول سے توبہ مسموع ہو پھر اس کا ثبوت شرعی متحقق ہو جائے تو قائل کی تکفیر حرام بلکہ عند الفقہاء

خود کفر ہو گی اور اگر اسکا ثبوت شرعی نہ ہو مگر شہرت ہو تو کیف و کم کی بنا پر اس قول کو قطعی یقینی کفر کہیں گے لیکن اس قائل کو کافر کہنے سے احتیاط برتیں گے۔

(مبلغ وہابیہ کا گریز بحوالہ کفریات بابائے وہابیہ، صفحہ: 22-21)

ازالۃ الشبہ:

عوام الناس کے دل میں خدشہ کھٹکتا ہے اور انہیں پریشان کر دیتا ہے کہ ممتنعات ذاتیہ پر اللہ تعالیٰ قدرت کی نفی سے اس کے عجز کا قول لازم آتا ہے بہت بڑی جہالت ہے کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کا مقدور بننے کے صلاحیت رکھتی ہو اس پر قدرت نہ ہونے کو عجز کہتے ہیں اور ممتنع ذاتی مقدور بننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس پر قدرت نہ ہونے سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آئے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نظیر یا اپنے شریک کے پیدا کرنے یا اجتماع نقیضین یا ارتفاع نقیضین کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے تو نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے عاجز ہونے کا قول کیا ہے اب رہیں وہ آیات جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عموم پر دلالت کرتی ہیں جیسے۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان

وکان اللہ علی کل شیئ مقتدرہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے

المختصر اسی طرح کی جتنی آیات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عموم پر دلالت کرتی ہیں ممتنعات عقلیہ کو شامل نہیں ہیں کیونکہ ممتنع عقلی شئی نہیں ہے شئی اسے کہتے ہیں جس سے مشیت کا تعلق ہو سکے اور وہ لازماً ممکن ہی ہو گی ممتنع نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ وہ کل شئی کے عموم میں داخل ہو۔ اگر کوئی شخص ممتنعات ذاتیہ اور مستحیلات عقلیہ پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نفی سے گریز اور اجتناب کرتا ہے اور اسے بارگاہ الٰہی کی بے ادبی گمان کرتا ہے تو اسے ایمان اور توحید کو ایک طرف رکھنا پڑے گا بلکہ اسے ایمان اور توحید سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ کے شریک اور

اس کے عدم کے امکان اور اللہ تعالیٰ کے نقائص اور قبائح سے اتصاف جسم ہونے، مکان میں ہونے اور تغیر پذیر ہونے کے امکان کا عقیدہ رکھنا پڑے گا کیونکہ یہ سب ممتنع ذاتی ہیں اگر اس کی قدرت میں ہوں گے تو لازماً ممکن ہوں گے۔ المختصر القول الفیصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ممکن ذاتی پر قادر ہے ممتنع ذاتی چونکہ مقدور بننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس لیے مقدور نہیں ہے۔ قدرت الٰہی کا ممتنعات ذاتیہ کو شامل نہ ہونا معاذ اللہ اس کے عجز کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس لیے ہے کہ ممتنعات ذاتیہ میں وجود کی صلاحیت ہی نہیں ہے ہاں اگر کوئی بے دین ممکن ذاتی سے قدرت الٰہی کی نفی کرے تو وہ کافر ہے اور قدرت الٰہی کا منکر ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من ذلک۔

ان مقدمات رفیعہ انیقہ کے بعد ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ پروفیسر مولف جمال کرم کا فاضل عرب وعجم امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف اور پیر کرم شاہ کے موقف میں موازنہ کرنا یہ عقل ونقل کے خلاف ہے۔

پروفیسر کی اصل عبارت ہم قارئین کی خدمت میں دوبارہ پیش کرتے ہیں تا کہ ناظرین کے سامنے مسئلہ واضح ہو جائے اور کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"دونوں کی رائے میں صرف اتنا اختلاف ہے کہ تحذیر الناس کی الجھی ہوئی متنازعہ بحث کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فیصلہ فرماتے ہیں کہ ایسی عبارت انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں جبکہ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے اور رائے میں اس نہج کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں"

تنقیح المقال:

پروفیسر مولف جمال کرم نے اپنی علمی تحقیق پیش کی اور فاضل عرب وعجم امام احمد رضا

خان رحمۃ اللہ تعالیٰ اور پیر کرم شاہ کی آراء پیش کی ہیں اور ان کے نظریات میں موازنہ کیا ہے اور ہم اس موازنہ کو اوپر بیان کر چکے ہیں۔

ہم ذیل میں تحذیر الناس کی عبارت ناظرین کی خدمت میں دوبارہ پیش کرتے ہیں تا کہ موازنہ کی حقیقت منکشف ہو جائے۔ اور پروفیسر کی علمی تحقیق منظر عام پر آ جائے۔

"خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی۔ لہذا اگر حضور علیہ السلام کے بعد اور نبی آ جاویں تو بھی خاتمیت میں فرق نہ آ ویگا۔"

قاسم نانوتوی کی مندرجہ بالا عبارت سے ہر ذی عقل اور صاحب رائے مصیب یہی اخذ کرے گا کہ اس عبارت سے خاتم النبیین (آخری نبی ہونے کا) انکار لازم آتا ہے اس خاتم النبیین کے انکار سے اللہ تعالیٰ کی کلام کا انکار لازم آئے گا جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کلام میں فرماتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں تو اللہ تعالیٰ کی کلام کا انکار کفر ہے لہذا اس عبارت پر فتویٰ تکفیر نافذ ہو جائے گا۔ خاتم کا معنی اصلی کرنا کسی لغت میں بھی موجود نہیں ہے۔ یہ محض عقل ابلیس کا اختراع ہے۔

پروفیسر کے موازنہ کا شرعی اور علمی جائزہ

پروفیسر موصوف نے محقق العرب والعجم امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور پیر کرم شاہ کی آراء میں موازنہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے موازنہ کا مدلول اور مفہوم یہ ہے کہ پروفیسر کے نزدیک دونوں کی آراء درست ہیں یعنی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی مصیب ہے اور پیر کرم شاہ کی رائے بھی درست ہے یہ کیونکر ممکن ہے کہ دونوں کے نظریات صحیح ہوں یعنی اس عبارت کا قائل ایمان سے محروم ہو اور اسی عبارت کا قائل ایمان سے محروم نہ بھی ہو یہ دونوں صحیح ہوں یہ ممتنع ہے۔

مولوی قاسم دیوبندی کی مندرجہ بالا عبارت کے بارے میں میرے حضور امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ اس عبارت سے شخص کافر ہو جائے گا کیونکہ اس عبارت میں خاتم النبیین کا انکار ہے جو کہ صریح کفر ہے اور پیر کرم شاہ کا موقف ہے کہ ایسی عبارت کے قائل کے کفر میں احتیاط برتی جائے یعنی کافر نہ کہا جائے۔

اقول پروفیسر کی ذاتی منطق پر جتنا افسوس کیا جائے اتنا ہی کم ہے وہ اس طرح کہ مولوی قاسم دیوبندی کی مندرجہ بالا عبارت کے متعلق کفر کہنے والا بھی صحیح ہو اور اس عبارت کفر میں احتیاط برتنے والا بھی صحیح ہو تو اس سے اجتماع النقیضین لازم آئے گا جو کہ باطل ہے اور وہ اس طرح کہ جب اس عبارت کے قائل کو کافر کہنے والا اور نہ کہنے والا دونوں صحیح ہیں جبکہ کافر اور لا کافر ایک دوسرے کی نقیض ہیں کافر کی نقیض لا کافر اور لا کافر کی نقیض کافر ہوا کرتی ہے۔

الحاصل پروفیسر کا یہ کہنا کہ کہ اس نہج کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں ہے واضح طور پر جہالت ہوگی کیونکہ اس نہج میں کج ہے اور اس طرح کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک ہی شخص کافر بھی ہو اور لا کافر بھی اگر ایک شخص کافر ہے تو اس کا کافر نہ ہونا باطل ہوگا لہذا پروفیسر کا یہ کہنا کہ دونوں حضرات اپنی اپنی جگہ درست ہیں یہ قضیہ باطل ہے اور جس نظر وفکر پر یہ نتیجہ ہے وہ افکار و انظار شیطانیہ ہیں اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ وللہ الحمد

خویدم العلوم مفتی غلام محمد شرقپوری بندیالوی
مدرسہ العلوم جامعہ نجویہ ناظر کالونی
نئی آبادی، فیض پور خورد، شرقپور روڈ۔

فتویٰ مرکزی دار الافتاء جامعہ ارشد العلوم
اوجھا گنج ضلع بستی، یو۔ پی، بھارت

از جانشین فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

(۱) سوال میں درج عبارت سے ظاہر یہ ہے، کہ جس پیر کے اقوال سوال میں نقل کئے گئے ہیں وہ دیوبندیوں کے کفری عقائد جانتا ہے، اگر یہی امر واقع ہے تو پیر مذکور بھی انہی میں سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اِنَّکُم اِذاً مِثلُھُم" وَاللہ تعالیٰ اعلم

(۲) رب تبارک وتعالیٰ ظلم وستم سے پاک ومنزہ ہے، اس سے ظلم ممکن ہی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہنا کفر ہے کہ اس میں قرآن مجید کی متعدد آیتوں کا انکار ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "وما انا بظلام للعبید" میں بندوں کے حق میں ستمگر نہیں۔

اور فرماتا ہے: لا یظلم ربك احدا "تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے: لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ ۱ھ۔ تفسیر بیضاوی میں ہے: الظلم یستحیل صدورہ عنہ تعالیٰ ۱ھ۔ اور تفسیر کبیر میں ہے۔ الذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالیٰ ان الظلم عبارۃ عن التصرف فی ملك الغیر والحق سبحانہ لا یتصرف الا فی ملك نفسہ فیمتنع کونہ ظالما وایضا الظالم لا یکون الٰھا والشیٔ لا یصح الا اذا کانت لوازمہ صحیحۃ فلو صح منہ الظلم لکان زوال الٰھیۃ صحیحا وذلك محال" اہ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تحذیر الناس میں حضور سید عالم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا گیا۔ آیت کریمہ "وخاتم النبیین" سے آخری نبی سمجھنا نافہموں کا خیال بتایا گیا ہے۔ حالانکہ یہی معنی رسول نے سمجھا، صحابہ نے سمجھا، ساری اُمت نے سمجھا، اور پوری اُمت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ تحذیر الناس کی عبارات ملاحظہ کریں ص ۳ پر ہے:

سو اسی طور رسول ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمائیے، یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔ اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے، پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں، اھ۔ پھر ص ۱۴ پر ہے:

غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا ہے تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا، بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، اھ اور ص ۲۸ پر یوں ہے:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے، اھ۔۔۔۔۔ یہ بلاشبہ حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار ہے جو کفر ہے، اور قائل کافر ہے۔

امام قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں:

"لانہ اخبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ خاتم النبیّن، لانبی بعدہ، واخبر من اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیّن و انہ ارسل کافۃ للناس، اجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ و ان مفھومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھولاء الطوائف کلھا قطعا"۔

حجۃ الاسلام امام غزالی کتاب الاقتصا میں فرماتے ہیں:

"ان الامۃ فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا و عدم رسول بعدہ ابدا

و انہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص، ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لا یمنع بتکفیرہ لانہ مکذب بھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر مؤول ولا مخصوص"

حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفوائد میں لکھتے ہیں:

"فساد مذھبھم غنی عن البیان بمشاھدۃ العیان کیف وھو یودی الی تجویز نبی مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم او بعدہ و ذلک یستلزم تکذیب انا العاقب ولا نبی بعدی، واجتمعت الامۃ علی ابقاء ھذا الکام علی ظاھرہ وھذہ احدی المسائل المشھورۃ، کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالیٰ"

لہذا جو شخص ان کفریات پر راضی ہو، انہیں پڑھ کر سر دھنے وہ بھی کافر و مرتد ہے واللہ تعالیٰ اعلم

گستاخ رسول یقینا کافر و مرتد ہے اس پر اجماع امت ہے حتی کہ دیوبندی بھی اسے کافر تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ اکفار الملحدین میں ہے:

"ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذب او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منہ امراتہ۔۔۔ اجمع المسلمون علی ان شاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ و کفرہ کفر" اھ (ص : ٥٤، مطبع المجلس العلمی)

اور المہند میں ہے:

"و نتیقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیہ السلام فقد کفر وقد افتی مشایخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیہ السلام" اھ (ص ۲۶)

جو گستاخ رسول کو کافر نہ مانے وہ خود کافر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

ایک مجلس میں تین طلاق تین ہی ہے۔ یہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ثابت

ہے۔اس پر صحابۂ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا اجماع بھی ہے اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت
کا یہی مذہب ہے۔ فتح القدیر میں ہے "فاجماعهم ظاهر" (ج:۳، ص:۳۳۳) لہذا جو
اس سے انحراف کرے وہ ضرور گمراہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد ابرار احمد امجدی برکاتی،

خادم الافتاء مرکز تربیت افتاء اوجھاگنج

۲۔محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

فتوی ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

بانی وشیخ الحدیث جامع رضویہ ٹرسٹ والسابق صوبائی وزیر اوقاف زکوۃ وعشر
پنجاب ماڈل ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فیقول الفقیر الحقیر الدکتور
المفتی غلام سرور القادری ان الشیخ پیر محمد کرم الشاه الازهری ما
کتب فی تفسیره ضیاء القرآن المجلد اول ص ۱۱ و ملفوظه کما فی جمال
الکرم المجلد الثالث ص ۶۹۴ وما اظهر بعد خیالاته لکتاب تحذیر الناس
هذا ضرر عظیم له ولجمیع الاسلام و نحن نتأسف علیه تأسفا کبیرا و نحن
علی ما فی الحسام الحرمین الشریفین و الصوارم الهندیه فمن لم یتفق بهما
اتفاقا کلیا فهو مصداق فتویٰ الکتاب الشریف حسام الحرمین الشریفین و
الصوارم الهندیه بلا ریب و انا اقول هذا بلا خوف لومته لائم وانا هذا الحق
قائم و دائم فقط الدکتور المفتی غلام سرور القادری

16-1-2005

ترجمہ

حمد وصلوۃ کے بعد بندہ محتاج، ڈاکٹر غلام سرور قادری کہتا ہے کہ پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تفسیر
ضیاء القرآن جلد اول ص ۱۱ میں جو لکھا گیا ہے اور جو ان کے ملفوظات میں لکھا گیا ہے جیسا کہ
جمال کرم جلد ۳، صفحہ ۶۹۴ میں اور جن بعض خیالات کا انہوں نے اظہار کیا ہے کتاب تحذیر
الناس کیلئے یہ ان کے لئے اور تمام اہل اسلام کے لئے نقصان دہ ہے۔ ہم اس پر بہت رنجیدہ ہیں
اور ہم اسی موقف پر ہیں جو حسام الحرمین شریفین میں اور الصوارم الہندیہ میں مذکور ہے۔ پس
جس نے کلیتاً ان دونوں پر اتفاق نہیں کیا تو بلاشبہ وہ کتاب حسام الحرمین شریفین اور الصوارم
الہندیہ میں مندرج فتوے کا مصداق ہے۔ میں یہ سب بغیر کسی خوف اور ملامت کے کہتا ہوں
اور میں اس حق پر قائم ودائم ہوں۔

دستخط و مہر

مفتی غلام سرور قادری

۱۶۔جنوری ۲۰۰۵ء

فتویٰ از علامہ مفتی فضل احمد چشتی، لاہوری

باسمه تعالیٰ وبالصلاۃ والسلام علی وسیدنا المصطفیٰ

الجواب بعون الملک الوهاب هو الموفق للصواب

(۱) قاسم نانوتوی علیہ ماعلیہ نے خاتم النبیین کی جو تفسیر وتاویل کی ہے اور جن الفاظ کے ساتھ
کی ہے وہ صریح کفر ہے کما صرح بہ علماء الحرمین الشریفین وسیدی الامام
البریلوی علیهم الرحمۃ والرضوان بندہ ناچیز اپنے مشائخ کرام کے فتاویٰ شریف کے
ساتھ پورا اتفاق کرتا ہے۔ لہذا جو شخص بھی نانوتوی علیہ ماعلیہ کی تفسیر وتاویل کو کفریہ نہ کہے وہ
بھی بلاشبہ اس کے ساتھ کا ہے۔ اور مشائخ کے فتویٰ کی زد میں ضرور ہے۔ تو کرم شاہ کا نانوتوی

مشرب ہونا بلا ریب ہے۔

(2) اب طلاق ثلاثہ کے وقوع کے خلاف فتویٰ دینے والا تحریر کے قائل ہے اور گمراہ ہے اور فتویٰ امام خیر الدین رملی حنفی علیہ الرحمۃ میں ہے ما نصہ

(وسئل مرة اخری) فی رجل طلق زوجته ثلاث مجتمعا فی کلمة واحدة فافتاه حنبلی المذهب بعدم الوقوع فاستمر معاشراً لزوجته بسبب الفتوی المذکورة مدة سنین فهل یعمل بافتاء الحنبلی المذکور ام لا ولو اتصل به حکم منه کیف الحال؟

(اجاب) لا عبرة بالفتوی المذکورة ولا ینفذ قضاء القاضی بذالك ولو نفذه الف قضٍ ویفترض علی حکام المسلمین ان یفرقوا بینهما قال بعض العلماء وحکی عن الحجاج بن ارطاة وطائفة من الشیعة والظاهریة الذلا یقع منها الا واحدة واختاره من المتاخرین من لا یعبأ به فافتی به واقتدی به من اضله الله تعالیٰ اه والله اعلم۔

(3) یہ کلام بے لگام کہ کسی گستاخ رسول ﷺ کو (معاذ اللہ) کافر کہنے کا دور گذر گیا ہے صریح کفر ہے بلکہ بدترین کفر ہے لا یتفوه به الامن لا دین ولا ایمان له والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ

فضل احمد چشتی لاہوری پنڈی سٹاپ لاہور

(۴ جمادی الثانیہ ۱۴۲۵ھ بروز جمعرات)

فتویٰ از جانشین خلیل العلماء حضرت علامہ مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ، شیخ الحدیث جامعہ احسن البرکات، حیدر آباد

۷۸۶

الجواب سائل نے جو حقائق پیش کئے ہیں، وہ اظہر من الشمس ہیں، اور بقول سائل زندگی میں بھی موصوف نے ان سے رجوع نہ فرمایا۔ فقیر قادری رضوی کو بھی یہی صدمہ ہے اور رہیگا۔ اور امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ نہایت معتبر اور محقق ہیں ان کی تحریر کے سامنے فقیر کسی تیسری دوسری تحریر کو اہمیت نہیں دیتا جو احکام ان کی تحریروں سے مستنبط ہیں وہی حق ہیں خواہ کوئی بھی اس کی زد میں آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دستخط و مہر

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی

مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد

۲۸۔ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ، ۱۴ ستمبر ۲۰۰۴ء

فتوی حضور اجمل العلماء علامہ محمد اجمل سنبھلی قادری رضوی

علیہ الرحمہ درباره تحذیر الناس

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان دین شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

ایک مولوی صاحب جو اپنے کو سنی حنفی کہتے ہیں ان کا ارشاد ہے کہ تحذیر الناس میں نے پڑھی میرے خیال میں شروع سے آخر تک کوئی غلطی معلوم نہ ہوئی ، کتاب ہذا میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کی صفت سے سرفراز فرمایا گیا ہے، اور مصنف کی کافی تعریف کی اور مصنف کو بزرگ اور قابل ستی تسلیم کرتے ہیں، ان مولوی صاحب کے متعلق کیا حکم ہے؟۔

(المستفتی محمد سعید کرنیل گنج گونڈہ)

الجواب اللهم هداية الحق والصواب

تحذیر الناس میں خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونے کا صاف انکار متعدد جگہ موجود ہے۔ چنانچہ تحذیر الناس کے صفحہ ۱۲ پر موجود ہے:

"بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ پھر اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ پر ہے:

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کرلیا جائے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جب زمانہ نبوی میں یا اس زمانہ اقدس کے بعد اور کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے گا تو پھر خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونے کا صاف طور پر انکار ہو گیا۔ علاوہ بریں ابتدائے کتاب تحذیر الناس کی عبارت ملاحظہ ہو:

بعد حمد وصلوۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں

تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔

اس عبارت میں مصنف تحذیر الناس نے خاتم النبیین کے متواتر وقطعی معنی آخر انبیاء کو جو آیات و احادیث و آثار صحابہ واجماع امت سے ثابت ہیں، انہیں خیال عوام بتایا، اور اس معنی کے بیان کرنے والوں کو عوام اور نافہم ٹھہرایا۔ تو اس مصنف کے نزدیک تمام سلف صالحین، صحابہ و تابعین بلکہ رسول کریم علیہ التسلیم بلکہ خود رب العلمین جل جلالہ بھی معاذ اللہ عوام اور نافہم قرار پائے۔ لہذا حضرات سلف صالحین، صحابہ وتابعین کو حتی کہ خدا اور رسول ﷺ کو عوام ونافہم کہنا کیا ان کی کھلی ہوئی گستاخی اور توہین نہیں۔ اور آیات واحادیث اور آثار صحابہ واجماع امت کے بتائے ہوئے معنی کو خیال عوام کہنا اور اہل فہم کے خلاف ٹھہرانا کیا صریح غلطی نہیں۔ اور اس میں خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا صاف الفاظ میں موجود نہیں اور کتب فقہ میں ہے کہ جو ہمارے نبی کو آخر الانبیاء نہ جانے وہ مسلمان نہیں۔

چنانچہ فتاوی عالمگیری صفحہ ۲۸۲ اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۶۷ میں ہے "اذالم يعرف ان محمدا صلى الله تعالیٰ عليه وسلم اخر الانبياء فليس بمسلم لانه من الضروريات"

اس عبارت سے مصنف تحذیر الناس کا کافر ہونا آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا لہذا اب اس سنی حنفی مولوی کا حکم بھی معلوم ہو گیا کہ جو ایسے کو بزرگ وقابل تعریف سمجھے اور قول کفری کی تائید وحمایت کرے اور اس پر رضا ظاہر کرے وہ خود کافر ہے۔ کتب عقائد کا مشہور عقیدہ ہے "الرضا بالکفر کفر" بالجملہ اس مولوی کا دعویٰ سنیت وحنفیت غلط ہے اس کو چاہئے کہ وہ اس غلط تخیل سے باز آئے اور توبہ کرے تجدید ایمان کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ ۲۷

رجب المرجب ۱۳۷۲ھ

کتبہ: المعتصم بذیل سید کل نبی و مرسل، المفتقر الی اللہ عزوجل، العبد محمد اجمل غفرلہ الاول، ناظم المدرسۃ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل

حضرت مفتی اعظم مولانا عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کا خط

بنام علامہ حسن علی رضوی آف میلسی مدظلہ برنظریات پیر کرم شاہ بھیروی

مکرمی و محترمی علامہ مولانا برادرم محمد حسن علی صاحب رضوی دامت برکاتھم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

خیریت مطلوب، آپ کی مرسلہ کتب وصایا شریف اور عجائب انکشاف موصول ہوئی ہیں۔ وصایا شریف پر اعتراضات کا مسکت جواب ہے جزاکم اللہ تعالیٰ عام طور پر جوں کا توں طبع ہوتا رہا ہے اس لئے یہ جوابات ضروری تھے۔ عجائب انکشاف کی تقدیم میں آپ نے مصنف علیہ الرحمۃ کا تعارف اور ضیاء الرحمٰن فاروقی اور عرض ناشر کا تعاقب خوب ہے اللہ تعالیٰ آپ کے قلم اور تحقیق میں مزید برکت فرمائے مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے تمام ریکارڈ محفوظ فرما رکھا ہے کہ ہر بات باحوالہ لکھی گئی ہے۔ ان شاء اللہ دشمن کو جواب کی ہمت نہ ہوگی۔

اکابرین اہلسنت کی طرف سے ترجمانی پر خوشی کی انتہاء ہوئی لیکن پیر کرم شاہ صاحب کے متعلق مجھے ابتک تشویش ہے انہوں نے تحذیر الناس میری نظر میں۔ گول مول بات کی ہے تاہم مخالفین کو آپ نے خاموش کردیا ہے اور یہ کافی ہے۔ کاش کہ وہ صراحتا رجوع کی بات کرتے اور اپنی تفسیر کے مقدمہ سے قابل اعتراض عبارت کو نکال دیتے تاکہ شرعی طور پر اطمینان ہوجاتا جس طرح شیخ الاسلام حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوٹوک فیصلہ فرمایا اس کے بعد امید تھی کہ مرید بھی ان کی اتباع میں واضح طور پر فیصلہ فرماتے۔

دعوت فکر کو آپ نے شروع سے آخر تک پڑھ لیا ہوگا۔ آخری ایڈیشن زرد رنگ ٹائٹل والی آپ تک پہنچی یا نہیں اگر نہیں تو وہ ایڈیشن ضرور حاصل کریں یہ کتاب ان لوگوں کا صحیح

اور لاجواب علاج ہے۔ آپ اپنے صاحبزادے کو پابند فرمادیں کہ گھر جاتے وقت مجھ سے حاصل کرے مجھے مصروفیت کی وجہ سے بات بھول جاتی ہے۔

والسلام

محمد عبدالقیوم ہزاروی لاہور۔

صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری مدظلہ العالیہ کا اظہار برأت

اس (وجاہت رسول صاحب) کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ علمائے حرمین الشریفین زاد اللہ شرفھما کے فتاویٰ (حسام الحرمین) کا جو منکر ہے وہ حق سے بھٹکا ہوا ہے۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ تحذیر الناس (مصنف قاسم نانوتوی) کی بعض گستاخانہ عبارات بلاشبہ کفر ہیں۔ پیر صاحب کے جو اقوال اور تحریرات آپ نے لکھی ہیں ان سے فقیر لاتعلقی کا اعلان اور برأت کا اظہار کرتا ہے۔ اور امام احمد رضا قدس سرہ اور علمائے حرمین الشریفین کے فیصلہ کو صدق دل سے تسلیم کرتا ہے اور اسی مسلک اور عقیدے کی تشہیر و تبلیغ فقیر کا مقصد حیات ہے۔ والسلام مع الاکرام

وجاہت رسول قادری

قلمی خط محررہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق 22 فروری 2005ء

ماہر رضویات علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

صدر ادارہ مسعودیہ کراچی کا اظہار برأت

فقیر چونکہ مفتی نہیں اس لئے کوئی فتویٰ نہیں دے سکتا مگر مذکورہ عبارات کی (پیر کرم شاہ صاحب کی عبارات) تائید بھی نہیں کرسکتا۔

(قلمی خط بنام ماسٹر محمد فاضل صاحب)

خط قلمی حضرت علامہ حسن علی رضوی مدظلہ بنام مولانا کاشف اقبال مدنی

(1) تفسیر پیر کرم شاہ ازہری کی اس تحریر سے متفق نہیں جو انہوں نے ''تحذیر الناس میری نظر میں'' میں لکھی ہے کہ عبارات تحذیر الناس سے ختم نبوت کے انکار کا پہلو نہیں نکلتا۔ یہ غلط ہے باطل ہے ناقابل قبول ہے۔۔۔۔۔ پیر کرم شاہ صاحب نے جو کچھ اپنی تفسیر میں لکھا اور رضائے مصطفیٰ میں اس کے رد جو کچھ چھپتا رہا ہے وہ حق ہے۔۔۔۔۔ ایسے شخص (پیر کرم شاہ) سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(خط قلمی علامہ حسن علی رضوی)

(2) کہیں کرم شاہ کا تحذیر الناس کی تائید وحمایت ووکالت میں کرم شاہی فتنہ ہے۔۔۔۔۔ ہر کوئی سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کا نام لے کر پروان چڑھتا ہے اور پھر جدت پسندی اور تحقیق جدید کے نام پر اہلسنت کی بنیادوں کو کمزور کرنے کی سعی لاحاصل کرتا ہے ایسے لوگ دنیا سے یقیناً نامراد جائیں گے اور دنیا اور آخرت میں نشان عبرت بن جائیں گے۔

خط قلمی علامہ حسن علی رضوی مدظلہ بنام حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان

محررہ ۱۶ ماہ ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ

(3) مولوی پیر کرم شاہ ازہری تحذیر الناس کی کفریہ عبارات کو کفر قرار نہیں دیتے عدم تکفیر کے قائل ہیں

علامہ مولانا پیر محمد چشتی چترالی آف پشاور کے تأثرات

پیر کرم شاہ صاحب مرحوم جیسی علمی شخصیت کا حلقہ اثر ہے حضرت مرحوم تحذیر الناس جیسی رسواء زمانہ کتاب کو اسلامی کتاب ثابت کرنے اور اس کے قطعی ویقینی کفریات سے چشم پوشی فرما کر گھٹا ٹوپ اندھیری رات کو دن کی روشنی سے تعبیر کرنے کی کوشش کر کے اپنی عمر بھر کی علمی اور عملی پاکیزگیوں کو جو دھبہ لگایا تھا اس پر مٹی ڈال کر چھپانے یا ولائتی صابن سے دھو کر حضرت مرحوم کی روح کو راحت پہنچانے کی بجائے مریدوں کے ہاتھوں پیروں کی لغزشوں کو بطور کرامت مشہور کرنے کی غیر سنجیدہ روایت کو یہاں پر بھی ہر طرف دہرایا گیا۔ جس کا سو فیصد نقصان صرف اور صرف اسی جماعت (اہل سنت وجماعت) کو ہے۔

(ماہنامہ آواز حق ،ص ۱۹ ،فروری ۲۰۰۵ ،محرم ۱۴۲۶ھ)

مکتبہ رضویہ [illegible]
فون 7220191 — تاریخ 6-5-05

مولانا محمد کاشف اقبال مدنی [illegible]

آپ کا ارسال کردہ مکتوب موصول ہوا، استفتاء کے جواب کے لئے جامعہ نظامیہ رضویہ [illegible] سے رجوع کیجئے فقیر مفتی تو [illegible] شمار قطار میں نہیں ہے۔

پیر کرم شاہ صاحب کو راقم نے [illegible]
[illegible]

ماہنامہ ارشد [illegible]
میں آپ کا ایک مکتوب شائع کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اہل سنت [illegible] میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا ازالہ ہونا چاہیے۔

پیر صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا اور [illegible]
چلے گئے

والسلام
[illegible]

فتویٰ مبارکہ مرکزی دار الافتاء بریلی شریف مع تصدیقات

تاج الشریعہ بدر الطریقہ مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خان قادری الازہری





۲

الجواب صحیح والمجیب مصیب

۱

الجواب صحیح واللہ العلیم

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

[illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ الجواب صحیح [illegible]

۸۔ الجواب صحیح [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: (۱) سوال میں درج عبارت سے ظاہر ہے کہ جس بزرگ کا قول سوال میں نقل کیا گیا ہے [illegible] اگر یہ قول واقع ہے تو [illegible] ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ إنكم إذا مثلهم۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) رب تبارک و تعالیٰ ظلم و ستم سے پاک و منزہ ہے۔ اس سے ظلم ممکن ہی نہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہا کفر ہے کہ اس میں قرآن مجید کی متعدد آیتوں کا انکار ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وما انا بظلام للعبيد۔ میں بندوں کے حق میں ظالم نہیں۔ اور فرماتا ہے۔ لا يظلم ربك احدا۔ تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اور فرماتا ہے۔ ان اللہ لا يظلم مثقال ذرة۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں فرماتا۔

شرح فقہ اکبر میں ہے۔ لا يوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة على الظلم لان المحال لا يدخل تحت القدرة۔ اھ۔ تفسیر بیضاوی میں ہے۔ الظلم يستحيل صدوره عنه تعالى۔ اھ ملخصا۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ الظلم محال منه تعالى۔ اھ اور تفسیر کبیر میں ہے۔ الذي يدل على ان الظلم محال من اللہ تعالى ان الظلم عبارة عن التصرف في ملك الغير والحق سبحانه لا يتصرف الا في ملك نفسه فيمتنع كونه ظالما وايضا الظالم لا يكون [illegible] لا يصح الا اذا كانت لوازمه صحيحة فلو صح منه الظلم لكان زوال الالهية صحيحا وذلك محال۔ اھ ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تحذیر الناس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا گیا۔ آیت کریمہ۔ وخاتم النبیین۔ سے آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال بتایا گیا ہے حالانکہ یہی معنی رسول نے سمجھا صحابہ نے سمجھا ساری امت نے سمجھا۔ اور پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ تحذیر الناس کی عبارات ملاحظہ کریں۔ ص ۳ پر ہے۔

۔ [illegible] آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ اھ

ص ۱۴ پر ہے۔

۔ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ اھ

ص ۲۸ پر ہے۔

۔ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ اھ ______ بہر حال حضور کے آخری نبی ہونے کا انکار ہے جو کفر ہے اور قائل کافر۔

[illegible]

... انه خاتم النبيين لا نبي بعده [illegible] كان كافرا [illegible] انه خاتم النبيين [illegible] ارسل كافة الناس [illegible]

اجمعت الامة على حمل هذا الكلام على ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلا شك في كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعا اه

[illegible]

ولان الامة فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبي بعده ابدا وعدم رسول بعده ابدا وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص ومن اوله بتخصيص فكلامه من انواع الهذيان لا يمنع تكفيره لانه مكذب لهذا النص الذي اجمعت الامة على انه غير ماول ولا مخصوص اه

حضرت علامہ [illegible] شرح الشفاء [illegible] میں لکھتے ہیں

[illegible] الا ترى [illegible] نبينا صلى الله عليه وسلم لا نبي بعده [illegible] القرآن [illegible] انه خاتم النبيين وآخر المرسلين وفي السنة انا العاقب لا نبي بعدي واجمعت الامة على ابقاء هذا الكلام على ظاهره وهذه احدى المسائل المشهورة [illegible] كفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالى اه

لہذا جو شخص ان تحریفات پر راضی ہو [illegible] کافر و مرتد ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(4) گستاخ رسول [illegible] کافر و مرتد ہے [illegible] اجماع امت ہے [illegible] الصارم المسلول میں ہے

[illegible] رجل مسلم سب رسول الله صلى الله عليه وسلم او كذبه او عابه او تنقصه فقد كفر بالله تعالى وبانت منه امراته [illegible]

اجمع المسلمون على ان شاتمه صلى الله تعالى عليه وسلم كافر ومن شك في عذابه وكفره كفر اه ([illegible])

[illegible] میں ہے

وهو نقيض ان من قال ان فلانا اعلم من النبي عليه السلام فقد كفر [illegible] قال ان ابليس اللعين اعلم من النبي عليه السلام اه ([illegible])

جو گستاخ [illegible] کافر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(5) ایک مجلس [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] صحابہ کرام علیہم الرضوان [illegible] اہلسنت [illegible] فتح القدیر [illegible] (ج [illegible] ص ۳۳۳) [illegible] کافر و گمراہ ہے واللہ تعالی اعلم

[illegible]

(1) [illegible]

(2) [illegible]

(3) [illegible]

(4) [illegible]

(5) [illegible]

الجواب

[illegible]

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی
مہتمم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور کے مکتوب کا عکس

JAMIA
NIZAMIA RIZVIA

الجامعة النظامية الرضوية

YOUR REF:
OUR REF:

[illegible]

[illegible]

۲۸۶۔ الجواب ــــ سائل نے جو حقائق پیش کئے ہیں، وہ اظہر من الشمس ہیں،
اور قول سائل، زندگی میں جب مصروف ہے، ان سے رجوع نہ فرمایا [illegible]
[illegible] کو عجب [illegible] ہے اور رہ گیا امام اہل سنت [illegible] کے فتاوی
[illegible] معتمد محقق ہیں، ان کی تحریر کے سامنے [illegible] کی کوئی دوسری تحریر
[illegible] نہیں کیا، جو احکام ان [illegible] سے مستنبط ہیں وہی حق ہیں
[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مفتی احمد میاں برکاتی
خادم شیخ الحدیث
دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد
۲۸ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
۱۴ ستمبر ۲۰۰۴ء



10 SEP 2004
15463

باسمہ تعالیٰ و بالصلوٰۃ والسلام علی سیدنا المصطفیٰ

الجواب بعون الملک الوہاب ھو الموفق للصواب

1۔ قاسم نانوتوی علیہ ما علیہ نے خاتم النبیین کی جو تفسیر و تاویل کی ہے اور جن الفاظ کے ساتھ کی ہے وہ صریح کفر ہے کما صرح بہ علماء الحرمین الشریفین و سیدی الامام الرضا علیہم الرحمۃ والرضوان بندۂ ناچیز اپنے مشائخ کرام کے فتاویٰ شریفہ کے ساتھ پورا اتفاق کرتا ہے لہذا جو شخص بھی نانوتوی علیہ ما علیہ کی تفسیر و تاویل کو کفریہ نہ کہے وہ بھی بلا شبہ اس کے ساتھ ہے اور مشائخ کے فتویٰ کی زد میں ضرور ہے تو کرم شاہ کا نانوتوی مشرب ہونا بلا ریب ہے۔

2۔ اب طلاق ثلثہ کے وقوع کے خلاف فتویٰ دینے والا تعزیر کے قابل ہے [illegible] ہے فتاویٰ امام خیر الدین رملی حنفی علیہ الرحمۃ میں ہے مانصہ

(وسئل مرۃ اخری) فی رجل طلق زوجتہ ثلاثا مجتمعا فی کلمۃ واحدۃ فافتاہ حنبلی المذہب بعدم الوقوع فاستمر معاشرا لہا وموجبتہ بسبب الفتوی المذکورۃ مدۃ سنین فہل یعمل بافتاء الحنبلی المذکور ام لا و اذا قلتم بہ حکم منہ کیف الحال؟

(اجاب) لا عبرۃ بالفتوی المذکورۃ ولا ینفذ قضاء القاضی بذلک ولو نفذہ [illegible] ویفترض علی حکام المسلمین ان یفرقوا بینہما قال بعض العلماء وحکی عن الحجاج بن ارطاۃ و طائفۃ من الشیعۃ والظاہریۃ انہ لا یقع منہا الا واحدۃ وہو اختارہ من المتاخرین من لا یعبأ بہ فافتی بہ واقتدی بہ بعض اہلہ اللہ تعالیٰ اھ واللہ اعلم

3۔ یہ کلام بے نظام کہ کسی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ کافر کہنے کا دور گذر گیا ہے صریح کفر ہے کیونکہ بدترین کفر ہے لا ینفوہ بہ الا من لا دین ولا ایمان لہ

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ

فضل احمد چشتی لاہوری پنڈی [illegible] لاہور

۴ جمادی الثانیہ ۱۴۲۵ھ بروز جمعرات

ایمان کا امتحان

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خاطر میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جُبّے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو لِلّٰہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا اُستاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو۔ واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔

(تمہید ایمان ص۵-۶ مطبوعہ لاہور)